

بہارِ عربیہ

بَعُوذُہُ تَعَالٰی

نہ آں جنم کہ از قحطِ خیر ارا از بہا آسم  
ہماں خورشید تا باغم اگر در زیر پا آسم

# کلیاتِ فنا

نتیجہ فکر و فکر شاعرانِ فضل الشعرِ نجابتِ الٰہی حکیم عبدالمادی خان صاحبِ مہر و مہرِ امپوری  
جس میں

اردو فارسی کلامِ کامل مجموعہ معنی قصائد و غزلیات و رباعیات و غمیرہ و رباع ہیں  
باتہام محمد عبدالواحد عفی عنہ خلفِ مصنفِ معقولہ

نشی محمد عبدالکبیر کے

مطبع فیض عام علی گڑھ میں طبع ہوا





ناک پر فرقی اور محاسبہ غنی ادا در دہنت انہما سے پتہ چلتا ہے

### وقار و حرم

ہر شے اپنے منہ پر دم ہوئے اور شجاعت سے پہلے ایک سفید کالہ لپٹی ہے جو  
عورتوں کے لئے گہرے رنگ کے لباس کے لئے اور آئینہ گہرے لباس کے لئے  
ہوتا ہے۔ وقار و حرم کا وجود جس کو ہر چیز پر گہرے لباس کے لئے  
اور زندہ کرنے کیلئے پوری مثال ہے جس کے لئے حالت و صورت اور لباس  
اور سر و نیات کا پانی ہے یہ ایک ہے۔ جس میں جہن کوئی ستر اور کے نظام نہیں  
تک کو اڑا دینا چاہتے تھے وہ (ہر) چھو گیا بقول حضرت۔

اسے وقار و حرم کا لقب دیا جاتا ہے

میں نے کچھ رنگ اڑا دیے غزلچو انی کا

شیک فن شاعری کے آخری زبیر دست اور الو العزم شاعر وقار و حرم کی پہلی  
شہادہ میں بمقام ریاست راجپوت پور پتہ ہوسکا۔ جن کا فعلی ریاست سے  
ایک معزز خاندان سے تھا۔

لیاقت علی ایچ کے مرتبہ بہت اونچا اور بڑا شہید تھا۔ جسے شہر کی  
جہی میں عام طور پر شہر کے آواز میں حاصل کر لی اور شہر میں  
آپ مولانا عبدالحق صاحب خیر آبادی کے شاگرد تھے۔ دیگر شہر کی  
مختلف شہوراء اساتذہ سے فرقی نہ ملے۔ جس میں اپنے ناموں کے ساتھ  
خالص صاحب سے سفید حاصل کی۔

اخلاق و عادات اس مرحلے کے اخلاق نہایت وسیع تھے۔ یہ سب  
کے ساتھ محبت اور ظلمتوں آپ کا خاص شعار زندگی تھا۔ ہر شخص سے خلوص  
و زندہ پیشانی ملے۔ ساتھ ہی ساتھ نہایت آزاد اور مستقیم تھے۔





شرعی غنفل بہت جلد موضوع کر لیتے تھے بعض شاعر درہم فوراً غزال  
 اگر سنائی پتہ جن میں شریک و نا ایک اور عالم تھا۔

شاعری و درگاہ شاعری [جہاں آپ کو پھر عالم میں دستگاہ بنی]

داصل لکھی ہیں آپ میں شاعر تھے لیکن کمال اور سادہ و سستہ تھے نہ تو یہ جو کہ  
 جو ہیں جذبات آپ کے کلام سے پیدا ہو۔ آپیں وہ بڑی قوت مونیہ غائب کے  
 اور کید ہستہ نہیں آتے۔ آپ کا کلام جذبات کا یہ دورانیہ کیلئے تھا  
 ایک ایسا آئینہ ہے جس پر عباد کا ایک دورہ بھی منع نہیں آتا۔

آپ صرف اللہ ہی نہیں قطعاً دنیا کی ہر چیز پر آتے تھے بلکہ آپ نے فارسی  
 کلام کا بھی کمال اختیار کیا ہے۔ آپ کا کلام ہر حال میں ان جوتی نوریات  
 سے لبریز ہے جن سے کہ کلام اردو و کمالی ہے۔

گستاخ و پرہیزگانہ کلام آپ سے نہ ملتا تھا۔ زبان کی سلامت محاورات  
 کی بندش میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ زبانہ انی آپ کا حصہ تھی۔ نزاکت و  
 باریکی مضامین میں آپ کا خاص اصول تھا۔ اکثر شاعر ایسے ہیں جن میں یہ تیز  
 نہیں ہو سکتی تو فارحوم کے ہیں یا نالکب مرحوم۔ کہ ایک جملہ فراتے ہیں۔  
 تخیل مرگ ناگہاں آئیگی کس شمار میں وہ بھی شاعر ایک و روحی۔  
 مر کے بھی ہم کھینچتے ہیں دروہ و گلیل۔  
 دیکھو کہ شاعر بننے و سب سے بڑے شاعر ہیں۔

کیوں نہ ناخن سے جگہ نوختے ہیں ایک قریب  
 آپ کا کلام وقت مضامین کیساتھ ساتھ صفائی میں بھی نہ رہتا۔ خلاصہ یہ  
 ہے کہ ہر قسم کے سب برابر ہوئے آپ کے کلام میں جو جڑ ہیں۔ کچھ لکھتے ہیں  
 جگر کیا دہرہ کیا دل کیا یہ سب کی آفرین  
 اس کے چند قطرے ہیں گما نہیں آتے نہیں



[illegible]

عشق ہے خن فنی نفسی سہما : باطنی

موت | غنیکندہ سے بیمار ہو کر رام پور تشریف لائے۔ پھر چند سال تک  
اطبائے کرام علاج ہوا مگر مرض موت کو ہوا کے شور سے بچا نہ گیا۔ اور جس چیز سے  
افاق ہو گیا ہے۔ چودہ اوہانہ۔ مگر بعد از مدہ من مدتی گشتہ کو ۶۶ برس  
کی عمر میں اس دنیا سے لاپیدار ہو گیا۔

انفوس سر آفتاب فرہ سے ایسی پو پو سے پہنچی، پر طرز کتبہ میں ان کے  
کے کہ ہر صفت غار سے اپنے آنکھوں میں چھوڑ دیا۔ پانچویں روز ان کے ہاتھوں پر

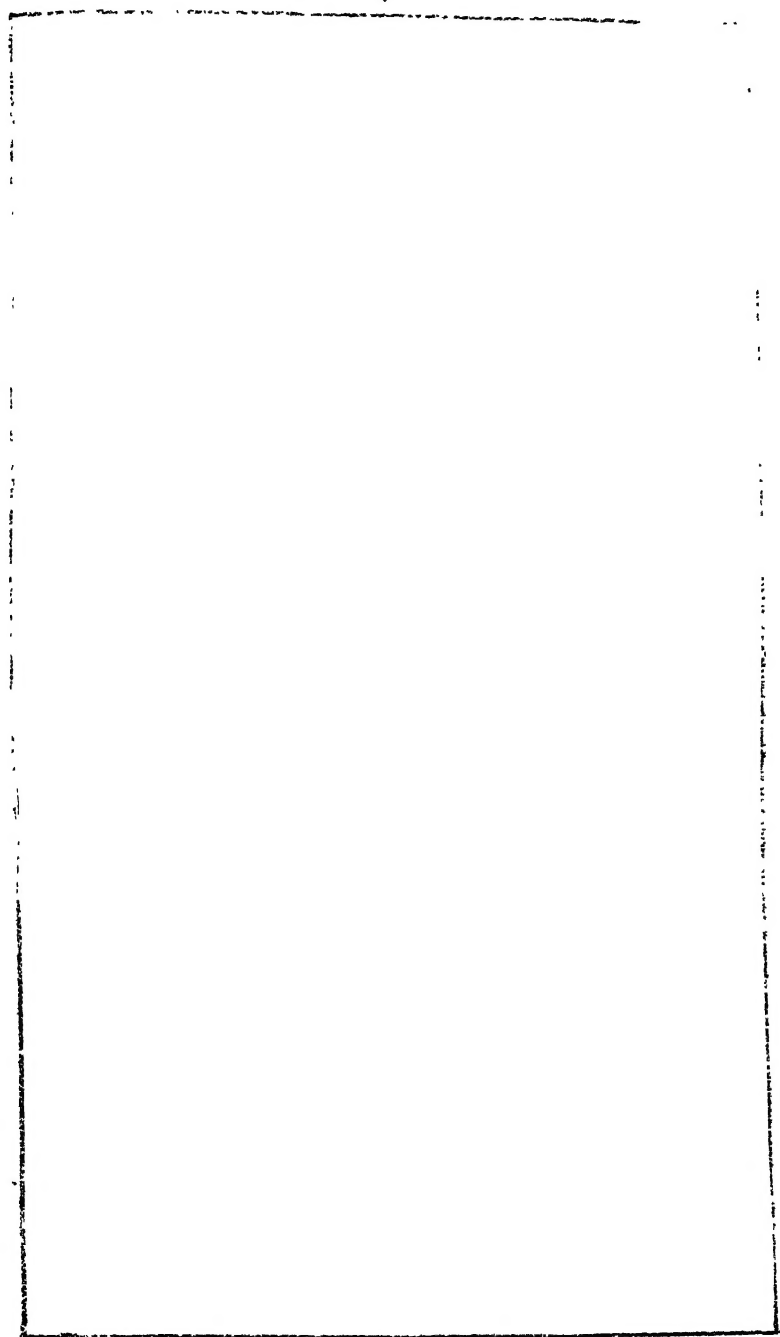
*[Handwritten signature]*



مصنف نے کہا ہم پر تو اویٹ لکھو اسے نا کو شہادت لکھو اس  
طول عمل کو ہم نے بدکار سمجھا۔ اس لیے کہ آپ نے کتا حوی خوں اور خط  
پہنچے نہیں۔ اس موقع پر ہم ان کے ایک شعر پر انتفا کرتے ہیں  
اور خط ہوتے ہیں۔ یہ

ہے نفی آپ ہی میرا بہتہ نہیں  
بچے جو غیر کی نہیں۔ یہ وہ لڑائی ہے

(ازہ ہمد)



سے کا پتہ :۔ ماندا محمد شفیق سسرانے حکیم علی گڑھ جیل دھند منزل

ان من الشعر حکمتہ وان من البیان لہجرا

بفضل خداوند کردگار و بتائید داور دوار مر قح  
بیشالی مجموعہ نازک خیالی

یادگار وفا

کلیات وفا

من تصنیف تالیف جناب سر دفتر شاعران ملک اشرا

مولوی حکیم محمد عبدالمادی خان صاحب وفا

مرحوم راجپور ۱۳۴۲ھ



### قصیدہ

جہاں سو دوشیج کشتہ بکڑا گیا  
رحل گلدستہ انجم میں ہوا لکڑی خندل  
مسرت اس طرح ڈیرہ تھی جیسے وصل کار  
کہ عشرت ہو گئی ہے اندونویں سار  
کہ جیسے تاک کی لگ لگ میں موج باوہ ہونیا  
ہر اک گل ہے بہارستاں ہر اک تپتی نگارستاں  
بزرگ نکت اس میں سوطر حور ہوں ہنیا  
کہ نرگس دیکھتی ہے پھر دہی راو گل وریچا  
محیط بادہ عشرت میں آیا ہے عجب طوفان  
وہی طوفان ہوا ہے جوش طبع تنیت ساما

شکستہ رونق بازار ناکامی کا ہے ساما  
بہار شادمانی کا ستارہ آج یہ چمکا  
خوشی بالیدہ یوں ہوتی ہے جیسے نقشہ با  
پہ فیض مہر فیاض کی افزائشید و جیو  
رگ جہاں میں ہوں ریشہ دو لکھ فیض با  
چمن میں دیکھ نقش چین کی رنگ آمیزی  
جو غنچہ یوں ہے لب لبو تو گویا کچھ خبر دیگا  
چمن میں آج کس گل کی آئی آمد ہے  
یکایک قلم ہستی میں اٹھی ہیں نئی موجیں  
وہی موجیں ہوتی ہیں نقش سطر میر کاغذ



<p>نسیم باغ کے ہاتھوں میں بابتکرت کا ہر دانا اگر مجھے کوئی پوچھے کہ ان باتوں پر کیا برہنہ کہ تھا جس کی تجلی کا نزل سے آج تک ساما کیس اسید نے دھندھا ہوا ہسکا دل جس ہوئی بیدار چہ دوست تو اوس کی تبلیغ فرما وہ رحمت جس کو آغوش حمایت میں لے آیا طاؤزا با علم و فضل ظل رحمت یزدان سطح حکم پیغمبر مزل البغی و اطمین کرم میں ابر نیساں ہے غایب چشمہ سیوا صفا تو قلب میں وہ تابش آئینہ عرفا کہ جیسے حیرت سے ظاہر ہو بہت سبوی عمر</p>	<p>طبیعت کو اڑا کر پھرتی ہے یہ شوقی خصل اگر تجھے کوئی پوچھے کس دعو پر کیا حجت کہوں اس فیض کا منشا وہی ذات گرامی ہے کہیں و سریت تمنا میں تیرا سر کاہل پیش کرم نے آنکھ گر کھولی تو اوس کے دست تبارک وہی ہے..... جس کا سایہ سار رحمت پتاہ جان و دل امید گاہ دانش و پیش نگہ دار شریعت حسامی دین سوال اللہ شرف میں ظل کعبہ علم میں تیرے کند رہے وفا میں وہ دغاے صبح پھر روشن ضمیر کی طبیعت سو نکل آیا ہے یوں کہ مطلع روشن</p>
---	--

### مطلع ثانی

<p>کہ جس کے دائرہ میں ایک نظر گنبد گرداں تری خاک قدم تیرے تو تیاے دیدہ کیوں تر و عمید سعادت مد میں راحت کہہ ساما دکا کر بستہ اپنا سو گیا ہے قفسہ دورا ہوا ہے ابر نیساں گریہ عاشق سوچی اروزاں لگاہ و لکشا تیری کسند گردن احساں رگ جاں بیکہ دلیں دور تیرے لڑنے دیا معنون ایک ہو لیکن ہو یوں دسکو و عونا دیا مصطفیٰ آباد تھا اک قالب بیجا</p>	<p>تری پر کار بہت کی یہ دست و شبہ فیرا تر نقش قدم آئینہ مہر و مہ و زہرا تر و ایام دولت میں تن آسانی کہہ برونی پر کرا دس سے جمال اصحاب کفرا کہ تیریں ترے دست کرم نے کی ہو ایسی گوہر نشانی رے باندھا اوست کھولا اسے کھولا تر افراںِ راسخ ہے وہ اصل معرفت جس سے پہ تیری صورت و سیرت نشان قدرت ایزد ترا اس شان سے آنا ہے روح تازہ کا آنا</p>
--	--

کہ ہے صبحِ ازل کی رنج اور شامِ ابد کی جاں  
 ہر اک ذرہ ہوا ہے خیریتِ صدِ انجمِ تاباں  
 ٹپک کر اب گرا جاتا ہے رنگِ گلشنِ ضوا  
 زلیخانے ہوس نے یوسفِ مقصود کا دانا  
 خوشی ہے تخمِ دل ہے کشتِ افریقہ بدھقا  
 فلک اپنے کمالِ اہتمامِ کار پر نازا  
 کہ طاقِ عرش سے اتر ہے نقشِ نعتِ ایوا  
 مہ و خورشید بچرتے ہیں بجائے دیدہ دریا  
 نہ میرا مار ٹوٹے اور نہ تیرا شرفِ فیض  
 لکھے نامِ اجابت پر طلب کیو اسطے فرما  
 رہے تا ذاتِ ممکن سے قیامِ معنی امکا  
 تباہیں جس طرح اسپہیں اکٹھے ہیں نہیں ہو رہا  
 رہے جیتک و داعیِ عارضوں کو سہوا دنیسا  
 رکھے تحویلِ نسیاں میں عدد کے نام کو دورا  
 رہے جیتک نیازِ عاشقان و نازِ مشوقا  
 تری تقدیر کی نسبت سے چرخِ ہشتیں نازا  
 ترا بدل کر مہوق را فرائے دعا گو یا

نویدِ ساعتِ سالِ ہمایوں اور خوش ساعت  
 ہر اک غنچہ ہوا ہے روکشِ صدر و جنت  
 مثالِ اوس قطرہِ خوں کی جو ہر گاہِ تنہا  
 قیامت تک بچوٹ کا کچھ ایسے دھبہ نہ کھینچا  
 ہر اندیشہ نشاۃِ جاودانی کا ہیولی ہے  
 زمانہ اپنے حسنِ شیوہ رفتار پر شیدا  
 ٹکیو مگر اچ منزلِ سایہ اوجِ قضا پر  
 خوشایہ پاسبانیِ مرجا اقبالِ ربانی  
 نمودِ عیش کے لطفِ ازل شرطِ باندھی ہو  
 تہ دل سے دعا دیتا ہوں میں بھی عالی  
 مقابلِ امتناعِ تہ کے ہو جیتک وجوہ  
 الہی۔ تیرے دشمن کو رہی ہستی سے یہ دوری  
 رہے تا حاقطے کا کام حفظِ صورتِ اشیا  
 ہوا خواہانِ دولتِ یاد ہوں خدامِ حضرت  
 رہے جیتک جہاں میں بزمِ حسنِ عشق کی گرمی  
 ترے بختِ ہمایوں پر ہی فیضِ ازل مفتوں  
 وفا بھی ہو سخنِ سنج و دعا گو و ثنا گستر

ہمیشہ روز افزوں ہو ہمایوں ہو مبارک ہو  
 تجھے سرمایہٴ دولت مجھے مداحیِ شایاں

قصیدہ

جسے نقشِ قدمِ علم و قار و تمکین

حبذا داوری داوری دارِ آئین

اوس کا اندیشہ انصاف وہ تعدیل اثر  
اوس کا اعجاز تصور وہ خسلاقی پرورد  
وہ جہاں پاؤں رکھے سربھی ادب سے رکھنا  
..... افسر دریا دل و صافی طینت  
اسے ترے قول و عمل میں صفت معنی لفظ  
اسے تری خاک قدم طرہ دستار شرف  
مطلع صبح سعادت تری توسن کی رکاب  
تیرے رہوار کا از بس کہ ہے بار احساں  
ہے ترے ناخن احساں کا تصرف ایسا  
تو ہے اور تیرے کورم و کرم کی فصاحت  
پاکال ستم زہر ہوں انصاف انصاف  
دل میں اک قطرہ خون ہاں وہ دریا میری  
قطرہ اشک بیتماں کی طرح بس ارزاں  
اک ذرا جنبش لبہائے تسلی افزا  
مجھے مانگا مری محرومی تمت ذم مجھے  
تو اگر چاہے تو خدمت کو ابھی حاضر ہے  
یہ ہضم میں چمن فیض ازل کگل ہیں  
نہ چھو ابا و صبا نے کبھی دامن اُن کا  
اے وفا عرض طالب میں نہ نواستخ  
مرحبا جذب اجابت کہ دعا ہے دلیں  
تو ہو دنیا کیلئے آیت انصاف و کرم

شورش طبعِ حوادث کو ہے جس سے تسکین  
جس سے ہے تقویت روح و باطن ملکوں  
وڑہ وڑہ ہے وہاں حرمت عالم کا امین  
قبلہ دانش و امید کہ علم و یقین  
اسے ترے غم و وفا میں دش نقش نکلیں  
اسے تر نقش قدم مردک چشم یقین  
برج مہر شرف و فتح و ظفر خانہ زین  
دیکھی ایسی کہ اب اٹھ نہیں سکتی ہنر میں  
وہ سے عالم پہ نہیں ہے گروچین ہیں  
میں ہوں اور میرے ہے خستہ بجان خیریں  
ور و منہ غم یام ہوں تسکین تسکین  
مجھ میں اک دم ہر بھی ہاں وہ دریا میری  
سورہ نقش قدم خاک بے خاک نشین  
اک پیرش حال دل و جان نکلیں  
جب یہ دیکھا کہ کوئی اس کا خرد نہیں  
جان تصدیق شرت اور دل صدق گزین  
پیشکش لاف سے تیرے لئے طبع نکلیں  
شاخ گل تک کبھی پہنچ نہیں دست نکلیں  
ہاتھ سے جائے نہ سرشتہ آداب کہیں  
اور نکلتا ہے زباں سے مری حریفان  
دل ہو رحمت کا محل چشم و چشم حق ہیں

ہو مرانا تھ بھی وابستہ دامن عطا اور یہ سر ہو ترے باب سعادت کار ہیں	
---	--

### قصیدہ

چمن ہے فیض ہوا سے کچھ اس قدر شاد  
سیر طراوت صحرائے عیش ہے سبز  
بھڑک یہ آتش گل میں کہ قطرہ شبنم  
بہار ساقی و مرغان بوستان میکش  
اشارہ کرتی ہے سبب سے کہ داغ عیش بد  
بسوئے بخودی عیش طبع یوں مائل  
کوئی تہمتہ سا نہ نشا و میں سرگرم  
مجھے بھی دل سے کشادہ و برجن مقصود  
اگرچہ نکتہ سرائی پہ فوج آمادہ  
مگر یہ منتش کا ایسا کہ راستی گنزار  
یکایک اس گنجا دل سے پردہ اوہام  
کہ لکھ ستایش امید گاہ ابل کمال  
وہ کون صاحب تیغ و قلم ہیں.....  
پڑھوں وہ مطلع نا بندہ ملے حاضر میں

کہ جائے ہر گہ گل و یکتا ہو سوچ شہر  
خیال تازگی گل سے نشہ ہے سیر  
گرے جو گل پہ تو اڑ جائے صورت سیماب  
ہے رنگ بادہ گل و لالہ جام بادہ قاب  
پکارے کہتی ہے فرصت کہ وقت را دریا  
کہ جیسے دیدہ اصحاب گفت و لذت خوا  
کوئی سپاس گزار سبب الاستیسا  
نب و زباں پہ مری یا مفتخ الالباب  
اگرچہ سحر طرازی کے جمع سبب استیسا  
تو اس کا یہ تقاضا کہ بے محل مشتاق  
کیا یہ ملہم علم و یقین نے مجھے خطا  
وہ جس کے فہم کے قابل سچی دل الالباب  
جناب فیض منش فیض دوست فیض ناب  
کہ سبب نہ کرے جس سے مہر عالتاب

### مطلع ثانی

ترے ہی لطف سے راحت جہاں میں ملے  
یہ تیرے عہد میں ٹھہریں تھک کر اہل جفا  
نہ تیر غمزہ خواہاں میں وہ رہی تیری

ترے ہی قہر سے ہر خانان فتنہ خراب  
یہ تیرے وقت میں بیکار ظلم کے اسباب  
نہ شوخ چشموں کی تیغ نگاہ میں وہ آہ

عہ اصل میں پڑنے میں نہیں آیا

ہوا ہے گریہ مبدل بخند اب ایسا  
جو شان تہر و کھائے تو مثل برق و ثنا  
جو قوم غیر میں ہو فاضل و یگانہ عصر  
وہ تیرے سامنے رہ جائے اس طرح حیراں  
ترا زمانہ زمانے سے منتخب ایسا  
ترے کرم سے ترا تہر منکسریوں ہے  
ستم کہ منشی تقدیر نے بھی کو لکھا  
اجل ہے راہزن اور پاؤں ہو گزرنی  
مری نگاہ میں ہے بسکہ جلوہ حسرت  
مری بساط میں مقصود کیا ہو باہشت  
طسم لاکھ تمنا کے توڑ ڈالے ہیں  
مری امید کو تیرے کرم سے وہ نسبت  
ادھر جلوہ احسان کہ تیرہ روز ہو نہیں  
تری عموم مکارم کا کیا ہو اندازہ  
نہ یہ ضرور کہ حسن سخن کروں اظہار  
وفائے پہنچے ہیں بس صفت نقوش ناز

کہ اشک چشم بیتیاں میں ہے ڈر نایاب  
جو مہر و لطف پر آئے تو ہو بزرگ سحاب  
کرے تو معرض علم و مہر میں مس خطاب  
کہ جیسے ذمی نا فہم پیش بل کتاب  
کہ جیسے فصل گل و در واصل و عید شباب  
کہ جیسے تندی صبا با متراج گلاب  
زبون و خستہ و ناچار و بیکس و بیتاب  
نہ ہے ٹرسکی طاقت نہ بجا گزنی ہو تاب  
پڑ ہوں سراب جو دیکھوں لکھا ہو سیراب  
مرے خیال میں امید کیا ہو نقش بر آب  
مرا خیال بھی میری طرح ہو خانہ خراب  
کہ جیسے معصیت و جوش و حرمت و تاب  
ادھر بھی رشخہ خشک کہ ہوں میں نشہ آب  
نہ ذہن میں یہ رسائی نہ حوصلہ میں یہ تاب  
نہ یہ غرض کہ ہو میرے کلام میں اطناب  
اداکرے تری تعظیم کے فقط آداب

کفیل و سعیت دولت و درہفت فلک  
رہین عیش و مسرت رہیں دل احباب

### قصیدہ

عجب نہیں ہے اگر چٹکے غنچہ تصویر  
کہ پڑہ رہی ہو ہر اک غنڈی بصر

زمانہ لطف ہوا سے ہے انبساط پذیر  
شفقتی کا چمن میں کھلا ہے باب ایسا

<p>کچھ ایسی بادبباری میں قوتِ تطیب چمن کی خاک پہ گر باغبان کھینچے لکیر تو گل کی صورت دم ہوئی وہیں تسیر متاعِ عیش کی قسام خوبیِ تقدیر ہر اک طرف یہ ندا ہے کہ ہاں بیاؤ دیگر کہ جس کا نام ہے آغازِ صفحہ تقدیر مطیع حکمِ نبی ظلِ کبریا مئے قدیر چراغِ کشتہ بنے جسکو آگے ماؤ منیر</p>	<p>کچھ ایسی بادبباری میں قوتِ تطیب مثالِ موجِ دریا کرے وہیں جنبش جو ٹبر لگیا کبھی سنبل میں غلط سوداوی مئی نشاط کا ساقی زمانہ مسعود ہر اک طرف یہ صدا ہے کہ ہاں خوش و خوش یہ فیض او سکی بہارِ کرم سے حاصل ہے مدارِ دولت و دیں قبلہ گاہِ اہل یقین شامیں ایسا چمکتا ہوا پڑ ہوں مطلع</p>
--	---

### مطلع ثانی

<p>کہ ہے صحیفہ صبح ازل کی اک تفسیر کہ بنگیا ورقِ مہر کا غنہ تصویر ترا وہ حسنِ عدالت قضا ہو جسکی نصیر کہ ثابت اب نہیں کر تو ہیں چرخ کی تدویر کبھی نہ چہرہ عاشقی سے رنگ ہو تفسیر بنا کر اس لئے ڈالی ہے موج کی بجزیر ہر ایک وزہ ترے آستان کا بد منیر جہاں میں رنج ہے تھوڑا سا اور کثیر سوا ہے تیرے عدو کے کوئی نہیں دلگیر غضب کہ دامِ نجاست میں ہو نہا بلی سیر یہ تیز گامی خامہ یہ شوخیِ تحریر سوا ہے ہرے حرنوں کا سر نہ لسیخیر</p>	<p>شہا خدائے دیا ہے تجھے وہ صاف تفسیر بجائے کھینچے عطار داگر شبہ تری ترا وہ نظمِ ریاست خدا ہو جسکا کفیل زمانہ عہد میں تیرے یہ راستی پیشہ ذرا تغیرِ عالم کا ہو جو تو مانع نہ اپنی حد سے قدم آگے رکھ سکے دریا ہے آستانہ ترا چرخِ ہشتی سے بلند ترے ظہورِ کرم تیرے جو دھیم سے بغیر یک دلِ حاسد کوئی نہیں لکھیں ستم کہ مجھسا سخنور ہو اس طرح پامال یہ ناز کی معافی یہ خوبیِ الفاظ نگاہ پڑتی ہے جسکی وہ پھر نہیں اٹھتی</p>
--	--

<p>کیا جو روز ازل میرے نام کو تحریر          پھر اوس پکھنچد یا خط خوبی نقب دیر          کہ میرے کام میں میری اجل ہونی ہو شیر          فسر وہ ایسا کہ جیسے دل یتیم و اسیر          قصائے توڑ دیتے میرے ناخن تدبیر          کہ فتنہ روز قیامت کا جسکی اک تعبیر          تو اپنے جو دو سخاوت میں ایک اور طریق          تو اپنی قوت بازو سے ہے غضبفر گیر          کہ جیسے سینہ مومن میں ہو غم شہبیر          کرم کرم کہ ترے در پہ لائی ہے تقدیر          نہ اپنا حسن بیاں ہے ضروری التحیر          دعائے دولت فقر پہ ختم ہے تقریر          بچم میں ہوں ضیا اور ضیا میں ہوتا شیر          قصائے لکھے ترے حصہ میں ملک و مال و خیر          سخن میں تا ہوا اثر اور اثر ہو طہن پذیر</p>	<p>ستم کشیدہ ہوں ایسا کہ دست قدح          بچائے حرفوں کے سوداغ آرزو دگر          وہ بنیوا ہوں وہ خانہ خراب بیکس ہوں          فدا وہ خاک پر ایسا کہ جیسے قطرہ شگ          فلک نے ڈال دیتے میرے کام میں عقد          میں اس خراب دنیا میں وہ پریشاں خوا          میں اپنی بیسرو پائی میں ایک قطرہ آب          میں اپنے دام ہوس میں ہوں ایک بیلو          تری طرف سے مرے دلچسپوں الاوت          عطا عطا کہ مجھے ہے امید بیش خاص          وفا کو طول سخن سے نہیں کوئی مطلب          ثنائے حضرت اقدس سو ہے شرف سخن          زمیں پہ تا ہو فلک اور فلک پہ تا ہو سخن          خدا بڑھائے تری عمر و قدر و جاہ و مال          دہن میں تا ہو زباں اور زباں تا ہو سخن</p>
---	--

مری طرف سے ہوا تیار گو ہر سبب  
 تری طرف سے ہوا العام عزت و توقیر

### قصیدہ

<p>دیتے ہیں روح امیں عرش کی تجھ شہیل          تھر تھراتا ہے یہاں ضعف سہا پہ خلیل          فکرِ لقمان میں بھی رہتی نہیں تابِ تحیل</p>	<p>حبذا اے مری تقدیر تری قدر جلیل          کیا کہوں اوچ شرف کیا کہوں قسم کا عروج          دیکھ کر آنکھ سلیمان کی جھپک جاتی</p>
--	--

پر نکالے سے نہ نکلی کوئی اڑنکی دلیل  
جز وہ افلاک پہ کچھ لکھی ہے جسکی تفصیل  
ہو چکا اس منصب کبریٰ پہ جو یہ عبد ذلیل  
تھی مری خاک نشینی مری مٹنے کی دلیل  
تو یہ جانو کہ یہ کہنا تھا سر اسر تاویل  
دور رہتا تھا مرا سایہ بھی مجھ سے سو میل  
ہو گیا مجھے موافق جو ذرا چرخ محیل  
جو ہے یوسف کی طرح صورت معنی میں جمیل  
اوس کے افضال سے تازہ ہر اک نخل و خیل  
جس طرف دیکھو پھول لاسے گلستان ظیل  
جسکی مریخ و عطارد پہ ہو واجب تجیل  
آفتاب افست و جزاکم و حجم اکلیل  
شوکت و دبیدہ و جاہ میں ہمیشہ عدیل  
جسکی تحسین کیلئے چرخ سے آریں جبریل

طاہرِ سدرہ نے بھی سیکڑو تنہا بریں  
میرا یہ خط جبیں ہے وہ بیانِ مجمل  
کیا تعجب ہے جو پایا مری طالع نے فرس  
تھا میں پامال جفا صورت نقش کفِ پیا  
تا توانی میں اگر خاک سے نسبت دیتا  
ملگیا دوش ہوا کا تو سہارا اس کو  
اچھے تقدیر نے تدبیر سے ملنا چاہا  
یہ شرف مجھ کو ملا اوسکی شناختی سے  
اوس کے اکرام سے ہے کشتِ تنہا سیر  
جس جگہ ڈھونڈھیے ہے چشمہ حیاتِ حری  
وہ ... .. ملک چرخ سریر  
خسر و عید فلک چترِ سیماں اورنگ  
وہ ہے جمشیدِ خرم مہرِ علم چرخِ چشم  
دع میں پڑتا ہوں وہ مطلعِ عالی مضبوط

### مطلع ثانی

جس طرح امر بنی امر خدا کی تفصیل  
تیرا فرمان وہ فرمانِ قضا جسکی کفیل  
عقلِ اول کے ذریعہ سے یہ سوچھی تمثیل  
جیسے موسیٰ کا عصا دعویٰ موسیٰ کی دلیل  
حدِ اوسط کی جگہ تیرے قیاسات و خیل  
کہ ترے حکم کی واجب ہوئی سب تعمیل

یوں ترا حکم ہے احکامِ شریعت کی دلیل  
تیرا اقبال وہ اقبالِ خدا جسکا معین  
عالمِ قدس میں جا کر جو کیا استقرا  
کہ ترا خامہ ہے یوں مثبت احکامِ ہول  
شرع و قانون ہوے صورتِ صغریٰ کبر  
بعد ترتیب کے اس سے یہ نتیجہ نکلا



یوں ترے نام سے دیوانِ قضا کی رونق  
چمنِ دہر میں اسلام کا یہ چرچا ہے  
ہے ظالِم کی دعا تیرے لئے حصّہ ہیں  
تشنّہ زبست کو ملتی ہے حیاتِ جاوید  
تجھے باتوں میں مسیحا کا بھی دم رکھائے  
وائے کا لفظ زبان پر کوئی لانا ہی نہیں  
کیا عجب آئے گدا کی کو در دولت پر  
سلاہ گسترہ تری ذات جو اک عالم پر  
اڑ گیا دیکھ کے تیرے چمنِ نعمت کو  
بھگو بھی زُمرہ خدام سے اک نسبت ہو  
سر سے مطلوب تجھے قطع رہ کسبِ کمال  
پر مرے بخت نے کی اپنی اثر میں جلدی  
ہوں میں پابندِ حوادث نہیں بنتی تدبیر  
اسطرفِ رہزنِ جمعیتِ دل فکرِ معاش  
بخت و اژدہ کی یہ تاکید کہ محنت ہو کثیر  
آرزو ہے کہ مرا سر ہو ترے درکار نہیں  
چاہئے سر پہ مرے ظلِ شبہِ عالیجاہ  
آرزو ہے کہ اسی سلاہ میں آرام کروں  
کوئی دم چن سے گزری تو بڑی نعمت ہے  
ختم کرتا ہے وفا تیری دعا پر یہ سخن  
قوتِ حافظہ جب تک کہ ہے حفظِ صورت

مہر سے ہوتی ہے فرمان کی جیسے تکلیف  
نکلی غنچہ کی چمک سے بھی صدائے تنہا  
خطِ حق روزِ بزم ہے ترے قلعہ کی فسیل  
تیری شیریں سخنِ آبِ بقا کی ہے دلیل  
سائنس یوں چلنے لگے جیسے جانِ غافل  
اس زمانہ میں ہیں متروکِ حرفِ تعلیل  
بن گیا ہے ہمہ تن چرخ جو شکلِ زمین  
اس زمانہ میں ہے مخوس ہما کی تظلیل  
رنگِ عاشق کی طرح رنگِ گلستانِ غلیل  
آج عزت میں سکندر بھی نہیں میرا عدیل  
دل سے مرغوب تجھے علم و ہنر کی تحصیل  
ڈال دی میرے ہر اک کام میں ہاتھیں دھیل  
ہوں گرفتارِ مصائب نہیں چھٹینا کی سبیل  
اوسطرفِ دشمن جاں میری لئے چرچِ محیل  
دور گردوں کی یہ تنبیہ کہ راحت ہو قلیل  
تیری دولت ہو مرے مایہِ بخت کی قلیل  
مجھ کو درکار نہیں بالِ ہما کی تظلیل  
صرف ہو جائے اسی درپہ مری عمرِ قلیل  
کیا ہو ملگنی اگر خضر کو اک عمرِ طویل  
اصلِ مطلوب کی جانب ہے قلم کی تحویل  
قوتِ واہمہ جب تک کہ ہے حفظِ صورت

پھر معانی میں تصرف کرے جب تک قوت تیرے دشمن کو تصور میں بھی رسد نہ ملے	کبھی ترکیب ہو آپس میں کبھی ہر تفصیل لیس سے ایس میں آکر وہ کبھی ہونہ خیل
ترے دولت تری شوکت تر اعزاز بڑے ترے دشمن ترے حاسد کی کٹے عمر قلیل	

## قصیدہ نعت حضور کریمات منجروحوات علیہم السلام الصلوٰۃ

ان دلوں زور پر بہ طبع سرایا چودت توت فکر ہے یا قوت بال جبریل کس طرح مان لوں میں عقل میں لانی کو نہ مرے ذہن کو ترتیب قضا یا دہ کار کس لئے اب میں کروں تجو حاشیتین جواثر کسب سے ہوتا وہ بلا کسب ہوا ہاں مجھے کتب تشبیہ سے اک استغفار عالم قدس کو جاتا ہوں تو سیکھتا ہوں قوت حافظہ اس درجہ کو پہنچی کر مجھے پھر نہ کھلی جو مرے دھیان میں ہی کوئی بات اس طرح پاس معانی میں پڑا رشتہ فکر اس طرف جوش معانی ہے ۹۰ دھر نہ سخن اس طرح میری طبیعت میں بھری ہر شوقی کیا نظر آئے لگا جلوہ حسن معنی جو نکلی ہے نگہ مثل شعلہ خورشید	کو دجائے نہ کہیں یہ فلک العرش کی چھت سرعت ذہن ہے یا بغض پری کی عزت میرے نزدیک ہے بالفعل جو بہ بالقوت نہ مجھے شکل بنائے کی رہی اب حاجت کیوں مرا ذہن ہو محتاج حصول صورت تھا جو مطلوب وہ حاصل ہو مجھ پر محنت ہاں مجھے محفل نریز سے ہے اک رغبت ہر گھڑی ایک نیا علم نئی اک حکمت یا وہ عالم ارواح کی سب کیفیت پھر نہ بگڑی جو مرے ذہن میں آئی صورت جس طرح گردن عنقا میں کسب شہرت کنج خلوت میں بھی رہتی ہے بھوکا کثرت جس طرح دیدہ آہم میں ہو جوش حشرت کیا مرے آئینہ دل کی بنی اک صورت نیچے آنکھوں کے چمک جاتی ہو وہ برق صفت
---	---

غنظر آتا نہیں اب دل غن سوید اول میں  
 بات کہتا ہوں کہ وہاں ہوتے ہیں صدقہ پانچ  
 پر جبریل نے مجھ کو جو کا غذا مانگوں  
 ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہیں فرشتے ہر دم  
 کیوں ملائیکہ نہ مری بات کی تصدیق کریں  
 کیوں نہ وہ ذہن رسا کیوں نہ وہ عقل سلیم  
 میری تقریر میں کیوں نہ ہو طرز الہام  
 کس کا بندہ ہوں مجھے کسکی ہر طاعت منظور  
 کس کا ہے نام زباں پر مری سبحان اللہ  
 وہ شہنشاہ رسل ختم رسل فخر رسل  
 آفتاب ازلیت ہمہ حسن بیچوں  
 تیرا وجہ سخا جس کی دو عالم میں ضیا  
 فضل میں کعبہ دل فیض میں آباد عطا  
 مطلع صبح ازل مشعلہ شام ابد  
 مظہر نور خدا معنی کنت کنت  
 نو بہار چمن حسن و طراز خوبی  
 آپ نقاش حقیقت نے او سے چوم لیا  
 قدر غنائیں گویا الف الحمد کا ہے  
 جنبش لب ہے کہ ہے موج آب حیا  
 اس طرح ہے لب نازک میں تسمینیاں  
 شان میں آپ کی پڑھتا ہوں میں ایسا مطلع

نور معنی ہے مٹا دی ہے یہاں تک ظلمت  
 میرے لب کھلتے ہیں یا کھلتے ہیں تفسیر حکمت  
 شاخ سدرہ مجھے دیں گے ہوا کی حاجت  
 بلے رتبہ مرا اللہ ہی میری عظمت  
 کیوں نہ ہو میرے تصور کو علو ہمت  
 کیوں نہ ہو ذوقم کیوں نہ ہو ایسی قوت  
 میری تحریر میں کیوں نہ ہو شانی شوکت  
 کس کا مداح ہوں کسکی ہے ثنا و حدیث  
 کس کا ہے دھیان مجھے واہ بھی ہی نسبت  
 دونوں عالم کا شرف دونوں جہان کی عزت  
 ماہتاب ابدیت ہمہ نور وحدت  
 گوہر درج عطا جسکی جہاں میں تہرت  
 لطف میں بحر کرم جو دیں ابر رحمت  
 شمع فالوئیں قدم پر تو شمع وحدت  
 لیکیا عرصہ ایجاد دیں گے سبقت  
 زلف وہ صلی علی منہ وہ خلایا حیرت  
 لوح محفوظ پہ کھینچی جو وہ زیبا صورت  
 خم ابرو نہیں قرآن کی ہر اک آیت  
 خندہ لب ہے کہ ہے خندہ صبح عشرت  
 جیسے آغوش میں غنچہ کی چھپی ہو نکلت  
 جس کے سننے سے ہو عشاق کو دل کو فرحت

## مطلع ثانی

تو وہاں پہنچا ہے احوالہ راجعِ وقت جس جگہ پڑ نہیں سکتی تھی کندہمت

## مطلع ثالث

اللہ اللہ سے ترے قصہ بریں کی وقعت  
نفس قدسی ترے اور اک میں کیسا عاجز  
نام تیرا خطِ سرنامہ لولاک لسا  
مہرِ عنوانِ نبوت ہے ترا دینِ ستین  
شہرے جب عرشِ بریں تیرے لئے پائندہ  
انبیاءِ طہیں ترے آگے دوزالو ہو کر  
نغمہ خواں تیرے لئے بلبلِ شاخِ طوبی  
مغفرت کہتی ہیں جسکو وہ تیرے در کی مطیع  
تیری خوشنودی خاطر ہے رضامندِ حق  
ایک کو ایک سے یوں ربط ہے باہم جیسے  
تحتہ خلدِ بریں تیری گلی کا رستہ  
تیری امت کو مبارک ہو عطائے کوثر  
تیری تعریف بہا چمنِ عیش و نشاط  
خود بخود غنچہ دل ہنسے لگا کھلے لگا  
ہاں یہ سچ ہے کہ ترا وصف ہمارا مقصود  
نام لینے پہ ترے ٹھیری ہر عالم کی نجات  
میں کہاں اور یہ تحریر یہ تقریر کہاں  
اے وفا دیکھ سنبھل پاؤں کہاں کھٹا

جسکی ہے باہم قضا جسکا ہے زینہ قدرت  
عقلِ اول کو تری کُنہ میں کیسی حیرت  
حکم تیرا ہیں اک نقشِ نگینِ قدرت  
نظمِ دیوانِ رسالت ہو یہ تیری ملت  
قابِ قوسین کو پھر کیوں نہو مجھے مینت  
محفلِ قدس تری ذات سے والا تربت  
طاہرِ سدرہ بھی اک زفرِ منہ سنجِ عشرت  
رحمتِ حق کو ترے دستِ کرم سے بیعت  
اور رضا مندی حق تیری کتابِ وسنت  
وہو ہوں مفہومِ تصانیف کی ہر نفسِ نسبت  
زینتِ ہر شے فلک اک ترے گل کی تربت  
دشمنوں پر تری جاری رہے حکمِ تربت  
روح کو اس سے طراوت تو دلوں کو تربت  
سائنس چلتی ہے کہ چلتی ہے نسیمِ تربت  
ہاں یہ حق ہے کہ تری نعمتِ لطفِ غایت  
وصفِ لکھنے میں تیرے دیکھی خطِ عصمت  
دستِ کوتاہ میں رعشہ تو زبا نہیں لکنت  
جانتا ہے کہ یہ کیسا ہے محلِ عبرت

یاں سے جبریل دبے پاؤں چلے جاتے ہیں  
عزیز کر حضرت اقدس میں بعد غر و نیاز  
ہے یہ میدانِ خطر ہے یہ مقامِ مصیبت  
اک یہی شعر کہ اس شعر میں ہے کیفیت

مجھ پہ ہو تیرا کرم مجھ پہ دو عالم کی درود  
مجھ پہ ہو تیری نظر تجھ پہ خدا کی رحمت

## قصیدہ در مدح جناب فیضآب فخر قوم حکیم محمد اہل خانہ صاحب

میرا آغاز مصیبت ہے قیامت انجام  
آہ سوزاں نے جلا یا ہے ادھر ذرہ شام  
نہ مجھے تاب گریزاور نہ یارائے قیام  
ہاں مسلمان ہوں ایمان ہو ملک الیام  
عدم محض ہوں بیکار ہے قیادوام  
چھوڑ جلا دے فلک دیکھ نہونا بدنام  
آپ شمشیر سپہ تاب مجھے گریہ شام  
میں ہوں وہ تیغ کہ ہے کچھ لکھو نیام  
نامرادی نے چھپا پات کفن سیاہ نام  
کیا یہ کم ہے کہ مجھے کتنے دشمن ناکام  
عمر بھر فرواں زسیرت کا مجھ الزام  
پہلے سے روٹکے بیٹھی ہے امید آرام  
کہہ گئے یاس کہ بس اب مجھ جینا ہے حرام  
بخت بد درپے آزار زمانہ بدنام  
سانس لینے کی بھی فرصت نہیں تیام

دم لیا تھا کہ ہوئے دونوں جہاں آرام  
دست فریاد سے ہے چاک گریبان بحر  
میں ہوں اس وادی حشر میں کہ ہے شہر  
مرکزہ در حوادث مجھے ٹھیرایا ہے  
حالتِ منتظرہ کوئی نہیں ہے باقی  
ضعف سے تار گریباں بھی ٹھچھپانسی ہے  
ہے نمک پاش جراحات جگر خندہ صبح  
کاٹ کر زسیرت کے دن راہ عدم کا تاپ  
شان ستاری معبود کے صدقہ جاوں  
حسب مفہوم تضاد اوں کا مقابل ہوں  
موت ہر دم نگرال آنے میں لاکھوں نکال  
میرے غمخوار خفا ہوں تو مناؤں کیونکر  
بٹیکر پردہ اعجازِ سیما فی میں  
سر میں سوداے جنوں دو فلک کا شکوہ  
ذہن میں سیکڑن مضمون جگر خوں کو ہیں

اوسکے ہاتھوں میں ہے بیماری و بیماری  
اوسکے ہونے سے مشخص ہے وجوہ صحت  
مرحبا شان کرم فیہ شفاء للناس  
کون کتنا ہے سمجھنا بھی ہے سمجھنا  
ناطقہ اور ہے اظہار سخن میں اصرار  
لو کے دیتے ہیں ہم گر چاہد ہمارے  
حافظ و حافظ و یکتاے زماں اجمال  
اس سے چمکا مہ انور میں جمال  
فیض و ایثار و کرم جسکے خط و کلمت  
بذل تو صیغہ اوسی کا ہے کہ بڑے بڑے  
فیض تمکین یہ اوسی کا ہے کہ جتنے جتنے  
بسکہ جوش می تقریر سے بدست نہیں  
توس طبع کی شوخی کا کھٹکا ناکیا ہے  
دیکھنا زمرہ خدام میں حاضر ہے خطاب  
صاحبان فیض پناہ و عقیدت کا  
اے ترا دست کرم مرہم ناسور شفا  
سامنے تیرے ہے آئینہ حفظ صحت  
تیری توضیح بیان صبح بہار اعجاز  
تیری شخص میں تشلیک کو ہوا ستر فا  
تیری تعلیم ہے اک رابطہ حسن عمل  
تیری تحقیق مٹا دیتی ہے اشکال عقیقہ

جس کے قدموں سے لگا بیٹھا ہے جناح مرام  
جیسے ہوئے تہیں اضافت سے ممیز اعلام  
حبذا فیض انعم فیہ صلاح للعالم  
واقعی فہم ہے لازم متعدی انعام  
سامعہ اور ہے ایضاح بیان میں ابرام  
لو نہیں مانتے ہم گرچہ ہے صنعت ایہام  
فاضل و افضل و فرزانه فہم و فہام  
اس سے پایا شبہ خاد نے کمال انعام  
حلم و تمکین و ادب جس کے تقویٰ اقدام  
شاخ طوبی اسے ملی جاتی ہے شاخ اقسام  
ہو کر اعراض بن جاتے ہیں جو مرہم ارقام  
قابل عفو ہے یہ سورادب کا الزام  
میں چلا آپ سے اور ہاتھ جو جھوٹ کا گام  
قوت ناطقہ کہتی ہے اٹھا دوں ایہام  
سیری امید نے باندھا ترے در پر احرام  
اے ترا خلق رسا چارہ زہر آلام  
ہاتھ میں تیرے ہے سرشتہ اصلاح انام  
تیرا ایہام سخن غنچہ شاخ المام  
تیری تشریح میں ریحانے ہیں بائے انعام  
تیری ترمیم ہے اک ضابطہ حسن نظام  
تیری تصدیق جلاتی ہے حجاب اودام

<p>تیرے الطاف میں مجھ کو نخل اجسام جو شش زن سطح زمیں پر ہو اگر سوچ کر قطرہ قطرہ ڈر کیا ہے محیط اکرام اس میں اور ستائے پہنچے بختنا کام رگ و پے میں نہ اثر جلت کیں تلخی نکام نہ سنو بات ہو س کی کہ ہو س ہے غام کیوں شب قدر میں محسوس ہے ماہ کام مجھ کو اظہار ہنر طول سخن سے کیا کام کہ طبیعت کو ہے مرغوب ذرا نظم کلام نما کی ماتم ظم روک دیاں ہاتھ کو ختام حرف آئیں جو بچھا آگے دعائے حمد کام دشمن افعال و غنی کا ہو جب تک سر سام میر بخوانہ کہ ہمیں نزل آلام</p>	<p>تیرے اخلاق ہیں تریاق مزاج ارواح وہ اپنے خاک لہ ازی ہو اگر اوج قہر دزدہ دزدہ ہو گریبان شرف کا رنگ ہائے میں اور ہے فیض سے محروم رہو ساقی دہرے زہراب پنا یا پیہر دیکھو میری حقیقت کہ عیاں ہے تم پہ تیرے ہوتے ہوئے میں وقفہ گداز غم نہ صلے کی مجھے خواہش نہ کوئی طلب سرگزشت دل افسردہ ہے وہ بھی ظم اسے وفا حدیاد بکتی ہے گستاخ بنو پہلے سے جذبہ اجابت نے دکھایا ہے مئی معنی سے ہوتا روشن بزم حواس تو ہوا و نشہ فیضان الہی کا عروج</p>
---	--

جب تک ارجح تلتہ ہوں تو جی کے محکوم  
دولت و ثروت و اقبال نہیں تیرے غلام

قطعہ

<p>بارک اللہ ضاعفت الحسنات روح پرور ہر کیا تیرے عادات کیوں یہ معجز اثر یہ تیرے صفات ہاں گلا سہیں ہے نئی کچھ بات سایہ ذات واجب الطاعات</p>	<p>اسے خداوند قبلہ خا بات تجھے دنیا کو کیوں ارادت ہے دلنشیں کیوں تری حکایت ہے ہاں مگر کوئی اُس کا باعث ہے بات کیا تو ہے سایہ رحمت</p>
---	---

مطلع صبح دولت و اجلال مرکز دور کو کب اقبال مہر و ماہ و عطارد و زہرہ ابر نیسان و آب حیوانی لطف تیرا کفیل آسائش ہائے میں اور یہ دل مردہ تیرہ بختی و گنج ناکامی اس طرح یاس قاطع امید حسن صورت بھی حسن ہیرت بھی تجھے حاتم کو کون نسبت ہے صدق جو دوسخا میں ہے تفریق عقل ہے اور تجلی ایسا ہو وفا پر بھی وہ نگاہ کرم	مرحبا اے تجھ جلی برکات نزدبان ترقی و رحبات تیری روشن دلی کے ہیں لمعات تیرے احسان عام کے رشحات خلق تیرا طیب مخلوقات ہائے دل اور یہ جبرے حالات زندگی و زبونی اوقات جس طرح مرگ ہا دم اللغات جس طرح رنگ و بو و تیرہ نبات تجھ میں اک بات اور وہ اکبات کہیں بالعرض ہے کہیں بالذات قلب ہے او صفائے اور اکات جس سے حاصل ہوا ایک تازہ حیات
---	---

مجھ پہ ہو نصیب منعم مطلق  
مجھ پہ ہو تیری حشیم انعامات





### غزلیات

مختاری بنیازی سے بنا سامانِ راحت کا  
 الہی کس قدر اونچا ہر سرِ عجزِ ندامت کا  
 مستحکم ایک حلقہ میں ہوا ہے نقشِ کثرت کا  
 جو وحدتِ ذہن یا جملہ انگشتِ شہادت کا  
 دکھا دینے لگا ہونا گنہ گارِ امت کا  
 اٹھا ہے دہر میں کیا غلغلہ ختمِ رسالت کا  
 مٹی ہیں پلٹیں اقبال ہے تیری شریعت کا  
 دکھائے انتظارِ شوق صورتِ بقراری کی  
 جنوں عشق نے ہر رنگ میں کی ہر لچائی  
 گنہگاروں میں ذوقِ معصیت کو چھوہنڈ  
 مرا آغا زہے انجام پھر انجام کیا ہو گا

سبارک ہو دل مضطر کو گوارہ قیامت کا  
 توقع نے دکھایا گنہگارِ الوانِ رحمت کا  
 جسے کہتے ہیں کن وہ ہے نکلے ہو بوت کا  
 حقیقت نے اٹھایا فرق ظاہرِ عطفِ نسبت کا  
 کہ ہر ہر جرم پر بیٹھا ہو سکہ شانِ رحمت کا  
 ازل سے جیبِ ہستی سے نکالا ہے جمعیت کا  
 جھکی ہیں گردنیں احسانِ ہر پستیِ رسالت کا  
 عدم نے رکھ دیا ہے آئینہ ان خوابِ راحت کا  
 کفن میں بھی وہی اک پاک ہو سکتی محبت کا  
 یہ بزمِ مغفرت میں ذکر ہے کسی شفاعت کا  
 مری تردامنی گویا پسینا ہے خجالت کا

اگر حسنِ ازل لیکھا تو ہم بھی بیچ ڈالیں  
تیری آواز نہ چھوٹا یا سہیجے آسے والوں کو  
بلند ہی فلک کو خاک کی پستی ڈالو اسے  
سوا و اعظم داعِ سودا پھر بتاؤں گا  
مجھے کیا آفتابِ حشر کی گیتی مانی سے  
قصافِ جنسِ حیرت خیر کیا چرچن دکھی ہے  
اوصہر بھی دیکھ اوشانِ جمالی کیا عنایت ہے  
یہ دل تیرا ہی جان تیری سخن تیرا زبان تیری  
چھپا عیب گنہگار سی دکھا وہ شانِ تیری  
مجھے صبر تمنا سودا غم فہرِ عنایت کر  
مجھے ہاں جادۂ راہ تو کل کی ہدایت کر  
جلادے چشمِ ظاہر میں کو برقیں ترانی سے  
مجھے معنی پرستِ جلوہ توحید و عرفاں کر  
سکھایا ہے خدا نے تجھ کو لبم اللہ محراب  
دو عالم کو لپیٹوں دو اگر درواز کی قدرت  
ترقی ہے مگر معکوس کیوں کر کرے اچکے تہیں  
ہوئی ہے جو ہر ذاتی یہ بوسمت بیدمانی کی  
ادب کچھ چاہیے روح الامیں کو بوسلیہ نہیں  
وہ ہوں گچھین باغِ قدسِ ضواں بچانے اس

دل حیرت زدہ آئینہ ہے نیز گز قدرت کا  
ترا نقشِ قدیم افسر بنا فرقی رسالت کا  
یہاں بھی بچنے کے تھا ماہِ باز و میری بہت کا  
دل بستہ ہو دروازہ تم آباد محنت کا  
ابھی پیشِ نظر ہے آئینہ زانو حُسر ت کا  
اٹھی دکانِ غنمت ٹھل گیا بازارِ عبرت کا  
کے شعلہ شمع وحدت کا ہر شاہِ لطف کثرت کا  
شکلا کیا کروں موقع نہیں لہا شکایت کا  
کہ بنائے قیامت بھی مجھے پروہ مصیبت کا  
کہ کھینچ نوکِ خار آرزو دارِ تہنِ نعمت کا  
نہ اچھے خلقِ دامِ ہوس میں پاؤں مہمت کا  
مجھے دے آئینہ دل کی آنکھ میں سترِ حقیقت کا  
کہ ہے صورتِ پرستی دینِ ایمانِ ملِ صولت کا  
خدا پر تو نے چھوڑا ہر سفینہ اپنی اُمت کا  
ہوئے حشر ہے شہرِ مری عنقا فکرت کا  
کہ ٹہرتے بڑھتے پایہ کھٹ گیا ہر اہلِ غفلت کا  
اثر پیدا ہوا ہر روح میں دو درِ عنوت کا  
مرے لبِ سخنِ ٹھیرا ہے نعتِ پاکِ حضرت کا  
مرا ہر بیتِ گلہ مستہ ہو گا طاقِ جنت کا

وفا یہ امتیازِ قدر دانی بھی قیمت ہے  
مرا بختِ سیہ آئینہ ہے حسنِ طبیعت کا

محو نیرنگ تماشا ہوں تماشا کس کا  
 آج مرا ہوں تو پھر دوسرے فیر کس کا  
 شہ قلوب میں نہیں جلوہ دیتا کس کا  
 ہم بھی مشتاق ہیں اسے طرز خوشی کے  
 ملکی خاک میں ناموس نظر دیکھ تو لو  
 سادگی کہتی ہے مجھے ہے نالیش کسی؟  
 بیکسی میری طرف غیر بھی اپنا ہے مجھے  
 دیکھنا اسے اثر عشق ابھر آیا ہے  
 سحر و اعجاز سے باہر ہے تجلی اون کی  
 کیوں نہ آئے طبیعت ہے طبیعت کس کی  
 بیوفائی سے بھی کچھ رنگ جمایا گیا  
 نیچا سوئے عدم فوق سوار آئی  
 سید تنگ ہوا سکے لئے ہستی و عدم  
 مفت ہم دیکھنے والوں میں گویا تو ہیں  
 ایک ہے ساتھی خود ہیں تو اشار لاگو  
 بوجہ وحدت سے ملا ٹوٹ کر ناکثرت

پہلے یہ دیکھ کہ پروا بھی ہے پروا کس کا  
 اتنا تیز ہی سہی ہے مجھ کو سہارا کس کا  
 ہائے شرف سے علیا پاتا ہے نقش کس کا  
 عالم بزم خیالی میں ہے چہر چا کس کا  
 بگی نقش قدم ویدہ بیتا کس کا  
 باز کرتا ہے کہ میں ہوں چین آرا کس کا  
 دو جہاں اوسلی طرف وہ ستم آرا کس کا  
 مروج چشم کے پروہ میں سودا کس کا  
 ماہِ تختب سے غرض کیا پیرینا کس کا  
 کیوں نہ چنچائے اشارہ ہوا اشار کس کا  
 جب رقیبوں سے الگ تو وہ ہوگا کس کا  
 کہ سنے پھونکا ہے یہ افسانہ کس کا  
 حد سے باہر ہے کرم صلہ فرسا کس کا  
 جلوہ کس کا ہے نظر کس کی تماشا کس کا  
 گردش جام ہے کیا جلوہ صبا کس کا  
 سیکہ کیا ہے خم و ساغر و مینا کس کا

اے وصالِ دل و اصلِ زباں قطع ہوئی  
 جب توقع نہ رہی پھر تجھے شکو کس کا

وہ ساغرِ شباب چھلکا ہوا ہے کیا  
 تیرا گناہ گار ہوں تیرے سوا ہے کیا  
 جب دل ہی تجھ گیا تو کسی گناہ ہے کیا

آنکھوں سے تراوشِ ننگ ادا ہے کیا  
 اپنی طرف تو دیکھ تجھے دیکھتا ہے کیا  
 جب میں نہیں رہا تو پھر اچھا برا ہے کیا

عذرِ جفا کے پردہ میں فکرِ جفا ہے کیا  
 در پردہ پھر یہ رنجشِ طاقتِ گسل ہو گیا  
 پھر یہ تغافلِ ستمِ سچا ہے کیوں ؟  
 جادو طرازی سخن و لذتیں ہو کیوں  
 افسوں شوقِ گوش و دعا میں چھوٹنا  
 خوابہ سرِ شک پہ یوں خاک ڈالنا  
 پھلے کسی کے ناخن تدبیر توڑنا !  
 محشر بھی ایک صفحہ بزمِ خیال ہے  
 سیلابِ آتشیں بزمِ موسیٰ ہے و جبر  
 دیکھو ! عرفِ قطعہ دشمن نہو سکا  
 تعمیرِ رنگِ حال پہ بیتا ہوں ہاؤ ہاؤ  
 تعلیمِ غیر سے بھی تغافل چھوڑنا  
 آئینہ ہے گواہ کہ ہوں مظہرِ صفات  
 تیری طرف ہیں ظاہر و باطن کیے ہوئے  
 شیرازہ وجود و عدم ہے تری کمر  
 قربان اس بگاڑ کے صدقے بناؤ گے  
 ہے وقتِ نزعِ ناقہ عمر و ال بھی گرم  
 کیوں دوستی کے پردہ سے اتنی ہلوئی غیر  
 مجبور ہو کے غیر کو اپنا بنا لیا  
 توڑا ہر تم نے عہدِ محبت ہزار بار

ظالم پھر امتحانِ امید و وفا ہے کیا  
 بے پردہ پھر یہ نازشِ صبرِ کزنا ہے کیا  
 پھر یہ تجاہلِ نگہ آشنا ہے کیا  
 نیز گد و عدائے تسلیِ فزا ہے کیا  
 پھر اٹکنا کہیں دل پہ پتہ غا ہے کیا  
 پھر جھپٹنا کہ سرخیِ رنگِ جنا ہے کیا  
 پھر لوچھنا کہ عقدہ بندِ قبا ہے کیا  
 اعمالِ نامہ نگہِ سرمہ سا ہے کیا  
 خونِ بہار کیا رنگِ مہرِ صبا ہے کیا  
 تم جانتے ہو یہ دل بیدِ غا ہے کیا  
 وہ مجھے پوچھتے ہیں تھیں ہو گیا ہے کیا  
 ہم یاس پر جیتنے امید و وفا ہے کیا  
 اسے حسنِ سچا ہے مرا پوچھنا ہے کیا  
 ہستی کو چھوڑ دیکھ عدم میں رہا ہے کیا  
 جو راز کھل گیا ہے وہی چھپ گیا ہے کیا  
 جو تجھ پہ منگیا ہے وہی بن گیا ہے کیا  
 ہے شکستِ رنگِ صدا و اسے کیا  
 خلوتِ نگہ وصال میں جوشِ حیا ہے کیا  
 ظالم کی دشمنی بھی محبتِ فزا ہے کیا  
 آخر شکستِ شیشہ و دل کی صدا ہے کیا

(اجبابِ قدر و ال ہیں سخنِ فہم کے وفا)

پھر تو بتا کہ تیری غزل کا صلابت کیا

سُغفرت تازا اٹھاتی ہے پیشانی کا  
پروہ کھٹکتا ہے مری بے سیر سامانی کا  
جو جھاب اٹھ نہیں سکتا ہے تنِ اِسانی کا  
وہ بھی عنقا ہے مرے عالم حیرانی کا  
بادِ باں کھول دیا کشتی طوفانی کا  
قطرہ خوں وہ بھی رگِ دیدہ قربانی کا  
میں گرفتار ہوں اندازِ مہربانی کا  
دل بھی شہرازہ ہے مجمعِ پریشانی کا  
میں وہی جلوہ گرِ ناز ہوں ویرانی کا  
مینرانی میں بھی انداز ہے مہمانی کا  
جم گیارنگ ترے غمزہ پنہانی کا  
سہرہ ہوں دیدہ آہوئے بیابانی کا  
چھپکیا عیب مری بے مروت سامانی کا

واہ کیا حوصلہ ہے رحمتِ یزدانی کا  
نو گفن داغِ بٹا جاسے عریانی کا  
عجزِ ہمت کی ندامت سے دبا جانا ہوں  
جلوہ آرائی خورشیدِ قیامت معلوم  
ڈال دی ہے نفسِ باز پسین سو ہل چل  
ستمِ اجرِ نما دیکھ! بنایا ہے بچے  
اور قیدوں سے مری قید بھی ہو گئی ہوئی  
ورقِ فتنہ محشر کو لگا رکھا ہے  
جس پر آبادی محشر بھی مٹی جاتی ہے  
بندہ پروردگی قیامت میں وہی شانِ ہی  
ہم عدم سے بھی پری جائیں اگر تو لیجائے  
گردِ شیشمِ بٹاں پس لئی ہے جھکھو  
بنگیا ر ویزِ جزا پر وہ ناموس بچھے

اے وفا شفیقہ غالب و مومن ہوں  
میں نے کچھ رنگ اڑایا ہے غزلِ خوانی کا

جہاں اسیر تھے ہم وہاں یہ ماہِ سالِ نھا  
سرورِ خوابِ عدم تھا مگر وصال نہ تھا  
میں اس پہ خوش ہوں کہ دشمنِ کھٹا لیتا  
ترے فراق سے بڑھ کر مجھے وصال نہ تھا  
پکارے کہتی ہے نکمیں مجھے خیال نہ تھا

کمالِ حُسن کو اندیشہ زوال نہ تھا  
سپہرِ لفرقہ پر داز کا خیال نہ تھا  
بچے زبونی تقدیر سے ملال نہ تھا  
مزدہ وہی ہے جو ہوا اعتبار کے قابل  
وہ اور پہلوِ تصویر میں چلے آئیں

<p>بناسہ شور قیامت کی ہمت سے          لگا و شوق کی اب قدر سے لگے وہ دن          امید مرگ ہو یا وعدہ قیامت ہو          عبت مرے لب خاموش ہو لکھتا ہے          تم اپنے جلوہ با امتیاز سے پوچھو          نگاہ پر وہ میں بیٹھی تھی چین ہو کس دن          مجھے وہ پردہ معشوق میں منظر آیا          تمہارا عکس بھی شوخی سے تھم نہیں سکتا</p>	<p>لبیہ شوخی میں پوشیدہ جو سوال نہ تھا          داغ صیقل آئینہ وصال نہ تھا          وہ کہان تھا کہ تیرا زانو سیال نہ تھا          نگاہ اس تھی ظالم کوئی سوال نہ تھا          کہ میں فریفتہ حسرت سے سوال نہ تھا          حیا میں کیا اثر شوخی غزال نہ تھا          نصیب سے کبھی شکوہ نہ تھا لال نہ تھا          تمہارا آئینہ کیا وعدہ غزال نہ تھا</p>
---	--

وفا زمانہ نہ روند اسے کس لیے مجھ کو  
 کسی بہار میں سبز نہ تھا نہال نہ تھا

<p>تمہارے حسن غلام سوز کو چلے گیا ہو گا          پلایا نہ ہر آخر مجھ کو نچواری کے یرو میں          تمہاری سادگی حسن کا احساں ہو لکھو نہ          شباب ناز سے بھی اس طرف بند قیامت کے          ابھی دل میں ہو اک تخم ازل ہرقی ناکامی          مناسکے کواں مناسکے داغ شرم رسوائی          ہماری یہ خموشی ہے طلسم ماتم ہستی          وہاں ہے سیرت حیرت کا شگائے خیالی ذی          رگ ہستی میں ہر ریشہ وداں اک لہو جاہر و          وہ آتش زیر پاہوں نقش پاخوشید شرم سے          مناسکے شوقی زہر دواں پردہ لکھا ہو</p>	<p>بھڑک اٹھا ہو یہ شعلہ سودا ہر سے کیا ہو گا          جو میرے دوستوں سے ہو چکا دشمن کیا ہو گا          لکھتے ہر طرف پھر جلوہ پرفتن سے کیا ہو گا          بس! ایسے جنوں اچانک پیر میں سے کیا ہو گا          بچو حاصل مری بربادی خرم سے کیا ہو گا          چلو رہے بھی دو اب اس خرم زون سے کیا ہو گا          بس! اس شور قیامت اب کڑیوں کیا ہو گا          مری آنکھوں کو خاک وادنی این سے کیا ہو گا          چین میں نبل و گل لالہ و سوسن سے کیا ہو گا          جہاں میں ہوں وہاں کھٹکا مجھ نہن سے کیا ہو گا          چلو! ہم بھی تو دلچسپ عارض رہن سے کیا ہو گا</p>
---	--

کسی فی نماز و اسبتہ کو بھی یاد فرماؤ  
 ازل سے میں تجھی جولا نگاہ و بقی مینا ہی ہو  
 گرد کیوں نہ تو ہو گوشتہ و اسن کے کیا ہوگا  
 اثر جولو تھاری شوخی تو سن کے کیا ہوگا

وفا کیا کیسی ماہ و وفا کا نام مٹتا ہے  
 تمھیں کدو لپٹ کر اب مر و دفن کے کیا ہوگا

اے مزاج بیکسی شوق یہ کیا ہو گیا  
 حسن کس نیزنگ - سہنگامہ آرا ہو گیا  
 کس سے پوچھوں پاس ناموس خیا کیا ہو گیا  
 بائے او سکی بیجا بی کیا جواب ناز تھی  
 اسہ جیتا ہوں کہ تجھے نا امید ہی چر مجھے  
 ہاں خبر لینا ذرا اے جلوۂ اندیشہ سوز  
 اک تصور اور لاکھوں صورتیں امید کی  
 مردہ و خود قی خرابی پھر بنا جاتا ہو نہیں  
 لیجا پھر اک طرف اندیشہ خانہ خراب  
 کر دینے لینے میں پھر کچھ کچھ منے آنے لگے  
 آہ سبیل حوادث جہنم گوارہ ہے  
 پھر رگ و پے میں اترا یا ہے زہر جاننی  
 رنگ کے اڑیے نقشہ بیکسی کو جم گئے  
 پھر نگاہ گرم ہے سر جوش صبا بے عتاب  
 قالب افسردگی میں جان سی آنے لگی  
 سختی جان سے حقیقت ضبط کی کھلنے لگی  
 پھر تو وقع نے بچھا رکھا ہے وہ دام فریب

مجھ کو رشک بغیر بھی امید افزا ہو گیا  
 پھر تماشائے سرمہ چشم تماشائے ہو گیا  
 اک جہاں وقف نگاہ بے محابا ہو گیا  
 سیکڑوں پردوں کا اٹھنا ایک دہو گیا  
 داغ محرومی مجھے داغ مٹتا ہو گیا  
 شوق کہتا ہے کہ نظارہ بھی پردا ہو گیا  
 لو تھارا آئنے بھی تم سے اچھا ہو گیا  
 تازہ سامان مصیبت پھر مہتیا ہو گیا  
 ہر کرب صبر شوق بے سرو پا ہو گیا  
 جوش درو بیکراری راحت افزا ہو گیا  
 حلقہ گرداب آغوش مٹتا ہو گیا  
 نقشہ خواب عدم آنکھوں میں پیدا ہو گیا  
 ٹوٹنا امید کا دل کو سمہا ہو گیا  
 نازیجا ساقی بزم تماشائے ہو گیا  
 قطرہ خوں جل گیا آخر سودا ہو گیا  
 مجھ کو جس بر ناز تھا وہ راز افشا ہو گیا  
 دیکھ جس کا حلقہ طلقہ چشم منقا ہو گیا

ہاں تماشا حشر کا دیوار کے نیچے سہی پھانسل لینا آفتاب حشر کا شکل نہیں دیکھنے والے ہیں کس کو کس دیکھا ہو گئے یو فانا آف کا نکر امضطرب نا آشنا	یاں غم در ماند کی امید فرسا ہو گیا طول شبہائی جدائی خوب پھنڈا ہو گیا تم کہے سمجھی ہو کیا ہے کون رسوا ہو گیا دل نہ دہل گئے نہ تھیں کیلئے چاہا ہو گیا
--	--

اے وفا میں ہوں ہلاک شیدائے التفات طعنہ اغیار بھی مجھ کو گوارا ہو گیا	دیکھو! رنگ یو فانی رنگ افزا ہو گیا بخت بد کو آسمان سے ربط پیدا ہو گیا اے ترالطف و کرم جب کار فرما ہو گیا واہ تدبیر کشائش اور بھی الجھا دیا اک نگاہ ناز تھی بس حاصل روز جزا کچھ نہیں زہر اب مرگ ناگہل تہ جبرہ زینت طاق ازل زیب نائیش گاہ حشر پاک ہے قید نظر سے جلوہ نظارہ ہوز ہاں مکلف بر طرف تم قدر دان دل سہی کچھ تو شان بینیا ز می ہوں بھی کام ہے کیا کھپایا دل میں تو نے مرزا جیٹھ پائس گرمی رفتار سے میں ہوں وہ آتش نیر پا باسدا ریحنت جانی کون؟ مرگ ناگہاں دیکھنا قطرہ خون ہے محیط ذوق دل واہ! اے جذب تنویر تیرا حسن عمل
تیرمی خوبی ہے کہ بدمشمن بھی تجسا ہو گیا دوستی یہ ہے کہ تو دشمن ہمارا ہو گیا اک زمانہ کا بڑا ہونا بھی اچھا ہو گیا یہ نیا عقدہ ہے جو ناخن سے پیدا ہو گیا لو! دھڑا جا و آب محشر تھارا ہو گیا مجھ کو سر جوش گداز غم گوارا ہو گیا آئندہ نکر دل حیراں تماشا ہو گیا بس دکھانے کے آنکھوں کا پرواہ ہو گیا دل کہاں سے لائوں صرف ناز بیا ہو گیا اور کیا ہو گا کہ تو اچھوٹے اچھا ہو گیا وسعت آباد عدم داغ سویدا ہو گیا آفتاب حشر اک نقش کف پا ہو گیا ہو گیا بس چارہ اسید فروا ہو گیا جوش سودا کیا ہوا جوش سویدا ہو گیا عیدہ مجنوں بھی نقش پائے لیلی ہو گیا	



<p>مرنے مرے عشق آفت کار کو فرصت ہی روربا ہوں داد روئی نہیں ملتی مجھے</p>	<p>اڑتے اڑتے رنگ بھی رنگ بنتا ہو گیا اے امیر خوش بیاں کچھ تو کو کیا ہو گیا</p>
<p>اے وفا استاد کے مرنے کا ہر کسوٹیں</p>	<p>پھر سہی کتا ہوں جو ہونا تھا گویا ہو گیا</p>
<p>بھول کر پہلوے اسید میں آیا نکلیا قلم انداز فنا ہوں مری وقعت کبھی اس تکلف پہ کہاں لطف ہم آنکشی کا وہ ادا اور بختی یہ اور ہے پھر اور سہی اس رکاوٹ میں بھی نیرنگ لالہ دہری دیدیا طاق سے آئینہ تھا کر لون کو درق حشر لگایا ہر عدم کے پیچھے ربط و بی ربطی انفاس سے کچھ بھی نہوا بیکسیہائے تمنا سے حیا آنے لگی دیکھنا چرخ جفا کار کی مجبوری کو</p>	<p>جو پتہ ہو کو بتایا تھا وہ پایا نکلیا میں ہوں وہ حرف کمر چٹایا نکلیا آپ سے پہلو پر تصویریں آیا نکلیا بینیازی سے کوئی رنگ جمایا نکلیا روحہ جانکی ہے خوبی کرنا یا نکلیا حاصل مجھ سے دل حیراں کا دکھایا نکلیا جب مرا حال خموشی سے جٹایا نکلیا یہ غبارِ غم دل تھا کہ اڑایا نکلیا تیری تصویر کو سینہ سے لگایا نکلیا اس طرح ہلو گر آیا کہ اٹھایا نکلیا</p>
<p>اے وفا آرزو مرگ نے جی چھوڑ دیا دستِ احباب سے اب زہر بھی کھایا نکلیا</p>	<p>مخشر بھی ایک سادہ ورق ہے خیال کا تصویر میں بھی رنگ بھرا ہے لال کا پھر چل گیا فریب اسید وصال کا پھر چھا ستا ہوں داد وئی یمن خیال کا وہ نقش و نقشیں تری نیم وصال کا</p>
<p>کس کو دماغ ماضی و فردا و حال کا اس دلکشی پہ ہائے وہ کھینچنا خیال کا پہ کارئی نگاہ نے دل کو ملا لیا پھر ہے تلاش جلوہ اندیش سوز کی پھر مجھ کو سادگی تمنا دکھا گئی</p>	<p>مخشر بھی ایک سادہ ورق ہے خیال کا تصویر میں بھی رنگ بھرا ہے لال کا پھر چل گیا فریب اسید وصال کا پھر چھا ستا ہوں داد وئی یمن خیال کا وہ نقش و نقشیں تری نیم وصال کا</p>

کچھ جو شریخِ دی نے قیامت کو پہنچا  
 پھر مانگتا ہوں واویلی ایمن ہوشیت کا  
 وہ اہتمامِ بالمشِ نخر نہیں رہا  
 پھر چل رہی ہے صرصر بیتابی جنوں  
 چمکا دیا ہے حقیقتِ تیزکینِ نار نے  
 ساقی نے بھر دیا مئی ذوقِ شکست سے  
 میں اک طلسمِ یاس ہوں اس صیرِ زباں  
 میری شمار میں کبھی نہیں جرمِ بے ثبات  
 رسوائیوں میں حسن نے "جہاں بخیر" نہیں  
 تو اور ایک رنگ سے نقشہ چاہا

پہلو بہان لیا جگر خستہ حیران کا  
 تعقیلِ طلب ہے آئینہ حسنِ خیال کا  
 پھر سر اٹھا ہے آرزو نے پائمال کا  
 الٹا ہے پھر ورقِ دل آشفقہ حال کا  
 آئینہ شباب میں جو سبز جلال کا  
 دل بھی موندتا ہے صرصرِ جامِ سفال کا  
 گویا جواب اپنے لبِ بے سوال کا  
 امیدوار ہوں کرمِ لایزال کا  
 میں چاک ہوں تو پر ہر چشمِ قرال کا  
 میں اور بغل میں آئینہ بغیر حال کا

مرتبہ ہوں طرزِ غالب و نمونہ پایِ وفا  
 نقصان نہیں جو ہو تجھے دعویٰ کمال کا

دو جہاں کو نگہِ عجز سے اکثر دیکھا  
 طالعِ بے ہنری اوجِ فلک پر دیکھا  
 اس بُرے وقت میں بھی لاکھ بچھا نہیں  
 کیا کون قصہ دل جیسی حالِ ابتر  
 اوجھل خوب بتایا وہ قیامت ہوگی  
 میکسیہائے زمانے سلایا ہے مجھے  
 یارِ جہاں پر دشمن ہے تو کمان کا پردہ  
 پاؤں پھیلائے ہیں بچا ہوں نیا سنہ  
 اس کھٹے ظلم نے سب کھول دیے ہیں پردہ

ہم سے اسید کو حراں کی برابر دیکھا  
 جس جگہ وہم نہ ہو چنچا تھا وہاں سر دیکھا  
 میں نے معشوق کے پردہ میں مقدر دیکھا  
 دوستوں نے مجھے اغیار سے بڑھ دیکھا  
 جس کے آغوش میں تو نے دل مضطرب دیکھا  
 پھر نجاگوں گا اگر خواب میں محشر دیکھا  
 پردہ یہ ہے کہ اسے پردہ سے باہر دیکھا  
 ہم سے دنیا ہی کو لپٹا ہوا بستر دیکھا  
 ہم نے دیکھا تجھے سو بار ستم گرو دیکھا

	<p>ٹپکا پڑتا ہے رگِ شوق سے خونِ حسرت کیا وفا دستِ قضا میں کوئی نشتر دیکھا</p>	
<p>کیا عزیز سے بھی ہاتھ اٹھلایا جائیگا روٹھا ہوا وہ کیا جو منایا جائیگا پھر کون کہہ رہا ہے دیکھ لایا جائیگا چھپنے سے کھل گیا کہ چھپایا جائیگا یوں دیکھا ہے سرکہ اٹھایا جائیگا وحدہ کی شب نہیں ہو کہ آیا جائیگا تم سے بھی ان گھڑوں میں آیا جائیگا تکلیف نے کہا یا کہیں جایا جائیگا وہ مختصر جواب کہ آیا جائیگا</p>	<p>مانا کہ میرے پاس تک آیا جائیگا بگڑا ہوا وہ کیا جو بنایا نہ جائیگا جلوسے پکارتے ہیں جلو آؤ دیکھ لو بے پردگی کا پردہ ہے اندازِ مہربان اسے ہنسیں تصورِ زانوؤں کیار سے کیوں ہو رہی ہو سیری طبیعت کی دلک پتھر بنا دیا جبر و دل کو یاس نے شوخی تو لافنی پہلوئے تصویرِ کھٹرون طولی امید روزِ جزا کا ہے فیصل</p>	
	<p>ہے ہے وفادہ گلشنِ امید مٹ گیا کہتے تھے جس کو غیر ہمتا یا نہ جائیگا</p>	
<p>تم خود اچھے گئے تلمیہ سحرِ فن میں کیا منہدی لگائے بیٹھے ہو پائو سخن میں کیا شوخی سے ملگئی وہ نزاکتِ بدن میں کیا تیرے سوا ہے اور تری انجمن میں کیا ہے ایک بات شیخ میں کیا برہمن میں کیا اڑتا ہوا سارنگ چمن ہے چمن میں کیا احباب نے لپیٹ دیا ہے کفن میں کیا یاں زہرِ ملگیا ہے شراب کس میں کیا</p>	<p>خلوت سے اٹھ کے بیٹھ رہے انجمن میں کیا چلتی نہیں زبانِ تحارے و دہن میں کیا سرِ جوش سے کیسا تھ ہے آمیزشِ گلاب اپنے کی روک ٹوک ہو اپنے سے واہ واہ ہے ایک تارِ سبجہ و زنا ر دیکھنا ہیں دامنِ خیال میں گلہائے بخیرِ نال کون پہلوؤں سے تھجہ ششِ حساب پہل واغظ نے ظہور بھی دیرینہ سال ہے</p>	

عزبت میں ہمو چھوڑتی ہے جان دروہند تصویر ہوں لب مسی آلودہ دیکھ کر وضع ستم درست پرانی روشیں بجا دلچسپ جو کلام ہے عالم پسند ہے	کجبت تو نے وعدہ کیا تھا وطن میں کیا سرمہ دیا ہے یار نے چشم سخن میں کیا کچھ اور بھی کمال ہے چرخ سخن میں کیا پنجاب سند بنک اودھ کیا دکن میں کیا
--	--

اہل کمال سے وفا حتم آفریں اٹھتے یہ نونہال زمین سخن میں کیا	
---	--

نوا پر نہوا وہ بت خود سراپنا بیقرار ہی نے لگایا ہے ٹھکانے مجھ کو کیا کھلے پھرے ہو تم قاتل عالم ہو کر ہم نشیں محو تصور ہوں اٹھاؤں کو نگر لگیا ایک نہ ملنے سے ترے کج لمحہ مجھ سے کیا پوچھتے ہوا دولہو جہاں پہنچا دل میں کیا سوچتے ہو! تم جے چاہو دیکھو اسکی ترکیب خرابی سے ہے اللہ اللہ ہائے وہ رنگ محبت کہ تبسم بن کر کچھ خبر ہے تمہیں پرگشت گئی مڑگاں کی! چاہیے آئندہ دل پہ فنا کی صیقل	مجھ سے انصاف ہے اے داد محشر اپنا پہلو مہر قیامت میں ہے بستر اپنا کیوں دکھاتے ہو تماشہ سر محشر اپنا دیکھا ہے کسی زالو کے تلے سراپنا بنگیا ایک بگڑنے سے ترے گھر اپنا چلنے والے بھی ہیں اپنے رخ نوا اپنا آنکھ اپنی ہے نظر اپنی ہے منظر اپنا دہ بگڑتے ہیں تو بتا ہے مقد اپنا مسی آلودہ لب یار میں تھا گھر اپنا وہ نزاکت سے سنبھلتا نہیں شتر اپنا ٹٹے تھی ٹٹے چمک جائے گا جو ہر اپنا
---	---

تیرہ جتنی نے وفا خوب چھپا رکھا تھا ٹھلکیا جلسہ احباب پہ جو ہر اپنا	
---	--

ظالم یہ ستم کیا ہے کہ ملکر نہیں ملتا آپس میں شکر سے ستھر نہیں ملتا	تو پردہ امید سے باہر نہیں ملتا دشنہ سے سناں تبغ سے خنجر نہیں ملتا
---	--

آئینہ بھی اوس قدر کی برا بر نہیں ملتا  
 باں تانیہ ملتا ہے مقدر نہیں ملتا  
 کیا لطف ہے مری مری ہے ساغر نہیں ملتا  
 رہزن سے شکایت ہے کہ رہبر نہیں ملتا  
 جو ٹوٹ کے رہ جائے وہ فشر نہیں ملتا  
 پردہ میں ہے اور پردہ سٹھکا نہیں ملتا  
 ایسا کوئی پہلو دل مضطر نہیں ملتا  
 مجبور ہوں تجھ سے کوئی بہتر نہیں ملتا  
 طامع کو خدائی میں تو نگر نہیں ملتا  
 اب زہر بھی خواہش کی یاد نہیں ملتا  
 اس بات سے مرنے ہوں کیونکر نہیں ملتا  
 وہ عکس بھارا ہے کہ ملکر نہیں ملتا  
 وہ شرم کو بھی پردہ کے اندر نہیں ملتا

محشر سے بھی وہ فتنہ محشر نہیں ملتا  
 باتوں سے فقط بخت سکندر نہیں ملتا  
 درپردہ نظر ملتی ہے آنکھیں نہیں ملتی  
 اسے واسے مری یکسوی راہ محبت  
 دل سے گئی بجکر وہ نگاہ غلط انداز  
 بیگانگی حسن کے نیرنگ تو دیکھو!  
 خوش ہو کے سلا دوں تجھ آغوشِ جل میں  
 یہ پاس وفا بھی ہے ترے حسن کا صدقہ  
 قانع کو جہاں میں نظر آتا نہیں مطلق  
 کو تا ہی قسمت نے مزہ خوب چکھا یا  
 اس آس پہ جیتا ہوں کہ ہے وعدہ دیدار  
 یہ رنگ ہمارا ہے کہ محشر سے ملا ہے  
 اس قید پر اپنوں سے ہے یہ شوخی بیجا

رہنے دے وفا طعنہ اغیار سے چھوٹے

دشمن سے نہ کنا دل مضطر نہیں ملتا

مرتی تھی جس پہ موت وہ بیمار کیا ہوا  
 قتلے بھی اٹھے کتے ہوئے یار کیا ہوا  
 اسے برق و ش وہ وعدہ دیدار کیا ہوا  
 اچھا ہوا! میں عشق کا بیمار کیا ہوا  
 رحمت پکارتی ہے گنہ گار کیا ہوا  
 ہے ہر ہجوم حسرت دیدار کیا ہوا

وہ دل جسے تھا عشق کا آزار کیا ہوا  
 میں با کمال شوخی رفتار کیا ہوا  
 ان لہن ترانیوں سے تری ٹھپک رہا ہوں  
 دشمن کسی کی آنکھ سے تشبیہ دیتے ہیں  
 میں چھپکپا ہوں پردہ شرم گناہ میں  
 آنکھوں میں یکسوی کا سماں بند رہا ہوں

وہ جوشِ نالہ ہائے شرر بار کیا ہوا  
 رشکِ نظارہ بازیِ اغیار کیا ہوا  
 وہ وعدہٴ تجلی ویدار کیا ہوا  
 کیوں سو گیا ہے طالعِ میدار کیا ہوا  
 وہ ساز و بازِ طرہٴ طرار کیا ہوا  
 ذوقِ نیک فشانِ گفتار کیا ہوا  
 بوجھو! کہ انتظار کا بازار کیا ہوا  
 آزاد ہو گیا میں گرفتار کیا ہوا  
 غمِ جسکور و رہا ہے وہ غمخوار کیا ہوا

ہوئے توتے در و سرخی اب مجھ سے ہو گیا  
 دم اگر ٹوٹا تو بسجھو شورِ محشر ہو گیا  
 دل ندوں کیونکر تمہیں کیا تمہی ہو گیا  
 دیکھ! آئینہ ترے قد کی برابر ہو گیا  
 مژدہ ایجا اب عدم کنجِ لحد گھر ہو گیا  
 ہائے قسمت ٹوٹکر خنجر بھی نشتر ہو گیا  
 یہ تن کا ہیدہ اپنا خارِ بستر ہو گیا  
 ہائے قسمت اک جہاں میرا مقدر ہو گیا  
 پھر خیالِ نوکِ مرگاں مجھ کو نشتر ہو گیا  
 ایک پھوٹا سا کلیجہ کی برابر ہو گیا  
 پھر یہ اندازِ شکستِ رنگِ شہر ہو گیا  
 حال اچھا ہو گیا جتنا کہ اتر ہو گیا

میں اور ماتم لب خاموش ہائے ہائے  
 کیوں ہو گیا ہے دیدہٴ حسرتِ پرستِ بند  
 کیوں امینِ خیال میں اُترے دلی ہزیمت  
 کس سے فسانہٴ اون کے تغافل کا سن لیا  
 وہ التفاتِ نگرِ شہلا کماں کیا  
 کجخت جی چرائے لگا زخمِ آرزو  
 دیکھو! وکانِ دیدہٴ حیرتِ کدھر گئی  
 الفت نے دو جہاں سو کیا مجھ کو امید  
 میں اور شیونِ دل گشتہ ہائے ہائے

میں خاںِ شمشاد الفت سے خوگر ہو گیا  
 اس ترقی پر ہے جوشِ نالہ ہائے متصل  
 ہو فامت کا ٹکڑا مضطربِ نا آشنا  
 لذتِ دیدار نے اچھا منو پیدا کیا  
 بیکسی نے پاؤں پھیلانے ہیں کس آرام سے  
 وہ نگاہِ شوخ کچھ بڑھ کر حیا سے پھر گئی  
 آپ ہی آزار ہوں اور آپ ہی آزار کش  
 ذہن میں سو کھیل تدبیروں کا اور بگڑ ہو  
 پھر جگر میں تازہ سامانِ خلش پیدا ہوا  
 پھر نظر آتی ہے دلیں چوٹی سی بھرتی  
 پھر ہوائے بیقرار سی سے اڑا جاتا دم  
 زہر کیا اُتر اگ دپ میں کہ نکھیں کھلیں

<p>دل ہلاک حسرت دیدار ہے بس چھوڑ دو</p>	<p>تم نے رکھا ہاتھ یہ کجنت مضطر ہو گیا</p>
<p>اسے وفا نیز نگہ پر وہ کا پردہ دیکھنا</p>	<p>وہ اپنے ظلم نہانی وہ ستم گر ہو گیا</p>
<p>نوجوانی سے دبا جاتا ہے بچپن اُنکا اور بھی تیز ہوا غمزدہ پُرفن اُنکا جلوہ حسن کی شوخی سے پنا چلتا ہے نن ترانی ہی نہیں حشر میں بھی عاشق سے میں بھی جیسکونہ سنوں کونہ شکایت میری ہے یہی سستی جیجا تو خدا خیر کرے فرنیوالے دہن یار کے جو گزرے تھے حفظ ناموس تجلی بھی عجب شان ہو ہے طور جلنے کیلئے بیچ میں کیوں آیا ہے آنکھ غماز نگہ شوخ طبیعت دیدار دور اے پاس ادب اے ہوشیار</p>	<p>اُن سے شوخی میں بڑھا جاتا ہوں اُنکا دوم شمشیر جپا ہے خم گردن اُنکا پہلوئے برق تجلی میں ہے سسکن اُنکا ہے وہ عالم سے الگ داد مئی اُنکا مان لے جسکو خدا کونہ لڑکپن اُنکا اُن کے ہاتھوں سے نکلیا نہ دامن اُنکا ہمیشانی لے بتایا مجھے مدفن اُنکا دزدہ ذرہ ہے چراغ تہ دامن اُنکا جلوہ اُنکا ہے کلیمائے ہیں ایں اُنکا اُنکے گھر والے بتاتے ہیں نشین اُنکا کھینچ ایدست ہو س گوشہ دامن اُنکا</p>
<p>اے وفا دیکھ محبت کا نتیجہ یہ ہے</p>	<p>ہائے جو دوست ہمارا ہے وہ دشمن اُنکا</p>
<p>محو دیدار ہوں اُس عالم یکتائی کا میری نظروں سے نکلتا ہے مذاق دیدار کھیل سمجھ: یہ خبر حضرت موسیٰ کو نہ تھی شمع بے دود ہے دیوار بھی بے سائے شوخی نار اُدھر یہ دل بیتاب ادھر</p>	<p>جلوہ طور جہاں سر رہے مینائی کا میری آنکھوں پہ ہو احسان خود آمدائی کا پر وہ کھلتا ہے یہاں حشر تمنا مینائی کا پوچھنا کیا ہے مرے عالم شہنائی کا دامن برق ہے اور ہاتھ ہر رسوائی کا</p>

<p>خوب اس قطعہ منمایا جھگڑا ایک سے سیکڑوں معشوق بنائے رہنے پاس اختیار سے تم ہاتھ اٹھا سکتے نہیں پارہ پارہ ہے اگر دامن صبر عاشق رحم کر! خوف کر! انصاف کر! استغنیٰ جا</p>	<p>لوقیامت میں وہ منکر ہے شناسائی کا دل میں جو نقش بٹھایا تری یکتائی کا اس نزاکت پہ یہ دعویٰ ستم کرانی کا پردہ حسن میں بھی چاک ہے رسوائی کا جی چھٹا جاتا ہے طول شب تنہائی کا</p>
---	--

<p>اسے وفا آئے قیامت تو ابھی آجائے بوجہ اب اٹھ نہیں سکتا غم فردائی کا</p>
---

<p>برنگِ خوں ٹپک نکلا ہے جو ہر ہونہائی کا بہر تہائی شرم بھی ہے اک طرزیقِ خونائی کا تراکھ کھینچنے کے یہ ملنسارے دل میں چکیاں لینا وہ استادِ ستم پر دہشتِ آفت کار کیا ہو گا تجھے کیا غم کیے جا شوق سے تو شوقِ خورجی غضب ہو عالمِ تہی میں پاس وضع خود و دہائی برنگِ کاغذِ تصویرِ تجھے میں دم نہیں باقی علوِ ظاہری سے پسندی بہت نہیں جاتی ہم اُسکے جان اُسکی مال اُسکا بھر پور نالیا تم تجھے عمر اچھی وقت اچھا آؤ گھل بیٹھو! بچھے کیا کیا بھر وس تیغ و خنجر کی روانی پر خوارمِ نازنین یار کا بھی واہ کیا کسنا سیہ کاغذ میں ہر جیسو سپیدی ایک نقطہ کی مثلاً دینا ہے گویا صیقل آئینہ ہستی</p>	<p>تری شمشیر آئینہ بہ تیری کچ ادا فی کا پس پردہ ہو گھونگھٹ اُسپہ دامنِ پاسبانی کا ترسی ناآشنائی میں عزمِ سہا اُستنائی کا سکھایا جس نے کافر کھجکوشیدہ دلربائی کا مجھے رونما ہے ایقاتل تری نازک کلائی کا ستمِ نو جوانی میں یہ دعوئے پارسائی کا اور اُنکو حوصلہ اب تک ہر طاقت آزمائی کا میرِ نوبتِ نمونہ میرے کجکول گدا فی کا گلہ دریا سے کیوں قطرہ کو بیت و پائی کا نہ آئے حسنِ بے پردہ پہ دھبہ پارسائی کا مجھے ٹوٹا ہوا اک آسرا نازک کلائی کا چمن کہتے ہیں جسکو نقش ہو پائے حنائی کا ہو ایہ حال صبحِ حشر و شبائے جدائی کا چمکتا ہے عدم کے پردہ میں جو ہر صفائی کا</p>
---	--



خبر لو شرم و شوخی کی وہ کیا اہمیتیں ہیں جہاں ہم ہیں مقید و اس نے وہ کی شہتیں دل بیہوش من سے نہ ملجائے تو کیا کرتا اگر بدلے میں اس کے دو جہاں دیگر تو زیبا ہے خبر لو شرم و شوخی کی وہ کیا اہمیتیں ہیں	حمین بخت پر ہے داغ شرم نارسائی کا گدا ہوں آپ کا اور غم ہے کھٹک گدائی کا کہ یہ کمخت تو آموز تھا مشق جدائی کا کس سب کچھ مل گیا جب مل گیا پہلو جدائی کا پہ غم تھا یہ لکھا کرتے ہیں مضمون رہائی کا تھکا سہ گھر میں چرچا پتھاری پارسائی کا
--	--

وفا نور حقیقت دیکھ لے رو کر محمد میں  
جمال پاک آئینہ ہے شان کبریائی کا

میں اس کی ایک بات سے مجبور ہو گیا نقش اسید دل میں جو باندھا وہ درخت تھا آئینہ دیکھنے سے بھی انکار ہو اُسے نظار کی نہیں اپنے تجسلی ضرور تھی ہاں! اس ستم کشی کی تلافی بھی چاہیے یا و ادائے حسن ہوئی ہے وکیل عشق میں وہ کہ دیکھے سیکڑوں تجھ پر سنا اُس مہر و ش کے جلوہ خوبی کو دیکھنا حسرت بھری نگاہ سے کیوں دیکھتے ہیں ہم افسر دگی دل نے بھجایا چراغ دل	کتا ہے ہم کو شکوہ بھی منظور ہو گیا چھا ہا رکھا جو زخم پہ نا سو ہو گیا اتنا کھنچا کہ آپ سے بھی دور ہو گیا پردہ میں کیوں چھپا تھا کہ شہو ہو گیا سمجھنے ایک روز جو تو حور ہو گیا تزو یک ہو گیا ہے اگر دور ہو گیا تو وہ کہ ایک جرمہ میں محو ہو گیا سایہ اگر زمین پر گرا نور ہو گیا کیا آسماں کوئی دل رنجور ہو گیا لو! مجمع خیال بھی بے نور ہو گیا
--	--

مہر وطن سے دل کو جو خالی کیا وفا  
رنج سفر سے اور بھی معمور ہو گیا

مجھے چلتا ہے پتہ لگے پریشاں نو نکا  
میں جوں آغاز بیاں کئے ہیں افسانہ نکا

<p>دوست رکھتے ہیں مجھ کو دوست کشمکش نہیں کرو          دیدہ و دل جگر و جاں میں وہ حالت تھی          میں ہوں وہ مست نر جلوسہ ساتی کہ مجھے          اور کیفیت دل سے نہیں واقف لیکن          چکے تو آخر میں لگا رہنے کو ایدہ بہت جوں          ستر بجتی بھی مجھے صورت بربادی ہے          صبح گلشن ہے تری ایک قبائے رنگیں          ایک دروازہ کشادہ ہے اور دھڑلے زار          دئے اسے سوز محبت یہ تری بے ثری          آگہ اٹھ جائے غلط بھی تو نشانہ کی طرف</p>	<p>پھول باغوں کا ہوں اور خار بیابانوں کا          ایک افسوس ہر حاصل کئی ویرانوں کا          گردش ہفت فلک و زور ہر پیمانوں کا          پہلے مجمع نمایاں کتنے ہی ارمانوں کا          رشتہ ہاں ٹوٹے جنوں سے نہ گریبانوں کا          میں جو سیر ہوں تو اجڑے ہوئے کاشانوں کا          واشدہ غنچہ رنگ چاک ہے دامانوں کا          ایک در جانب فروس ہے بیجا انوں کا          کھیل ہے صمغ پہ گزرا انھیں پر والوں کا          پچھہ دیتی ہے قضا و خ وہیں بیکانوں کا</p>
--	--

<p>یہ بڑی حالت دل اور عزل کا بیڑ ہنسنا          نوحہ خواں میں ہوں وفا کے غمخواروں کا</p> <p>گل ولالہ میں ہے سب رنگ تیری تیرا زون کا          بچانا اسے دل ناداں بتوں کی سداہ جونی پر          جو ائے مصیبت سے مصیبت یوسف کی نسبت          کھڑی ہے عالم حیرت میں حسرت سیری بالون          بھلا یا رب میں طول نائے اعمال کیا سمجھوں          ہزاروں رنگ اور ہر رنگ الیں وضع ہوئی          زلیخا حسن یوسف کیلئے شہرت کا باعث ہو</p>	<p>سہا را باغ گویا پر وہ ہے نظارہ بازون کا          کہ یہ نیرنگ بھی اک رنگ ہونیرنگ زون کا          کوئی دامن بھی چھو سکتا نہیں ہوا کیون کا          اجل بھی اک طرف نہ تک ہی ہر چارہ زون کا          رہا ہاتھوں نہیں کیسے عمر بھر کیسے درازون کا          مگر مہنگا تہہ مہتی بھی دل ہے عشق بازون کا          نیاز عشق سے بڑھتا ہے تہہ بندیازون کا</p>
--	--

<p>فلک سے کیا شکایت مجھ کو اس بیودہ گرویکی          کہ وہ بھی امروفا اک پشیر دی ہر زہ تادون کا</p>	
--	--

مطرب کا لغمہ نالہ مرغِ سحر ہوا  
 ہر درہ میری خاکِ سنیہ کا شہر ہوا  
 اچھا ہے زہرِ خشک سے دامنِ جوتہ ہوا  
 بی اُس نے بزمِ غیر میں مجھ کو اثر ہوا  
 سنگی پہ تم سے فتنہٴ محشر کا گھر ہوا  
 رنگِ چمن ہی اسکے لئے بالِ دپر ہوا  
 کیا میں بھی اُن کیواسطے اک در در ہوا  
 ایدستِ شوق کس لئے تو پر وہ در ہوا  
 ہاں محشر ان کے واسطے اک رہنما ہوا  
 اب فکر ہے کہ حال سے کیوں باخبر ہوا  
 ہونا تھا جو وہ ہونے سے بھی پیشتر ہوا  
 مانند نقشِ پانہ اُدھر سے اُدھر ہوا  
 موئے قرہ بھی میرے لئے نیشتر ہوا

سامانِ عیشِ ہجر میں وحشتِ اثر ہوا  
 بعدِ فنا یہ سوزِ نہاں کا اثر ہوا  
 کچھ نسبتِ ابرِ رحمتِ حق سے تو سہرا ہے  
 نیرنگِ حُسن و عشق کی سرگرمیاں دیکھا  
 وسعتِ لئے تو دیکھیے پھر دلی ہمتیں  
 ببل کا دم بہا رکے ہمراہ اُر گیا  
 کیوں سر نہ کپڑے کے بیٹھے رہے مجھ کو دیکھ کر  
 کیا حُسنِ یوسفی میں نہ تھیں خود نمایاں  
 دم لینے میرے نالے کہاں کچھ خبر نہیں  
 کہیں ابتداءِ عشق میں اُس سہرِ شکایتیں  
 آتش ابھی نہ سنگ میں تھی دل تھا سوتہ  
 یوں تیرے درِ ضعف نے لا کر بچا دیا  
 فرقت میں چشمِ تر سے ٹپکنے لگا اہو

سب اعتبار ہیں غمِ ہستی کے اسے وفا  
 یہ داغِ دل ہوا کہیں درِ جگر ہوا

عکس کیا خانہٴ آئینہ سے باہر بھرتا  
 کاش اُس بزم میں دل صورتِ سائے بھرتا  
 کچھ تو آنکھوں میں خیالِ مٹا خیر بھرتا  
 جسکی تعبیر میں اسے چرخِ ترا سر بھرتا  
 لطف جب ہوتا کہ گم میں نیشتر بھرتا  
 نگاہِ گل کی طرح جامہ سے باہر بھرتا

سامنے آنکھوں کے وہ نقشِ نیک بھرتا  
 اسکی تقدیر میں گردش ہی اگر لکھی تھی  
 ایسا اندھیر بھی کیا اسے شبِ تنہائی غم  
 روزِ اول بھی تو وہ خواب پریشان بھرتا  
 کیا ہوا دل میں اگر نوکِ قرہ بیٹھے گئی  
 تیرے کوچہ کی ہوا لگتی اگر یوسف کو

<p>حالت یاس میں سب بھولا ہوا بیٹھا ہوں جان بھی کھینچنے لگی دیکھ کے وحشت میری کو تپہ یار میں ٹھوکر کے سوا کیا ملتا تجھ سے ہے اے نگہ یار بگڑنا بننا دیکھتے تم بھی کہ کس دھبہ تھیں ہم لیتے میں ہوں مداح عسکری کیونکہ نہ بخشا جاتا یکلّم صفحہ محشر ورقِ دل بننا !</p>	<p>وعدہ مرگ ہی کچھ دل میں مقرر پھرتا ساتھ ساتھ اپنے کناٹک کوئی رہبر پھرتا لاکھ اگر کا سہ گروں کی طرح سر پھرتا ایک تو پھرتی تو سو بار مقدر پھرتا اپنی جانب جو ذرا داور محشر پھرتا یہ بھی وہ بات کہ پیاسا لب کوثر پھرتا اک قدم آ کے جو وہ فتنہ محشر پھرتا</p>
---	---

کلاش ہر آہ میں اک گھنٹہ دل الجھا ہوتا  
دم بھی سینہ میں وفا صورتِ خنجر پھرتا

<p>ہر ایک کو ہر مرتبہ حاصل نہیں ہوتا بے لطف ہے وہ کام نصیب نہیں نہیں تم وصل میں دیوانگی شوق سے ڈرنا کس کام کا اسے قیس ترا چاک گریاں میں خرم و مسید ہوں تو برق غضب ہے کیا ظلم ہے بے پردہ اسے غیر نے دیکھا نالے سے نہ کیوں در دیگر اور بھی بڑھتا ہوں مثل جناب اور کہیں قطرہ ہو کہیں موج کہتے ہیں موصیٰ زخم یہ نہیں نہیں کے فرہ میں ہاں ! غیر بھی کیا دعویٰ الفت میں بھجوتا؟ کھو یا تھیں عشاق کی بچو صلگی نے جادہ پہ پھلے جاتے ہیں جو راست قدم ہیں</p>	<p>آئینہ سکندر کے مقابل نہیں ہوتا بیقرار ہے وہ عقدہ جو شکل نہیں ہوتا میں شکستِ ناز سے بیدل نہیں ہوتا یسا لگا اگر پردہ محسّل نہیں ہوتا تجھے بجز افسوس کے حاصل نہیں ہوتا کیوں پردہ مری آنکھ کا حال نہیں ہوتا دشنے سے سوا زخم کے حاصل نہیں ہوتا میں ذوقِ فنا سے کبھی غافل نہیں ہوتا ایسا نکمیں خندہ فساد نہیں ہوتا کہتے ہو کسی پر کوئی مائل نہیں ہوتا محشر میں تمھارا کوئی سائل نہیں ہوتا یہ خضر جدا تا سر منزل نہیں ہوتا</p>
---	--

اندازہ ہمت سے کوئی شے نہیں بڑھتی ہر خال سپید و لغ جگر بن نہیں سکتا جھگڑو ہی نگر آگ لگانی نہیں آتی	ق یعنی خطا ساعز خطا ساحل نہیں ہوتا ہر قطرہ خوناب کبھی دل نہیں ہوتا کیا طور سے اچھا بھی کوئی دل نہیں ہوتا
---	--

دنیا سے وفا سر دیہانتک ہے مراد دل  
میں سوئے جہنم کا بھی قسا کل نہیں ہوتا

اوس نو بہار حسن سے کیا سامنا ہوا قدموں سے تیرے سب ہیں بلائیں لگی ہو اب کیا ملیگی راہ شبیب ہجرت کو ! اپنے شرک کب حسن سے ہیں یہ رکاوٹیں وہ سب کھٹک نہ جائے تیرے انتظار سے اب پر ذرا تو دم کو ٹہرتے دیکھا جا ساقی نشہ میں ہاں کوئی شبیب نہ ٹوٹ جا کس منہ سے کہتے ہو کہ میں غلوں پست ہو تا شیر نا تو انی مجنوں تو دیکھنا ! کھینچتا ہے دیکھوں کتنا گریباں صبح حشر میں اور لاکھ لاکھ لگے اضطراب کے بیباکیاں یہ دیدہ جانان کی دیکھے ہر چاک پریر ہوں مجب آغوش کھول دی مجھ نا تو ان کی قافلہ والوں کو کیا خبر ! وصل عدد میں نعمت مرا کام ہو گیا تقدیر دو قدم ہے فلک سے ٹیڑھی ہوئی	نگہت سے پتھر رنگ چین ہے اڑا ہوا نقش قدم پہ فتنہ محشر مٹا ہوا دل اک چراغ دوسرے وہ بھی بجھا ہوا تصویر سے بھی ملنے لگا ہے کھینچا ہوا ہر اشک ہے اب آنکھ میں ہر نگاہ بنا ہوا آیا ہر دور سے یہ مسافر چلا ہوا بیٹھا ہے تیری بزم میں اکٹال دکھا ہوا آئینہ ہے وہ سانس دیکھو رکھا ہوا لیلیٰ کی رگ سے خون بھی نکلا رکھا ہوا ایسا بھی اب تو دست جنوں ہے بڑھا ہوا تو اور اک دو طرز تجاہل کہ کیا ہوا ؟ پھرتا ہے بزم غیر میں ساقی بنا ہوا دامن سے ملے پھر نہ گریباں جدا ہوا ہاتھ نقش پا ہوں میں پیچھے رہا ہوا بند قبا کے ساتھ تھا دل بھی بندھا ہوا دل ہے تری نگہ سے زیادہ پھرا ہوا
---	--

<p>موت سے اپنا حق فغاں چاہتا تھا دل اک سرمہ سا نگہ میں ستھار ہی ادا ہوا</p>	
<p>کچھ اتنا بھی خوار ہی حسرت کی اسے وفا اپنی نگہ سے آپ ہی میں ہوں گرا ہوا</p>	
<p>ادونکا آئینہ بھی میرا دل حیران نکلا گل بھی نکلا جو عدم سے تو پریشاں نکلا شعلہ وہ شعلہ جو فانوس میں عیاں نکلا ادن کا خنجر بھی کوئی میرا گریباں نکلا قیس کی خاک کا ہر وزہ بیا باں نکلا فتنہ حشر مرا خواب پریشاں نکلا کون اگر طرف گویہ غریباں نکلا خبر یہ ہے کوئی ظاہر کوئی پنہاں نکلا بچے سے نزدیک جو نکلا وہ پریشاں نکلا وہ بھی اک دل میں کھٹکتا ہوا ارماں نکلا جو ہر آئینہ بھی صورتِ مرقاں نکلا کوئی تیرا بھی شریکِ غم ہجراں نکلا ہائے کیا وہ بھی تیرا وشنہ مرقاں نکلا</p>	<p>عشق ہر پردہ میں معشوق کا خواہاں نکلا کیوں نہ آوارہ پھر نگہت گلِ عینا فل داغ وہ داغ جو سو پردوں کو اندر چکا ہمنے دیکھا تو گلے سے اسے پلٹے دیکھا اسے جنوں کیا تھے اللہ نے وسعت دی بختِ خوابیدہ نے تو رنگ کھایا ہے کہاں حسرتیں کیا ہی گلے ملتی ہیں خوش ہو ہو کر تیرا آغوش سے جانا تھا خلنا دم کا زلف کو دیکھ کے تیری یہ کھلا حل مجھے موت کے وحیائے سے کچھ درد تو سکیں توئی دیکھ کر جھکوئے آہن میں منو ہوتا ہے کچھ تو اسے جانِ خرب حالِ عدم کہ مجھے دل میں کانٹے کی طرح چھتا ہر چیز کا خیال</p>
<p>مرکبھی وحشتِ دل ہائے ٹھکانے نہ لگی اسے وفا مجھ کو عدم کو ششہ زنداں نکلا</p>	
<p>جو نقش کہ منتا ہے وہ پیدا نہیں ہوتا جو کام ہے اپنا کبھی پورا نہیں ہوتا کیوں شمعِ سیہ خانہ لیے نہیں ہوتا</p>	<p>اب دل میں بھی وہ جوشِ تمنا نہیں ہوتا جو نالہ ہے وہ ضعفِ لب تک نہیں آتا کیوں نجد میں جلتا ہے چرغِ دل مجنوں</p>

<p>آنکھوں میں یہ اک خاک سی کیوڑن لگی ہو          مٹی مٹی سے یہ تھی طر کو غیرت کہ ہو خاک          غرق غلش افسردگی دل نے مٹایا          زنداں کی بھی دیوار گرائی نہیں جاتی          کیا کاوش الفت نہیں معشوق کو دلیں          یارب میں تے پہ بھی اگر ننگ چمن ہوں          مجھے تھیں کیا اپنی ذرا آنکھ کو دیکھو          ظاہر ہے کہ در پردہ ترا ظلم نہانی          کھلے ہی گہر جائیگا شیرازہ دلوں کا</p>	<p>کیا سینہ میں اب خونِ منت نہیں ہوتا          عاشق کو کبھی رشک گوارا نہیں ہوتا          اب زخم کا ناخن پہ قضا نہیں ہوتا          لو اگر یہ یعقوب سے اتنا نہیں ہوتا          کیا گل میں رگ گل کا وہ کاٹا نہیں ہوتا          کیوں خاک کا ضامن کوئی صحرانیں ہوتا          تم سے تو یہ بیمار بھی اچھا نہیں ہوتا          اسطور سے ہوتا ہے کہ گویا نہیں ہوتا          اچھا ہے جو وہ بند قبا و انہیں ہوتا</p>
---	--

یہ بیکسی عشق و وفا خاک میں لمبا ہے  
 غیروں میں مرے مرنے کا چیرھا نہیں ہوتا

<p>مجھ میں اثرِ دیوہ مستانہ ہے اُسکا          کیا شانِ بر صبی سے صدقہ کون پکا نکلی          اس شمع تجلی یہ بجلی جاتی ہیں آنکھیں          ہم شور قیامت کی حقیقت سے ہوا تفت          آیا ہے ادھر منج میں شیر ناک تاشا          ہاں رنگِ پیریدہ کوہیاں ستے ہیں مہبا          ساقی ہے جہاں موت وہ ہونچرِ محبت</p>	<p>اتنا تو کہیں سکے کوئی دیوانہ ہے اُسکا          نوزِ مدنی گو ہر یک دانہ ہے اُسکا          ستارہ جسے کہتے ہیں پر دانہ ہے اُسکا          چونیدہ اڑاتا ہے وہ افسانہ ہے اُسکا          دلیو تو ادھر کرب و بختانہ ہے اُسکا          چو دل کہ شکستہ ہے وہ پیانہ ہے اُسکا          کتنی ہے جہاں روحِ دوخِ خانہ ہے اُسکا</p>
---	--

<p>جگر کیا جان کیا دل کیا زبان کیا          ملیگا ہم کو عیشِ جاو داں کیا          دو عالم ہیں قضا بکس سے چھوڑ</p>	<p>تھارے ہیں ہمارا امتحاں کیا          جہاں وہ تہہ نہیں یہ آسماں کیا          فریبِ گردش چہ پستیاں کیا</p>
---	--

<p>تھی کو کہتے ہیں تیغ رواں کیا تھی کو کہتے ہیں آرام جاں کیا</p>	<p>کہ صر ہے اسے نگاہ بے محابا کہاں ہے وعدہ اسید افزا</p>
<p>بنے دل پہلو عاشق میں پڑا رہنا تھا تکو جس پردہ میں رہنا تھا چھپا رہنا تھا جھکو ظالم ابھی سرگرم جفا رہنا تھا اُسکے گیسو میں گرہ بن کے پڑا رہنا تھا بس فقط نام کو پاس بند جہا رہنا تھا حسنِ لوزخ کو اسید فزا رہنا تھا</p>	<p>دوست ہو کر تھیں کیوں مجھے جدا رہنا تھا بلور ہو مضر ہو کنگاں ہو کوئی عالم ہو میرے دل سے بھی تو اسید و فاسجا تی بستگی دل کے نصیبوں میں اگر لکھی تھی تم ہو اچھے تھیں پھر کون برا کہہ سکتا تیرے دن ترکِ محبت کے نہ تھے دنِ ظالم</p>
<p>نیک ہو شورِ محشر دیدہ بجواب اپنا سا سمجھتا ہے مجھے بھی دشمنِ احباب اپنا سا کہاں سے لاؤں ظالم کو پہلا باب اپنا سا</p>	<p>تپ دوزخ کی گرمی اور دلِ آفتاب اپنا سا شریکِ حسنِ ٹھیرایا ہے حسنِ بدگمانی سے غلب کرتا ہے دلِ بیدار شکستِ دلِ قیامت سے</p>
<p>کچھ پتہ دیگئی سوچِ رگِ صہب اُنکا لاکھوں جلووں میں چمکتا ہوا جلو اُنکا اُنکی بے پردگیِ ناز تھی پردہ اُنکا ارنی بول اٹھا جلوہ یکتا اُنکا اے خوشا جان تماشا ہے تماشا اُنکا رنگِ آمیزِ تغافل ہے تقاضا اُنکا گردِ محشر ہے غبارِ غم رسوا اُنکا ہائے میں اور غمِ حوصلہ فرسا اُنکا آئینہ خانہ نیرنگ تماشا اُنکا وہ چھری لے کے چلا غمرہ بیجا اُنکا</p>	<p>ہائے وہ لغزشِ پا اور وہ سنبھلنا اُنکا سیکڑوں پردوں کو کھلتا ہوا پردہ اُنکا برہمِ نظارہ سے ہم لائے ہیں داغِ حراں آؤ ہمستیِ لوحِ دل کے تماشے دیکھو رنگیا جو ہر آئینہ رگِ جاں بن کر طلبِ دل بھی ہے اور فرصتِ اغماض بھی ہے جلوہِ پردہ نشین نے یہ اڑائے خاکے ہے یہ انصاف اُنکے انصاف کی حسرتِ سجا حیدرہ و دل میں مری پاس بے پھرتا ہوا آج ہمیرِ غمِ امیدوں کے گلے لگتے ہیں</p>



<p>دیکھ اے خواب اجل آنکھ کھلی رہی ہو نورِ آئینہ ہستی ہے تجلی اون کی</p>	<p>آج ہے پیش نظر وعدہ فرماؤ نکلا مردم چشمِ دو عالم رنجِ زیبا نکلا</p>
<p>ہوش کا ہوش سے بیباختہ جانا کیا ہے اے وفا صلۂ آغوش میں آنا نکلا</p>	
<p>ازبل سے ربطِ حسنِ معشوقِ برباد کیا سالن تھا کفنِ خاکستریہ دلیں کمالِ حشر نہاں تھا حسابِ دوشن و دردل خدا جانِ غرض کیا معنی تم اپنی پردہ پوشی پر نہ اتنا ناز فرماؤ تجھیں تو کہتے ہو: مٹنے نہ ہو مشکلیا ہے ہے فریادِ یاس: آئینِ وقاب چل نہیں سکتا میری طرزِ خوشی کتنی ہے اے داؤدِ حشر بیتہ چلتا ہے کچھ کچھ اشتقاقِ خود نمائی سے ملاستہ داغِ تنہائی اسی خدمتِ کعبہِ قدوس ہزار زباؤں میں جو شرفِ حق سے یہ اثر رکھا</p>	<p>گری محنتِ برقِ اود میں برقِ کابل میں نہاں تھا کہ ذرہ ذرہ اک آئینہ بتیائی جاں تھا لگا وٹ کیلئے کچھ بھی نہ تھا اک صحنِ خواں تھا کسی کا شوقِ رسوا بھی نہ کیا نہاں تھا اُسی دلوں تو رہتا ہوں کہ دن ہوتا نہاں تھا جسے سمجھے ہو نقشِ آندوادہ داغِ حراں تھا کہ میں نہ ذرہ ذرہ نہ یک پر شہما کے نہاں تھا تمہارے دیکھنے کو پہلے بھی آئینہ حیاں تھا اب سر زان ہمارا مشعلِ راہِ عمرِ زان تھا کہ گوشتہ خاطرِ حجابِ کجا بھی اسل و زنداں تھا</p>
<p>وہ کیا پوچھتا ہے دیکھ اس حسنِ رقابت کو انصیر سے کہہ رہا ہو نفسِ مہنی یافت جاں تھا</p>	
<p>رنگِ آمیز ہوا اب ہفت چٹا ستاری کا آپ کی قیوس بھی لاف سے آزادی کا ہائے آوازہ طوفانِ قیامت کیسا ستمِ آباد فنا سے ابھی آیا ہوں میں تیزوں جو ش جنوں باخوارِ قیامت مہراں</p>	<p>بھیر ویا موت سے نقشہ تری بھلا دی کا آپ کے صید بھی دم بھرتے ہیں صیادی کا آبلِ ٹوٹ لیا ہے لبِ فریادی کا میرے ہاتھوں میں ہے نقشہ تری بھلا دی کا گھر میں کس شان سے آیا قدم آبادی کا</p>

تختہ مشق پہ تو نے کسے باقی چھوڑا میرے خاطر افسردہ پہ ناکامی کی شیوہ نامیرا نصیحت طلب ہو ہم سے	قدر داں کون ہے ظالم تری اُستادی کا دماغ ہے ناصیہ بخت پہ ناشادی کا ہائے وہ ناز بھی کس کا ستم ایجادی کا
---	---

ما تم عمر ہے اسر قید و ف  
کشت آہ نے کھینچا الف آزادی کا

نار پیہ پردگی کُشن کا خواہاں ہوگا حفظ ناموس تجلی کا جو سماں ہوگا دل اگر مژدہ دل آویزی پکیاں ہوگا چاہو اپر کاشی امید کی پردا کس کو آج ہے لذت آزار کا رونا مجھ کو جوئے سخن لائیں گے آج محیط جاں سے سفر و کنگاں کے تماشے کو تو ہم جانتے ہیں ریشک نے کام کیا ہائے شفا سو پہلے کچھ تو سمجھا ہے کہ یوں چھوڑ رکھا ہوگا تم وہ بدست کہ حلیم سے طے جاتے ہو اتنی رسوائی مضمون قیامت ہے ہے دیکھنا جوش قلب میرے تصور کے لیے گر یہ شوق ہوا خندہ عشرت مجھ کو	باغیاں جلوہ فروش گل وریحاں ہوگا ایک اک ذرہ پیراغ تہ و اماں ہوگا کس پر احسان جگر کا دئی ترگاں ہوگا یخ افسوس پہ رنگ غم حراں ہوگا حشر کو شکوہ کو تا ہی ترگاں ہوگا جوش لب تشنگی شوق کا سماں ہوگا تیرے قابو میں ترا جلوہ پہناں ہوگا میرے غمخوار سے کہتے ہیں کہ درماں ہوگا شیوہ نفقات صیتا و نگہباں ہوگا تم سے کیا خاک علاج غم پہناں ہوگا کوئی محو اثر پریش پیناں ہوگا گوشہ خاطر احباب بھی زنداں ہوگا میری آنکھوں پہ ترا گوشہ واماں ہوگا
---	--

اے وفاقتہ محشر کو بھی ہم دیکھنا  
بخت بد آئندہ خواب پریشان ہوگا

رنگ آنیزی امید پہ دل بھر آیا	سائے جب ورقِ سادہ محشر آیا
------------------------------	----------------------------

<p>         شردہ اسے ذوقِ ستم بھرت خود سر آیا          ہائے اس کی کسی عشق پہ جی بھر آیا          دل ہی جب چھو گیا دونوں جہاں تیر ہیں          اس تباہی پہ مرے گھر کی تباہی دیکھو          ہوش میں آؤ سنبھل جاؤ کہاں کا انصاف          ناخن یا اس نے کیا عقدہ مشکل کھولے          شبِ تنہائی غریب میں اندھیرا بن کر          ہنسیں محوِ تصور ہوں اٹھاؤں کیونکر          واہ ناموسِ محبت کا یہ پردہ رکھنا          اپنی چلن کی خبر لو ابھی ٹکڑے ہونگے          کیا ہوا کیا نہ ہوا کون ہے کس پوچھو          سخت جانی کے بہانے کہیں چسکتے تھے          لیجی خاک میں اب غیرتِ راحت طلبی       </p>	<p>         فتنہ پرواز و غبارِ فسون گر آیا          آپ نے وعدہ کیا اور مجھے باور آیا          ہاتھ جب ٹوٹ گئے ہاتھ میں ساغر آیا          گر یہ سیلابِ قیامت کی برابر آیا          بدو و غارت گر سرمایہ محشر آیا          آج سمجھا کہ مرے ہاتھ مقدس آیا          نیچے آنکھوں کے جو آیا تو مرا گھر آیا          میں چلا اور کسی زانو کے تلے سر آیا          تم سے معشوق کے پردہ میں مقدر آیا          دستِ وحشت میں اگر دامن محشر آیا          پیوۂ ناز سے کس ناز سے باہر آیا          قطعِ حجت کے لیے پیچ میں خنجر آیا          پہلو پر قیامتیں : دل مضطر آیا       </p>
<p>         اسے وفا کیا ترے آنکلی ہے عزت گویا          ہزمِ اشعار میں مضمون مکرر آیا       </p>	
<p>         دیکھنا یہ رنگِ سادہ شوقِ بے تاثیر کا          فرصتِ بربادی دل سے بھی ابل بھر گیا          بینا زنی میں بھی شانِ کار فرمائی رہی          سادگیہاں خوشنوی میں بھی لاکھوں رنگ ہیں       </p>	<p>         اک نیا پہلو کا لاخواب بے تعبیر کا          گھر بنا جاتا ہے ظالمِ حسرتِ تعمیر کا          دامنِ تدبیر میں بھی جاں کسبِ تقدیر کا          میں ہوں دلدادہ تری زمینی تعمیر کا       </p>
<p>         ہاں تازہ شوقِ ناز نے بھی کیا مرادیا          تاراجِ دل نے فرصتِ دل کا پتا دیا       </p>	<p>         کہتے ہیں وہ گناہ دیا وہ بسا دیا          احسانِ راہزن ہے کہ رستہ بتا دیا       </p>

<p>محرومی نصیب نے کیا گھر بسا دیا دونوں طرف ہے گرمی ہنگامہ خیال خوبی کی بات کیا ہے یہ خوبی ہو وقت کی حکیمیں وہی حجاب وہی سادگی وہی کیا مرگ ناگیاں نے رکھا مرہم فنا پھر شہن خود فروش خریدار جلوہ ہو پرکاری نظر نے نظر کو ملا لیا رسوائی امید سی حشر بھی سی پوچھا جو سیکسی سے کبھی ہنوا دل واں اُنکو ایک طرز تغافل یہ ناز ہے</p>	<p>سب کچھ دیا مجھے دل بہید عا دیا چھا ہوا تمہیں دل صبر آزا دیا بدستی شباب نے تم کو بنا دیا واضطراب شوق نے پردہ اٹھا دیا ذوق جگر خراشی پیکاں مٹا دیا حیرت نے اپنا آئینہ خانہ دکھا دیا پھر سادگی نے رنگ تماشا جما دیا پردہ میں بخت خفتہ کے سب کچھ دکھا دیا وہ ماجرا کے جو عزیزاں کسنا دیا یاں جوش اضطراب نے سب کچھ سکھایا</p>
--	---

ایا مال بینا رومی قدرت ہوں اسے وفا

اہل بد بخت خوب غیب ہنسنے سنا دیا

<p>اشاروں سے بدل سکنا نہیں نہ ہوا کھلیکا کیا فیہ وعدہ ہائے دلنوازا ہزاروں آئینہ خانے بغل میں لیکے نکلا ہے عدم تک دیکھنا دست جنوں شوق کا ٹرہنا بجائے دل کو بیٹھا ہوں جنت اپنے پہلو میں تماشا ہے کہ جوش پردہ فریب اٹھائے ہیں نوبیر فرصت جاوید اسے کوتاہی قسمت اٹھو طوفاں بے سبیلاب آکر یوں کیا پردا ہو اسے شکرستاں ہند اسکو خشریں سے</p>	<p>وہ بولے حقیقت اُسکی یہ رنگ مجاز کا اگر گوش دو جہاں ہے اور اک فتنہ ناز کا یہ شہن سادہ کس کا جلوہ با امتیاز کا کہ دامن کھینچتا جاتا ہے حسن بدیاز کا کہ جان آرزو ہے غمخوار و دوطراز کا چھپا جاتا ہے ظالم اور کھلا جاتا ہوازا کا کہ اُنچھپا دامن امید میں مست و راز کا حریف اضطراب دو جہاں اک شیر ناز کا بھرا ہے شور محشر سے گمراہانِ حجاز کا</p>
--	--

یہی کوچہ ہے جس میں گوہر جان لے کر پھر نہیں کہوں کیا سوخت دس پریشانی کہاں نہ رہے جسے آپتہ نقشہ ساز کیا نہ تمنا ہے	سکھاتا ہے ادب محو کو دوسے ایاز اسکا دور قیام و ادب محو شوق فتنہ ساز اسکا کہ لپکے پھر آشنا تھا لاک کو یہ رہے میں ساز اسکا
--	--

وفا یہ تباہ ڈالو کھربانِ غیر سے سن لو  
غبار کے پردہ میں مضموں در در جانا اسکا

دہ آخرب خاموش میں چھسکر گذرا پھر رگ شعلہ جان سوڑ میں نشتر گذرا اے خوشامی تیر کی بخت کی بزمِ افروزی نقش بربادی دل آج دکھاتے ہو مجھے میں ہوں دلزدہ سی شونہ و فاپراناں کیا محبت ہے بے رنگ میں وفاں آیا با و باں کھول دیا سافنی باتکیں نے لٹ گئی جان تو امید کے پہلو ڈھونڈھو تشہ حسرت جاوید ہوں میں کیا جانوں آؤ میرے دلِ افسردہ کی تمکین دیکھو	یا کبھی قافلہ اپنا سر محشر گذرا نالہ کیوں آبلہ دل سے ابھکر گذرا شبِ بوقت میں خیالِ مرہ و انتہا گذرا نیچے اپنے آنکھوں کے تنہا آؤر گذرا جو رفیعوں پر نہ گذرا تھا وہ مجھ پر گذرا جو شمعِ شباب بچھن ناز سے باہر گذرا زور تو ہے کبھی لڈری کبھی ساغر گذرا مات گئی راہ تو اندیشہ رہبر گذرا کیوں گلے سے مرے تلخا یہ کوثر گذرا جاؤ اس کشمکش ناز سے میں در گذرا
--	--

اس تھکات سے کئی عمر گزرا یہ وفا  
ایک دم سیکڑوں پیسوں کی برابر گذرا

انتظارِ جنبشِ دامانِ مژگانی رہا کھلکھلیا حسنِ شکستِ خطِ قسمت کھلکھلیا اعتبارِ قیدِ ہستیِ عیب سے خالی نہ تھا میں اگر منت کش در داسیر ہی ہوں تو ہوں	ایک نفس مانند نو چہشمِ قربانی رہا میں رخ ہستی پہ برسوں چینِ پیشانی رہا شعلہ آؤاد پر بھی داغِ عریانی رہا تو بھی تو دلدادہ ذوقِ گھبانی رہا
--	---

طاقت پر داز کھو دی کوشش پر داز نہ اضطراب شوق سے جھنے نیایا ایک شوق دیدہ محو شکوہ طرز تغافل ہو تو ہو یہ کعب خاک تیرے دل ہے تجلی دستگاہ	تختہ شقی ہوائے بال افشانی رہا چہرہ اسید پر دایع پریشانی رہا دل ہلاک التفات ناز پہنانی رہا ذرہ ذرہ حاصل اقلیم حیرانی رہا
--	--

میں وفا خالی نہ آیا محفل احباب سے فکر دانا ئی رہی اندوہنا دانی رہا	
---	--

اسلامی تابدر و ناز ہیکہ صبح اسکاں کا دل خوش کردہ محنت ہے نور العین طوفاں کا فضائے بیستہ لاہوت سے ناسوت کا دکھ اسی خاک قدم کو دامن امین چھپاتا ہے ورق مہر قیامت کا نکل آئیگا آخر میں قلم بھی صورت منقار بلبل خوشچکاں نکلا نشان بیکسی کیساتھ شان بیکسی دکھو مرد اسے زو پیغمبر کرم اسے قوت حیدر وہ ناموس قدم اور کر بلا اللہ قسم امام و دجہاں حسیر ہدایت ناز کرتی ہے ہوا خواہوں میں اس کو چھوڑا اک ناموں کے	ازل اک آئینہ ہے ماتم شاہ شنید اں کا ہر اک آنسو جگر گوشہ ہے کاوشاں چنناں کا رگ جان دو عالم بھرتی ہر دم شیر زبوں کا بنا ہر ذرہ خاک قدم آئینہ عرفاں کا کھلا جاتا ہے شیرازہ صیبتماں چنناں کا کہ سینہ چاک ہے گل کی طرح میر و قلم کا قیامت کیا ہے اک توینہ ہے گوہر زباں کا کہ ٹھیرا باد و عباس باز و بابایاں کا مٹا جاتا ہے جس پر قافلہ سوئی غمراں کا بتاتی ہوا اسی کو سیکسی رستہ بیاباں کا انگہبانوں میں اس وجہ کھلا نام خواں کا
--	---

نگاہ دلکش اسے راحت جان و دل حیدر وفا محتاج ہے اک جنبش دامن مژگاں کا	
--	--

حریص پارسائی حسن رسوا ہونیں سکتا دل بے نولشتہ میں جوشش تما ہونیں سکتا	کھلے ہو کیا کہ اب تم بھی پردا ہونیں سکتا جسے تو ڈنٹایا ہے وہ پیدا ہو نہیں سکتا
--	---

ستم کی ہے یہی خوبی کہ شکوہ ہو نہیں سکتا  
 قیامت تک جلو گانگیسی میری نکلیاں ہے  
 نکالیں خموشی لاکھ پہلو دے لینے میں  
 شائے دیتا ہے تابِ نظر کو ذوقِ خود بینی  
 پرے ہو دونوں عالم سے دلِ ناتمزدہ اپنا  
 کہاں ہنگامہ محشر ہے کیسا وعدہ محشر  
 تصویر لچکا ہے پھر اُسی آئینہ خانہ میں  
 عنانِ شوخی برقِ تجلی رک نہیں سکتی  
 ہجومِ فتنہ پیہم سے محفلِ چم نہیں سکتی  
 جنوں کوششِ بیجا کو ناخن توڑتے جاؤ  
 نہاں کیا اور عیاں کیا دونوں نگاہیں بنا  
 رگِ جاں تشنہ حواں ہے اور اجابِ تیہیں  
 رگِ اور اک سحر و معانی کھینچتی ہے ہے  
 کہاں ہیں غالبِ مومن ہیں فوقِ مصدقین  
 کبھی ماتم ہے اپنا اور کبھی رونما اگلو نکا

زبانیں کٹ رہی ہیں راز افشا ہو نہیں سکتا  
 چرخِ وادعی غریب ہوں ٹھنڈا ہو نہیں سکتا  
 یہ اندازِ لغافل کیا لقا صاف ہو نہیں سکتا  
 تماشاے بیتِ آئینہ سیاہ ہو نہیں سکتا  
 شبستانِ عدم طرفِ سویدا ہو نہیں سکتا  
 جہاں ہم ہیں وہاں امروزِ دہا ہو نہیں سکتا  
 جہاں وہم نگاہِ چشمِ عتقا ہو نہیں سکتا  
 دلِ فرصتِ طلبِ کرم تماشا ہو نہیں سکتا  
 کوئی وقتِ نگاہِ بے مجابا ہو نہیں سکتا  
 ہمارا عقدہٴ شکل اگر وا ہو نہیں سکتا  
 تھکا ریشوۂ سادہ کسی کا ہو نہیں سکتا  
 وہ زہر اب تمنا جو گوارا ہو نہیں سکتا  
 کوئی ہرگز امیر و تمیر و سودا ہو نہیں سکتا  
 مٹا نامِ سخن ایسا کہ پیدا ہو نہیں سکتا  
 برسی ہے حالتِ دلِ شاعرِ چاہو نہیں سکتا

وفا گھر سے جدا ہونا دیا یہ غیر میں مرنا  
 نصیبِ نار سار رکھتا ہوں پھر کیا ہو نہیں سکتا

رنگِ شکستہ رنگِ رخِ انقلاب تھا  
 تارِ نقابِ مہریتِ موجِ شراب تھا  
 جو شعلہ تھا وہ خونِ رگِ بے خطر اب تھا  
 گویا لبِ خوشِ عدم کا جواب تھا

محشر بھی ایک پر تو حالِ خراب تھا  
 ذوقِ نگاہِ باقی بزمِ شباب تھا  
 دوزخ کی ساتھ دل کی تھیں یہ گرجویشیاں  
 تھا اک ظلمِ خوں میں شوقِ بیزباں

<p>پھر جوش انتظار نے طوفاں اٹھا دی ہیں          ہنگامہ ناز کی گرمی نظر میں ہے          آنکھوں میں وجہ خون کا شہر طغیانی ہے          دیکھو تو بختِ نختہ کے جاگ کمال نصیب          کیا لوٹ کر زمانہ سے ممتاز ہو گیا          کیا پوچھتے ہو غزہ بیجا کی تیزیاں          کیا دیکھتے ہو جلوہ رسوا کی شوخیاں          تھا جلوہ گاہ جو ہر کیا سوا در دل</p>	<p>دلت سے کام دیدہ و دل کا خراب تھا          میں بھی تو وقفِ جلوہ برقِ عتاب تھا          مژگانِ دلنشیں سے کبھی کامیاب تھا          میں نامراد دیدہ محشر میں خواب تھا          میں اس جہیڑ میں ورقِ انتخاب تھا          سر جوشِ بادہ نگہِ بیجا ب تھا          بے پروگی کے ہاتھ میں بند نقاب تھا          یاں و ترہ دترہ رکشِ صدا تھا</p>
--	---

کم فرستی عروفا یا درہ گئی

دم بھی لیا نہ تھا کہ یہاں زہرہ آب تھا

<p>لو خاتمہ ہو چکا ہے جی کا          دل اور اثرِ غم و خوشی کا          کیا رنگ بھرا ہے ناز کی نے          کیا پردہ کیا ہے دشمنی نے          پہلوؤں جو دیں عدم ہے          دل خاک ہوا کسے بناؤں          میں آپ لٹا کسے سناؤں          آغوش میں ہیں ہزاروں گرداب          پہلو میں ہے جلوہ و جلوہ ناب          میں حاصلِ داغِ بیزبانی          چھوڑے سے نہ چھوٹی نسبتیں</p>	<p>منہ دیکھ رہا ہوں بکیسی کا          یاں نام بھی مٹ گیا کبھی کا          کیا رنگ کھلا ہے سادگی کا          کیا پردہ اٹھا ہے دوستی کا          آئینہ تری نظارگی کا          پروانہ چراغِ دلبری کا          افسانہ فسونِ رہزنی کا          ساحل ہوں محیطِ بیچہ دی کا          رگ رگ میں ہے ذوقِ شنگی کا          میں گل ہوں چراغِ زندگی کا          رونما ہے تو بغیر کی ہنسی کا</p>
--	--



<p>منت کشِ مرگِ ناگہاں ہوں  دل میں ہیں سرورِ حسرتوں کے  اس عشق کے توڑ جوڑ دیکھو  سرِ خاک اٹھائے شورِ محشر  ہر ذرہ خاکِ ایمین شوق  انصاف کی آرزوِ مستادی  اللہ ہی فرصتِ تغافل  اللہ ہی جراتِ تحابل  رحمت کی ہے شانِ دلنوازی  تقدیر گرہ لگا رہی ہے</p>	<p>توڑا ہے طلسمِ بیکسی کا  آنکھوں میں ہے نورِ جانگنی کا  امید کسی کی دل کسی کا  مارا ہوا صبرِ خامشی کا  اک آنسو بن گیا پر سی کا  اعجاز یہ ہے ستم گری کا  جی چھوٹ گیا ہے جانگنی کا  دم ٹوٹ گیا ستم کشی کا  وہ ناز اٹھائے بید لی کا  کھلتا ہے نصیبِ بستگی کا</p>
<p>وہ عہدِ وفا وہ سازِ امید  رونا ہے وفا اسی گھڑی کا</p>	
<p>وہ دماغ اب کہاں ہے کہ مجھ خیال ہوگا  جو فروغِ لائیزا لی بسرِ کمال ہوگا  ترے ناز کا ہے صدِ قدحِ تجھے خوشی مبارک  دم واپس میں سے ملکر لبِ خامشی اترے  صفتِ حشر چھپاتی ہے عجب ایسا ہو محشر  شبِ غم سے روزِ محشر کی نمود ہو رہی ہے  یہ خاک رنگ لائی ہے بہار کا مہابی  جو دماغِ جنتِ آئیں تو بساطِ دم دلیں  کف سے ہو نام کسا وہ ترِ شبابِ بازہ</p>	<p>ترہ بازہ دل ہی ظالم جو پھر مل ہوگا  نہ یہ صبح و شام ہوگی نہ یہ ماہِ سال ہوگا  کوئی منتظرِ ہلاکِ خیر وصال ہوگا  ابھی خوں جو ہو گئے پکا وہ مر اسوال ہوگا  اسی کوئےِ دلنشیں میں دلِ پاتال ہوگا  رخِ یاس پر جو ہوگا تو بجائے خال ہوگا  ترے دستِ خوشچکان میں لختِ حال ہوگا  وہ کرشمہِ باغبانِ چین خیال ہوگا  سے خوشگوار کیا ہے وہ ترِ جمال ہوگا</p>

ترے خواب نا زین میں اثرِ عزال ہو گا	ترے شیوہ باہر غفلت میں بھی شوخیل ہو گی
	<p>یہ وفا دل خیز ہے جس سے خوش نہ دیکھا یہ نہال وہ نہیں ہے جو کبھی نہال ہو گا</p>
<p>کہ وامن چھٹ نہیں سکتا رہا ہو سے آہو کا قیامت کیا ہے اک سایہ کو تیرے قد و گیسو کا سر پاکہ رہا ہے یہ کہ میں مبتلا ہوں جاو و گیسو کا بلائے جلیں ہے اندازِ کرم خوابان و لچو کا مگر برسوں تماشائی رہا اک آئینہ رو کا شکاف تیغ ایر میں بھی ہے اندازِ ابرو کا شبستانِ عدم میں بھی ہر چہ تیرے گیسو کا حریف اب ہوں نہیں سکتا ہوں عشقِ عہدہ جو کا وہ کیا ہو میرے بس کا جو نہیں لہو نہیں قابو کا ٹھکانا کیا ہے اس ساقی تری اس تنہی خو کا</p>	<p>نکیوں ہو جوشِ وحشت ہمتاں چشم پر پرو کا کسی عالم میں قیدِ حسن سے باہر نہ نکلے ہم چھپاؤ لاکھ تہ اندازِ شوخی اچھپ نہیں سکتا نگاہِ لطف اک میٹھی چھری ہے بچ کرے کو خدایا جلوہ حسنِ عمل سے میں نہیں واقف یہ سوزوں ہے کہ میرے چارہ فراہان ہیں کوئی خواب پریشاں جب کبھی دیکھا تو ہم تجھ بس اچھڑتی خرابی چھوڑا وہ مجھ میں کمالِ طاقت قبائے تنگ سے باہر ہو جیسے غنچے سے نکلت برنگِ یوسفِ ایلانی شب اب اڑنے لگی صہبا</p>
	<p>وفا جب دل پہ پتھر رکھ لیا پھر لاکھ پاو گئے کسی کا میٹھنا رکھنا مرے زانو پہ زانو کا</p>
<p>شورِ صد محشر مرے نزدیک اک افسانہ تھا بادبانِ زورِ برقے جلوہ مستانہ تھا آئینہ خانہ تھا گویا کوئی میخانہ تھا دورِ بہشتِ افلاک تھت گروشِ پیمانہ تھا برق جس پر گر گئی تھی مہر میں وہ دانہ تھا وزہ و ترہ خاکِ ایمن کا پیر پر دانہ تھا</p>	<p>رات یوں نالوں ترے دو پر دل دیوانہ تھا کیا محیطِ رنگ میں ڈوبا ہوا میخانہ تھا بادکشِ نظارہ ساقی جلوہ جانا نہ تھا دیدہ ساقی کا صدقہ مجمعِ زندانہ تھا سوختہ اخترِ مصیبتِ دوستِ آفتِ پاسباں مرحاضِ قہرِ قہرِ ہی سرگر مسیاں</p>

دل بڑھا دینے کو شورِ محبت مروانہ تھا  
جب دلِ خود کام تھا پھر میرے گھر میں کیا نہ تھا  
میرے حبيب دستیں میں لعبہ و تاجانہ تھا  
وہ زبانیں لٹ گئیں جن پر ترا افسانہ تھا  
لن ترانی سے عیاں اندازِ معشہ قانہ تھا  
دستِ محرومی میں اک ٹوٹا ہوا پیمانہ تھا  
یادہ نقشِ سادہ تھا جو رنگ سے بیگانہ تھا  
یا سوا و طالعِ خفہ میں اک مہرِ انہ تھا  
خاک ہو کر بھی خمیرِ گرمی پر وانہ تھا  
ساحلِ دریائے خوں مجھ کو لبِ پیمانہ تھا  
رہنمائی کے لیے میں آتشِ ویرانہ تھا  
جو سخنو تھا فہیم و فاضل و فرزانہ تھا

خلق پر خنجر بھی چلتا تھا اتھارے نام سے  
شوقِ رسوائی فریبِ پارسانی ہائے ہائے  
کفر و ایمان ملے بیٹھے پہلو اندیشہ میں  
وہ دکانیں لٹ گئیں جن پر مستیِ شوق تھی  
اک ادا میں سیکڑوں عالم دکھا کر چلے گئے  
کاسۂ گردن کو دیکھ آیا ہوں بزمِ یاس میں  
آج یہ دل ہے نگارستانِ فالو سِ خیال  
آج ہے یہ دیدہ بیدار مینوئے جمال  
برقِ حسنِ الیزا لے جلایا تھا مجھے  
حسرتِ خونِ نابہ نوشی کی یہ سعت و کھنا  
تیرہ بختی لے رکھا ممنونِ داغِ اعتبار  
منتخب تھی آپ کی بزمِ سخن اسے اہلِ فن

ہم نے یہ مانا کہ تھی وضع و قفا وضع جنوں  
یہ تو کند و گے کہ رنگِ خاص میں دیوانہ تھا

دراو لکڑائیس پر دھائے راز ہونا تھا  
متاعِ جان کو نذرِ شعلہ آواز ہونا تھا  
اسی پر وہ میں تم کو آئندہ پر داز ہونا تھا  
مری طاقت کو صرف کوشش پر داز ہونا تھا  
خونِ مٹی کو حریفِ غزۂِ عمت ز ہونا تھا  
مرے خوں کو خائے پاؤں پر داز ہونا تھا  
نواسنجِ شکست پر دہ ناساز ہونا تھا

ابھی سے کیوں شہیدِ اتفاقاتِ ناز ہونا تھا  
پڑا صبرِ تجلی طر پر اسے واسے بد ہوشی  
مٹا دینے پہ تھی موتوں صیقلِ دیدہ و دلکی  
وہی کُنجِ قفس ہے اور وہی سرِ بھوڑا ناہم  
تیرے لب وہ تبسم سے اگر لکھی تو کیا لکھی  
خمیرِ آتشِ دوزخ اگر ٹھیرا تو کیا ٹھیرا  
دلِ ناساز کو زیر و بزمِ ہستی سے کیا نسبت

<p>سے ناموس شوقی آشنا پیش میں ہے ہے وگاز کھاتھا آگاہی نے پہلو نصرت جا کا مجموع جلوہ آگے آگے اور صبح ازل پیچھے کے کہتے ہیں دل کیسا ہے دل کیسی آرائی اسی اک جوش حسن عشق کی ہر کار پر دازسی</p>	<p>نکاہ آشنا کو بھی غلط انداز ہونا تھا شکستہ رنگ کو آخر پر پرواز ہونا تھا دو عالم کو غبار کاروان ناز ہونا تھا تھیں پردہ میں چھپنا تھا سراپا ہونا تھا شگاف زخم کو چاکر قبائے ناز ہونا تھا</p>
<p>وفا یہ طبع تازہ اور یہ اسر دل ہے ہے تجہ دردی کش میخانہ شیراز ہونا تھا</p>	<p>۔۔۔</p>
<p>اے برق ستم اور نیا داغ دینے جا مایوس کو سیرابی حسرت سے غرض ہے ہاں احشر خیالی کی بھی کچھ داد ملے گی بقدر کا یہ چاکر ہے دیکھ اپنی فطر سے</p>	<p>کچھ سوز جہنم کے لئے آگ لئے جا زہر اب کے پردہ میں مے تاب پیئے جا آخر لب خاموش کی فریاد کیے جا تو زخم جگر سوزن مڑگاں سے پیئے جا</p>
<p>ہاں موت سے بدتر ہے وفا نازش احساں ناکامی قسمت کے سہارے پہ سبجے جا</p>	<p>۔۔۔</p>
<p>تغافل کے پردہ میں کیا کر دیا قیامت کا وعدہ وفا کر دیا ترسی بینا زسی نے کیا کر دیا تجہ شیوہ دل کشی دیدیا تجاہل سے راز چھپا کھدیا دل و جاں سے صبر سکوں لیلیا متھار سہی یہ ہیں رنگ آمیزیاں نظر کی یہ ہیں کار پر دازیاں</p>	<p>ہلاک فریب وفا کر دیا ٹہنے کا پہلو عطا کر دیا گلوں کو مٹا کر دعا کر دیا مجھے وقف مشق جفا کر دیا لغافل کو صبر آزما کر دیا رگ و پے کو درد آشنا کر دیا مجھے محو رنگ ادا کر دیا ادا کو ادا سے جدا کر دیا</p>

سے جاؤ ہر ذرہ کیا کہہ گیا تصور سے غفلت میں جا لی گئی ملا دو مری فرصت یاس میں ترے ناتے جو ہر خاک کو ترے جذبے ریشہ ناک کو وجود و عدم میں لگائی گرہ مجھے قدر دانی کی امید کیا جوابِ ازل بخت سے من لیا	کے جاؤ ہم نے فنا کر دیا خوشی سے محشر بیا کر دیا وہ عقدہ جسے تم نے وا کر دیا رگِ موجِ خون صبا کر دیا بڑھا کر کے جانفزا کر دیا دو عالم کو بند بجا کر دیا قضا نے اسیر قضا کر دیا جو تھا حق محنت ادا کر دیا
---	--

وفا بخت ناشاد پر شاد ہوں

جو کچھ کر دیا وہ بجا کر دیا

کھلا جاتا ہے پردہ التفاتِ نازِ پنہاں کا ازل اک دور تھا سر جو شِ الطافِ نایاں کا تماشا ہے دو عالم ہے مجھے یالیں پیر کھٹنا چلا ہے کس اواسے کاروانِ ناز و پردہ مبارک موج و گرداب کو گموارہ جنبانِ فی یہاں افتادگی میں بھی وہی حُشوتِ برستی ہے بھلا ہے سینہ و دل لذتِ رازِ خموشی سے مرے دستِ جنونِ شوق کے انداز تو دیکھو خریدارِ نگاہِ شوق سے بدستیِ جلوہ ادبِ آموزِ حقیقی شانِ کرمِ سطوت کو پردہ میں دو عالم سے پرے کج بختِ فاجر لگا یا ہے	اڑا جاتا ہے جو ہر حسیلِ آئینہ جال کا ابرقطرہ ہے صبا کو نوازِ شہا بُو پنہاں کا قضا نے آنکھ میں سر پہ جیا خوابِ پریشاں کا بہارِ خلدِ محل ہے تبسمائے پنہاں کا دلِ راحتِ طلبِ شقائقِ پرِ آغوشِ طوفاں کا گر اہوں خاک پر تو سایہ ہوں دیوارِ زنداں کا لبِ زخمِ جگر ہے بندِ پرِ شہمائے پنہاں کا کھنچا آتا ہے گوشہ و امنِ بزمِ حسیناں کا تماشا کارِ فرما ہے نالیشِ گاہِ اسکاں کا سرخِ اشکِ ندامت دھو گونہ شرمِ عصیاں کا دور پہلو بدلدوارِ زرقِ خانہ ویراں کا
---	---

یہ ہے اقبالِ داناؤں کہ ہوں محسوسِ ناواں کا

کچھ ہے۔ سنگ مجھ میں بھی نینک راز کا  
 پھر بادیاں گھلا ہے غم جانداز کا  
 تاب نظر کو شوخ نظر کو صحتا رہا  
 انصاف بن کر آئیں دو عالم تو کیا کرے  
 خائے میں قطع ربط کا قضا ہے دیا ہوا  
 کو تا بھی نصیب سے تم پھیر لو مجھے  
 وہ عرصہ خیال کہ محشر کہیں جسے  
 بد مستیوں کے جلوہ ہیں غفلت کو پر دہیں  
 اوراق کائنات بھی ہیں پاؤں کے دل  
 کیوں چھپتے نہیں ہو کہ ہے سانس تو کچھ  
 کیوں پوچھتے نہیں ہو کہ ہے نقش پاں کچھ  
 خالی نہیں کشاکش ہستی سے کوئی ہاتھ  
 تمکین سے ہاتھ اٹھاؤ کہیں دل نہ بیٹھ جا  
 مدت ہوئی خیال نے لبتہ اٹھا لیا  
 دل وہ کہ نعمائے پریشاں میں گم ہوا

حرب و فاقہ دفتر شاہی کا انتخاب  
محمود کی زبان یہ سخن ہے ایاز کا

سر ایاز حسن شیوہ ایجاد ہوں کسکا  
تجربہ رنگ آمیز تغافل پر کو تک  
لکھنا جاتا ہوں نقش خامہ آتا ہوں کسکا  
تحقیق کدوہ وقف حشر پیدا ہوں کسکا

<p>کہاں تک اعتبار رہتی موہوم کا رونا          ابھی اک رشتہ تازہ بہارِ خلد باقی ہے          کھلا ہے جس سے رازِ حشر خاموشی و فتنہ ہو          پھنسے ہیں سیکڑوں بڑبال و پروا تم تعاقب میں          مصیبت میرے سلاں سوزِ داغِ نیکی سماں</p>	<p>جگر ہوں داغ ہوں غم ہوں انا شاہد کسکا          گلِ فاسدہ رنگین بسا پایا دیوں کسکا          لبِ گویا ہوں چاک پرودہ فریاد ہوں کسکا          کسی سے یہ بھی تو پوچھو کہ میں صلیبوں کسکا          جلوں کب تک چراغِ غایتِ برباد ہوں کسکا</p>
<p>ہم لئے ہیں لت کر غم برہنہ نہیں رہتا          ہاں! دستِ جنوں وہ ہو کہ روئے نہیں رہتا          تم جلوہ یکتا کو دکھا جاتے ہو جسمِ م          اک چال سے کیوں نازِ خود آراہ نہیں چلتا          آنکھیں تو ملاؤ نگہِ شوخ کہ صحر ہے          ہر درہ یہاں جوشِ بکلی میں فنا ہے          یہ شمرہ حسرت ہے کہ حسرت نہیں باقی          کیا میں دل بیتاب بھل میں نہیں لایا          یہ آپ کے نیرنگِ تلون کا اثر ہے          کینت وہ شاخِ دلِ ناکامِ ستم ہے          اندیشہ تمکین سے یہ کی ریشہِ دوا فی          خردہ ہو تا شافی ہنگامہ طلب کو</p>	<p>ہم سنے ہیں مٹ کر کوئی دامن نہیں رہتا          دامن کی یہ خوبی ہے کہ دامن نہیں رہتا          پھر تفرقہ شیخ و برہمن نہیں رہتا          اک وضع پہ کیوں غمزہ بقی نہیں رہتا          گردن تو اٹھاؤ خم گردن نہیں رہتا          فو دقِ طلبِ آتشِ ایمن نہیں رہتا          یہ حاصلِ غرض ہے کہ غرض نہیں رہتا          کیا شورِ قیامت تہِ مدفن نہیں رہتا          اک رنگ پہ رنگِ گنہگار نہیں رہتا          جس شاخ پہ بجلی کا نشین نہیں رہتا          دل میں اثرِ نالہ و شہیون نہیں رہتا          معشوق پس پرودہ ایمن نہیں رہتا</p>
<p>اس وادیِ دلکش میں وفا لاکھیں مجھ کو          اندیشہ برباد ہی بسک نہیں رہتا</p>	
<p>کیوں نظر سوز منو جلوہ یکتا تیرا          دونوں عالم مری نصرت پہ پڑ جاتے ہیں</p>	<p>ڈھلکیا برق کے سانچے میں تماشائیرا          ملکیا مجھ کو غمِ حوصلہ فرسائیرا</p>

جلوہ فیض ابد بھی ہے گلِ جنتِ ناز اے تجلی ترا سراپا یہ نازِ بینش آج پھر غالبِ امید میں جاں آتی ہے وحدتِ سادہ پیرِ کاری کثرت ہے حفظِ ناموسِ ازل ذرۂ فیضِ مقدم ایمنِ قدس کو اک بزمِ چراغان کر کے مجھ کو طوفانِ قیامت سے بچانا ہو گا	خندہ صبحِ ازل ہے چمنِ آرا تیرا مردمِ دیدہ ہستی ہے سراپا تیرا لبِ اعجاز پہ ہے وعدہ فردا تیرا پردہ حسن میں ہے حسنِ خود آرا تیرا حرزِ بازوئے ابد نقشِ کفِ پا تیرا جیبِ تنزیہ سے نکلا یزید بیضا تیرا لنگرِ کشتی امت ہے سہارا تیرا
--	---

پھر درِ عن تمنا ہے وفا حاضر ہے  
ہائے وہ کون وفا؟ بندہ رسوا تیرا

جہاں یکسر خرابِ جلوہ حسرتِ فراق نکلا جنونِ شوقِ رسوا کس قدر نازک ادا نکلا نہیشِ خانہ صبحِ ازل کی کھل گئیں آنکھیں کہاں یہ برقی شوخی اور کہاں تابِ دلِ ویرنی تقاضائے ادبِ آمونی ملیں یہ مہتابوں	حکیمِ بیسی گو یا دلِ بیدست و پا نکلا کہ محشر بھی شکستِ شیشہ دل کی صدا نکلا ہمارا رنگِ ہستی غارِ روتے بلا نکلا وہ اندازِ تغافل تھا کہ فرصتِ آزما نکلا کمالِ سخت جانی گرمی خونِ وفا نکلا
---	--

مستطیع ثانی فی النعت

گرہِ دونوں جہاں کی کھو کر مشکِ گلشا نکلا ترا نوازِ سعادت و قلاتِ تاجِ قصا نکلا وہ ذکرِ خاص ہر ریشہ دواں رنگِ آہاں میں تجلیِ ازل پر دانہ بن کر ٹوٹی پڑتی ہے گسٹہ تارِ ہائے آرزو کو کس طرح جوڑ لے لبِ بخون گشتہ طاقتِ پردہ ناموسِ حسرت ہے	تمتھارا ہاتھ جیبِ رحمتِ باری سے کیا نکلا ترا نقشِ قدم آویزہ گوشِ وعان نکلا وہ نامِ پاک جانِ قالبِ صلّ علیہ نکلا تمتھارا حسنِ یکتا شمعِ بزمِ اصطفیٰ نکلا تمتھارا وعدہ طاقتِ کسلِ اسیدِ زان نکلا یہ اندازِ خوشی سارِ حرفِ مدعا نکلا
--	--



کرم یہ ہے مری درمانگی ہو کام چلے ہیں آئی صبر محنت آزما کی شرم رہ جائے	سقم یہ ہے عدو ممنون بخت نارسا نکلا صریعت سخت جانی شوق آتش زیر پا نکلا
	دو عالم سامنے میں سر بدلیا رنجیز ہوں وفا سرمایہ دل وقف اندوہ و فغان نکلا
سطوت حسن کرم کا ابر ہی عالم ہوا پلوچھتی ہے موت اندر وہ وفا کچھ کم ہوا میں جسے سمجھا ہوں غم دل کی طرح ہدم ہوا مزدہ احمد دل اہتمام مجلس ماتم ہوا مٹلیا نام و نشان حسرت بر باد ایف سینہ ہر حسرت کدہ تہذیب مخفل دیکھنا یہ سچے لینا گرہ و ولوں جہاں کی کھل گئی در و مندر سیکسی ہوں سیکسی مجھ کو عزیز پھر شب تار عدم ہے اور وہی آشفتمگی حسن رنگ آمیزی وحدت پہ مٹنا چاہیے گرم جولانی تھی پاتے برق کا اک آبلہ وہ دل بدمست قمر صمت پر وہ داراز ہے دیزہ مشتاق تماشا وہ تماشا آشنا تھا وہ کیا سرمایہ جسکو ڈھونڈتے تھے مٹنا	آفتاب صبح محشر قطرہ شبنم ہوا کتنی ہے مہمت کہ آخر یہ بھی تو اک غم ہوا تم جسے کہتے ہو دل وقف گداز غم ہوا پھر حیران شام محنت دیدہ پر غم ہوا پھر دل خوش گشتہ رزق نالہ پیہم ہوا پھر لب خاموش طرف مجلس ماتم ہوا شبیوہ تکلیں اگر نذر اداسے رم ہوا رنگیا جو ٹوٹ کر ناخن وہی مڑھم ہوا سایہ کیسو بھی آخر کیسو ہے پر غم ہوا تم نے جب آئینہ دیکھا اک نیا عالم ہوا شعلہ خس بڑھ گیا بخت اتنا کم ہوا شور مہستی و عدم بھی جسکو زیر و کم ہوا عالم نظارہ پھر کیوں درہم و برہم ہوا میں ہلاک التفات جلوہ پیہم ہوا
ہو گیا ہوں حاصلِ مشق گرانجانی وفا ہمدی یہ ہے کہ در پہلو سے ہدم ہوا	
حق ناموس ہیں نظر کا ہوا دھو جانا	چشم کو نیں کو نقش کف پا ہو جانا

<p>لب خاموش کے پردہ میں لبو جانا          بنے سیکھا ہے گپ بوج صبا ہو جانا          دل پر اور حلقہ آغوش بلا ہو جانا          جسکے ہو نیسے ٹپکتا ہے قفا ہو جانا          ہائے عین اور گرفتار وفا ہو جانا          اب مٹے شکوہ کا مٹا ہو غما ہو جانا          زہرنا کا مٹی قسمت کا دوا ہو جانا          صیقل عشق ہے پامال جہا ہو جانا          عفو کو خط لکھ دست دعا ہو جانا          محو نظارہ نیزنگ قضا ہو جانا          نذر غمخوار سی اندوہ وفا ہو جانا          اشک سے پہلے ٹپکتا ہے جدا ہو جانا          پردہ داری ہے تیرا پردہ کشا ہو جانا</p>	<p>محشر در کی قسمت میں ہر کیا ہو جانا          دیکھو پگالتے ہیں ہم رنگ بہار حسرت          آئیں خوش ہوں کہ مصرت کو ہر احتیاج          دیکھو اوس کے ہونے کو وہ کیسا ہوگا          تم سے کہتا ہوں کہ بیگانہ وازاد ہو تم          بینا زنی بھی ہر سطوت بھی ہر لکھا بھی          در و مندر غم سید ہوں اسے مرگے ہو چھ          درہ درہ ہے یہاں آئندہ حسن کرم          کہنگی عجز سے رحمت کوئی دشوار نہیں          کیا ہے معراج دل و دھڑ دعت آگاہ          کیا ہے سراپا بربادی امید تباہ ؟          چشم ہستی میں ہوں اک قطرہ اشک          جلوہ اپنا منظر اپنی ہے تماشا اپنا</p>
---	---

<p>اوج اقبال دو عالم پہ قدم رکھنا ہے          اسے وفا خاک روئے اہل وفا ہو جانا</p> <p>دکھائیگا مجھے کبخت بخت وادہ گوں کیا کیا          اڑانا میں مجھ اور اراق انداز جنوں کیا کیا          کہ بچوئے ہیں مرے گوش ہمنائیں ہوں کیا کیا          کہ ہمارے دو کو تہاہ او سرخ فزون کیا کیا          یں ہر سو سے ہیں پھر ہر جن وریا جنوں کیا کیا          کھلف بطون نہ کش تیرنگ ہوں کیا کیا</p>	<p>رو لائیگا ابھی جو شدا بیتاب خوں کیا کیا          تم اپنا دفتر تکیں سے محشر دکھا جاؤ          مجھے وہ جو لوگوں عالم دیہر میں ہر تہہ ہوں          دل آندہ ہے فرصت طلب اسوئے بچوئی          بہر آتشبار گر یہ ہی تم دیکھتے جیسا          جلی کا ٹپکتا ہی ! تماشا وضع رعنا ہی !</p>
---	---

الہی پیچھے سے خورشیدِ محشر تا بسجھلو نہیں صدائے صو دا مرگ ناگاہاں! ہنکارتے محشر!	کرو گیا داغ و دفرخ تاب یہ سوزِ دروں کی کیا کیا مری فتر اک نا کامی میں ہر صیدِ زبوں کی کیا کیا
---	--

وفا یہ جائے عبرت ہے کہ آخر طالبِ دنیا لے جاتا ہے دل میں حسرت و نیلے دوں کی کیا کیا	
---	--

تفاخاتِ قیامت پر وہ ہر حسنِ تغافل کا ہوس کو مژدہ سیرابی جاوید دیتا ہوں کہاں سے آ رہا ہے کیوں پیچھے ہو کر نہ ہو داغ آشنا ذوقِ شہاسا میں نہیں رکھتا ابہ کو ڈروسی پیاہ غفلت سمجھتا ہوں متاعِ دست گرداں بگلیا بازِ احسرت میں وہ اندیشہ برگِ سستی کو جسے ناز کی بخشش پتے پتے ہیں مجھے کشمکشائے تمنا کے خوشا محسن خود آرا اے خوشا اندازِ استغنا جھایا و آہوسی حرال میں حیرت سے قدم میرا ہو و عالم و و کورقِ باقیہا اجزائے سہمی میں کمالِ جذبِ جن و عشق کی بہ چاشنی ہو ابد اک پر تو طرقتِ نقابِ ناز ہے اُسکا	وگھا اسے بید لی آئینہ زائونے تامل کا ترا وعدہ ہے پانی نیر کی شیشیرِ تغافل کا اٹھاتی ہے بہارِ ناز پر وہ محسوس گل کا جہاں تہ جرمِ تیری چاشنیہا تجا اہل کا کہ خوگر ہوں ازل سے دورِ صبا تغافل کا دل بدعا ہوتا لگیں فہر تو کل کا قید بن گیا بزمِ چراغانِ حسیل کا کہ میں اندازِ حق ہوں تھو مشنِ تجل کا دلِ صداک شائد ہوتی زلفِ تجل کا قیامت نقش ہے میر کو کفِ پائے تجل کا ترا اندیشہ تارِ کرشمہ ازہ ہے گل کا بھرا ہے خندہ گل سے نگداں شوبہِ بلبل کا ازل گوشہ سے اُس کے واسی بزمِ تجل کا
---	---

مرے بختِ سب کے دن پھر ہیں ای وفا آخر پنا ہے صبحِ محشر پر بھی شایہ شام کا گل کا	
---	--

اب تلخیِ زباں کا امانہ گذر گیا مجھے تلخی ہے خاکِ محیطِ امید میں	زہرا بہ اجلِ گدے میں اُتر گیا سیلابِ انتظار بھی آیا اُتر گیا
--	---

<p>دل پر اجموم یاس نے پھر ہاتھ کھینچا ہاں جاوہ نگاہ کے آثار مٹ گئے سرمایہ امید کے بازار لٹ گئے تمہید اتحادِ خدا ساز دیکھنا! اب میں ہوں اور ماتم شبہا انتظار وحشت کو دیکھ! مشہدِ مجنوں پیچھا گئی وہ دل کہ جس میں یادِ وطن کا اجموم تھا کس سے کہوں کہ سینہ ہے دریائے تشنیں عالمِ فترتِ حسرت و حسرتِ بزمِ رخسار شیرازہ داغ بھی اب تار تار رہے</p>	<p>محرومیِ نصیب سے دل بھی ٹھہر گیا وہ کاروانِ ذوقِ تماشا گذر گیا وہ دل کہاں ہے؟ جوشِ تنہا گھر گیا اقلیمِ جاں کو بدیہِ داغِ جگر گیا ذوقِ نظرِ فردِ زنیِ خوابِ سحر گیا حسرت سے پوچھ ناقدہ لیلے کہ گھر گیا خالی ہوا تو دردِ غریبی سے بھر گیا کیا چپ رہوں کہ قلزمِ خونِ لیں بھر گیا رنجِ وجود کیا ادھر آیا ادھر گیا فیضِ نفسِ علاقہ بادِ سحر گیا</p>
--	--

اترا جگر میں ریزہ الماس بن گیا  
تلاشِ سرشکِ وفا کام کر گیا

### رولف باؤمگروہ

<p>اے بیکسی تجھے ستم ہر ماں نصیب آغوشِ اضطراب کو از جاں نصیب فرصتِ پکارِ تھی ہے غمِ جاوہاں نصیب اک تم تجھے نصیب تھیں وہ جاں نصیب نامہاں عزیز ہیں اور مہرباں نصیب منزل کے آگے شوقِ لپکارِ داں نصیب</p>	<p>میں تھیں راہِ عشق میں ایسے کہاں نصیب پہلو انتظار کو دردِ نہاں نصیب تنگ آگیا ہوں قیدِ امیدِ نشاط سے اتنی سی بات پر ہے تمنا کا فیصلہ اغیار سے شکایتِ بیجا نہیں رہی وامذہ ہوں کشاکشِ راہِ فنا پوچھا</p>
<p>عظمتِ سناگئی کہ نوزیدِ اباں ہے اب تم دیکھ لو نگاہِ سوئے آسماں ہے اب</p>	<p>فتنہ ہلاکِ جلوہٴ حُسنِ نہاں ہے اب ہاں رحمتِ عینو کہ دھڑکتا ہے اب</p>

<p>وہ امتیازِ خلوتِ جانان کہاں ہے اب آنکھیں میں اور تلخیِ خوابِ گراں ہے اب زخمِ جگر سے ڈر کا قلمِ خوشنماں ہے اب جب ہاتھ دک گیا ہے تو خیرِ دل ہے اب تقدیر کہہ رہی ہے کہ فرصت کہاں ہے اب بالیں یاس پر قلمِ جاوداں ہے اب پہلو میں سازِ دوشنی بزمِ جاں ہے اب بدہ میں شردہ اجلِ ناگیاں ہے اب اے بکیسی وہ ذوقِ تباہی کہاں ہے اب گویا ترا شریکِ ستم آسمان ہے اب</p>	<p>وہ التفاتِ جلوۂ بہناں نہیں رہا ! راتیں ہیں اور گوشہٴ تمنائیِ عدم رستے کئے ہیں صاف تری تیغِ ناز نے ہے ہلاکِ طرزِ تغافل ہے اک جہاں تبدیر یہ کہ دونوں جہاں کو لپیٹ لیں مرا ہوں اور ماتم یک عمرِ آرزو برقِ نظر سے پھونک رہے ہیں سلاخِ دل داغِ جگر سے یو جھ رہے ہیں نشانِ دل لئے کوٹ چکا تھا مگر آج لٹ گیا ذوقِ ستم کیساتھ ہے اک چاشنیِ رشک</p>
--	---

کیا خوار سی اسید و قافل چھٹا گئی  
کجنتِ بواہوس بھی مرا ہنر باں ہے اب

### رولیفِ تہا کے فوقانی

<p>ہاتھ میں عمرِ نہ کے ہر وہ دشتِ ابروئے دوست آتی ہے بالش سے بیزلفِ غزلوئے دوست آجیواں سے بھر تھا ساغرِ انوئے دوست پھر رہا ہے سچ آنکھوں کے قد و جوئے دوست بزمِ میں تندر اگر ایسی رہیگی خوئے دوست تند بادِ حشر بھی نکلی ہوئے کوئے دوست آگیا ہے ہاتھ میں گویا لکیرِ سوئے دوست</p>	<p>ہاں دلِ ناداں ذرا جانا سنبھل کر سوئے دوست خواب میں چو اب اسکو دکھائی دے گی نہر رکھا جبوقت میں نے جانِ تجھیں آگئی دیکھو اب کون سی آفت مجھے پیش آئیگی دیکھ ساقی نشہِ نگر بادہ بھی اڑ جائیگا آئے آتے رہ گئی گورِ غریباں کس طرف سجھے ہم طولِ شبِ تارِ عدم کو دیکھ کر</p>
---	---

آسمان سے اسوفا کیا کیا توقع ہے مجھے

	وہ نگاہ ہے سوئے دشمن جو کبھی کسی سوئے دوست	
<p>وہ حسرت آنری حسرت لذت بازار کی حسرت سیر شوریدہ کو محشر میں ہے دیوار کی حسرت کہاٹنے آگنی ہے بیچ میں تکرار کی حسرت مرے غم سے ہے وابستہ مرغ غنوار کی حسرت کہ میں ہوں اور فریب عقد دیار کی حسرت ابھی بازار میں ہے گری بازار کی حسرت کفن کیسا آغوش وصال یار کی حسرت دل خوں گشت میں تاب نگاہ یار کی حسرت نہنگی بواہوس کی آرزو اغیار کی حسرت کھٹک جاتی ہے دلیں تار بازار کی حسرت</p>		<p>لحد سے منہ چھپا کر روئیکہ بیمار کی حسرت قیامت ہے جنوں شوق آفت کار کی حسرت ابھی ہے جلوہ کیتا حجاب بن ترانی میں کسی کی جان ٹکلی کسی کے کام ٹکلی مرے گوش تمنا پر بھی آخر رحم فرماؤ دل نا کام شے تھے بھی سونگ لاینگا بدن اگر تو نکاح قبر میں دیکھو اک لیشی ہے ستم اسے گرمی اندیشہ مثل روح مگھلتی ہے ہلاک شیونہ ہے بیوفائی میں سمجھتا ہوں پچھیر اسے نوبت وہ دو جانسی اچھوش رہو</p>
	<p>وفا اکدم کی فرصت اور پھر شکش ہے ہے خیال خواب ہے اور دیدہ بیدار کی حسرت</p>	
<p>ٹکلیا نام بھی ناموس وفا کی صورت ملنے دولوں جمال بند قیام کی صورت ہر رگ سنگ رگ مچ صبا کی صورت یزم کھنچی ہے بے ہوش ربا کی صورت پھر نہ کیوں کبھی اندوہ وفا کی صورت خار صحرا ہے بے ناخن پا کی صورت پیلے پہچان لوشستاق جفا کی صورت تافلے میں لٹتی کف پا کی صورت</p>		<p>پوچھتے کیا ہوں دل میسر دیا کی صورت اک تمھاری گہرنا ہے نظم و جو ناز اگر لیشہ دواں ہو تو ابھی چلتی ہے کشش جلوہ ساتی کے تاشے دیکھو ذالہ و دیدہ امید میں تھوڑے کف خاک عقہ آبلہ کھوے سے نہیں ٹھل سکتا قتل عام اور نگاہ غلط انداز استم اسے خوشاد لکشی جاوہ سرمترل و دت</p>

<p>قطع اسباب متنا کے بھی کیا کہنے ہیں تم نے محشر کو بھی اک کھیل بنا رکھا ہے</p>	<p>لو زباں گم ہوئی تاثیر دعا کی صورت آنسو خانہ نیرنگ ادا کی صورت</p>
<p>اے وفا قافلہ محنت کے ہیں پیچھے پیچھے گھر سے ہم نکلے ہیں آوازِ در کی صورت</p>	<p></p>
<p>ردیف حاکم محلہ</p>	<p></p>
<p>اے خوشا حسن فروغِ طالع بیدارِ صبح ملنے بچہ خمائے شب سے یہ آتا ہے صبح نالے اٹھتے تھے دلِ شب میں کہ غفلت چھٹی بخت ختمہ کو ملی ہے لذتِ خوابِ گراں ایک شب بکرا طرہ شب مجموعہ شبہا قدر عرضہ محشر کی ردق اک تمھارے دم سے خاکِ اوقافِ حقیقل اندیشہ حسن ازل گوشہ مرقد سے اپنا مطلع خورشیدِ حشر آپ کے جلوہ سے اونچا آپ کا عالی دماغ تیرے ہوتے اک دھواں بزمِ چائے انجم زندگی اپنی فروغِ حسن کا تھا سلسلہ اے ترالقیں قدم سر پایہ لطف بہار</p>	<p>آپ کے آئینہ کا زنگار ہے زنگارِ صبح خندہ صبح وطن ہے خندہ بیمارِ صبح رگنی ہے چلکانِ نبضِ فرصت بیمارِ صبح جس طرح بیدار دل کو دولتِ بیدارِ صبح صبح سے پہلے یہاں نکلا ہوئی تکرارِ صبح ہاں اطلوعِ مہر سے ہے گرمی بازارِ صبح دورہ دورہ اجوہر آئینہ دیدارِ صبح میرے آغوشِ تصورِ مشرقِ انوارِ صبح آپ کے منظر کے نیچے دیدہ بیدارِ صبح تیرے آئے شبنمِ ستاں ہے بجلی زارِ صبح موت نے تارِ نبض توڑا کہ توڑا تارِ صبح اے تری خاکِ قدم ہے غارِ خنجرِ صبح</p>
<p>دن مجھے نکلا شبنمِ ستانِ عدم میں اے وفا رہنائے مرگ تھے کیا ناہائے زارِ صبح</p>	<p></p>
<p>خوشیوں سے کھلی پریشِ نہاں کی طرح ہدل گئے ترے انداز بھی زباں کی طرح</p>	<p>نگاہِ بیچ میں پھرتی ہے ترچھاں کی طرح نہیں بھی منہ سے نکلتی ہے اب تو ہاں کی طرح</p>

<p>کماں ٹنگلے چلے حسرت نہاں کی طرح          زمیں دہاتی ہے اب ہم کو آسماں کی طرح          حیا بھی بڑھنے لگی غمزدہ نہاں کی طرح          ذرا سی چھڑ ہے جان نہجیاں کی طرح          بدن سے چھینچہ ہیں روح کو نہاں کی طرح          بہار آئی ہے اس باغ میں خزاں کی طرح          صلائے قتل بھی ہے مژدہ امان کی طرح          تری بلا ہو مرے عشق بدگماں کی طرح          جو دشمنی میں بھی پیش آئے مہرباں کی طرح          اجل بھی آئی ہے چھکے غم نہاں کی طرح          ٹنگلیا نفس واپس فغاں کی طرح</p>	<p>اوھر تو آؤ کہ پھر دل میں ہم تھیں کھلیں          پس رفتا زما متیا ز پست و بلند          کہاں ہے شیوہ تمکین ذرا خبر لینا          ٹھٹھہ را بھی اسے کاوش سر مرگاں          یہ ایک تھوڑی سی ہے اُن کی شان پھر کی          شکست رنگ سے چکا ہر رنگ شاہ عشق          وہ دلفریبیۃ التفات ہوں کہ سب مجھے          جو حسن صاف تو دل صاف اور آنکھ بھی صاف          وہ دوستی میں خدا جائے کیا بلا ہر گاہ          ستم تو یہ ہے کہ اب تک حجاب باقی ہے          جو ہم صفت گلا گھونٹا ہاں لیکن</p>
---	--

وفا وہ ذکرِ صیبت کو کیا سمجھتا ہے

سنی شکایتِ دل جس نے مہرباں کی طرح

رو لیت خائے مجھ

<p>جلوہ بیباک نگہ شوخ تماشا گستاخ          شوق بہت ہے اور سوت تمنا گستاخ          گردشِ قیس سے بہ چٹمک لیدا گستاخ          دل ہے مشتاق لبِ زخمِ تمنا گستاخ          لو ہوا جاتا ہے عنوانِ تقاضا گستاخ          کیوں نوشیوہ بزمِ گل و صہا گستاخ          پردہ محلِ لیا بھی ہے کتنا گستاخ</p>	<p>بزمِ نقارہ ہے پھر آج سرا گستاخ          تم ہو آنوشِ تصور میں کہاں کی ٹکلیں          ساتھ وحشت کے ہے رسوائی شوخی ہے ہے          مژدہ ذوقِ ملک افشائی شورِ محشر          مازِ بیجا سے بڑھی جاتی ہے شانِ ابرام          رنگِ بن کر رخِ محفل پہ تم آ جاتے ہو          پردہ دیدہ مجنوں سے اشارے کیا کیا</p>
---	---



<p>شیوہ سادگی حسنِ دل آرا گستاخ کیوں ہے تم سے لسیہ پائے صہبا گستاخ ہو چلی ہے نگہ آہوئے صحرَا گستاخ</p>	<p>چھوڑ دو گوشہ خلوت! کہ نظر آتا ہے کیوں نہ ٹپکے لبِ خاموش سے خونِ حُرّت شوخی پر وہ لٹشیں کی بھی خبر ہے تم کو</p>
<p>بینیازی بھی تو پہلو میں لگی بیٹھی ہے اسے وفا شانِ کرمی سے نہونا گستاخ</p>	
<p>روایتِ دالِ مہملہ</p>	
<p>طور پر گرنے لگی برقِ فنا میرے بعد منہ دکھائی گئی کسے تیری جیامیرے بعد کتنے کوتاہ ہوئے دستِ قضا میرے بعد ہوتے ہیں ناوکِ بیدادِ خطا میرے بعد وہا وہ ترے بوسے میں مڑا میرے بعد</p>	<p>دل جلانے کا وہ منقلبِ نہا میرے بعد کون پوچھیکا ترسی شرم کو امیرِ دُشمن اسکی مڑگاں کی خلش سے نہیدتا کوئی ملکی خاک میں اسے دستِ فلکِ شوقِ تری ہے یہ سیدہ کہ بے مانگے ملا کرتا ہے</p>
<p>حُسنِ عشقِ ستم کون سے کجا مجھ سے روینکے جھکو و فانیں جفا میرے بعد</p>	
<p>مراحتِ یاس سے امید کی محنتِ برباد چشمِ امید ہے پا مالِ مروتِ برباد حالِ عصیاں ہے زبوں لذتِ طاعتِ برباد یاس کے پردہ میں ناموسِ قیامتِ برباد دل سے پیلا سخی بنائے غمِ الفتِ برباد کیا یہ کوشش ہے کہ مو کو شش بہتِ برباد اک اشارہ میں ہے رنگِ خجرتِ برباد میرے ہاتھ تو تھے ہوئی ہے مری قہمتِ برباد</p>	<p>نازیبِ جاس سے سرمایہ طاقتِ برباد عالمِ آباد ہے اور عالمِ ہمتِ برباد ستمِ تگنیِ فرصت سے ہے فرصتِ برباد لبِ خاموش سے کی صورتِ محنتِ برباد دونوں عالم میں امانت کو آخر پھرتے تھے وعدہ کیسا تھے تغافل کی جھلک ہے ظالم بیدلی لوطِ چکی ایسی بہاریں لاکھوں زرقِ افسردگی مضبوط! ہوا نالہ دل</p>

دوہم نظارہ سے ہے آئنے خانہ تاراج لن ترانی نے شبستان میں پھونک دیا اُن سے بھی ہم نے دم نزع و عافیت لیں میں کے جاؤں تراخانہ راحت آباد	پہلے حیرت سے ہوا دیدہ حیرت برباد وحدت سادہ سے رنگینی کثرت برباد وہ بھی کہتے ہیں یہ کجنت محبت برباد تو بھی کہدے کہ تراگوشہ محنت برباد
--	---

وقت آخر ہے وفا دور ہے ہشیاری کا اب کوئی دم میں ہے سینا غفلت برباد	
روایت رائے محلہ	

کام آساں نظر آیا مجھے مشکل ہو کر دو جہاں مجھ کو ملے ہیں تیش دل ہو کر کس پر آتا ہے یہ الزام خدا خیر کرے کون سی بات ہے آئینہ میں جو عجیب نہیں وحشت بیکسی شوق لئے جاتی ہے خواہش مرگ سرِ شہنا امید سہمی پردہ پوشی بھی منے دیکھی اللہ اللہ نشہ خوابِ عدم سر نہ بیداری ہے صفتِ محشر ہے مرا حلقہ آغوش نہیں دل میں رہ کر بھی تنہا کی خبر رکھے نہیں میری نظروں میں ہے خورشید قیامت کی آنکھیں پھر اٹھیں لگیں شرم کا پردہ بن کر گلہ آشکی شوق ہے اک طولِ امل یترہ بخشی سے خار و زجر کو حصہ	حاصل عمر ملا حسرت حاصل ہو کر اک نظر دیکھ تو لوں دیدہ بسمل ہو کر میں تھیں بھول گیا غیر پہ ماں ہو کر بیٹھے تو جاؤ ذرا میرے مقابل ہو کر نقشِ پاؤں کے بڑھا دور ہی منزل ہو کر آخر اٹھے نہ کہیں وہ گرہ دل ہو کر سائے آتی اجل خستہ قاتل ہو کر آنکھیں کھل جاتی ہیں اس پردہ غافل ہو کر کیا بچے جاتے ہو؟ اغیارِ منشِ امل ہو کر قافلہ سیکڑوں گزرے پس محل ہو کر برسوں پہلو میں رہا آبلہ دل ہو کر لو وہ پھر آتے ہیں رنگین مغل ہو کر سلگئے خاک میں آخر لب ساحل ہو کر رہ گیا ہے رخِ افسوس پہ اک تپ ہو کر
---	--

کیا کیا پردہ تقدیر سے حامل ہو کر  
بھیک اغیار سے اک دو کھکھیل ہو کر  
طو رکیوں جلنے لگا چچ میں حامل ہو کر  
رنگیا سینہ فریاد اگر رسل ہو کر

صاف آتا ہے نظر تم جو مٹائے دے  
اہل دنیا کی طرف دست دعا کیوں اٹھیں  
جلوہ اُن کا ہے کلیم اُن کے ہیں امین اُن کا  
اثر غمزه شیریں دل خسرو میں سہی

اے وفا طالع ناشاد کو رشک آتا ہے  
ہم رہے جاتے ہیں نقصان میں کامل ہو کر

کھلتا ہوا ہے رنگ تبسم شرار پر  
دیتے ہو پھر کزک مجھے زہر خمار پر  
شب نم نے گھر کیا ہے مگر لوگ خار پر  
مرتا ہوں تیرے وعدہ بے اعتبار پر  
پڑتا ہے ہاتھ حسرت آغوش یار پر  
میرا بھی حق رہا ستم روزگار پر  
ذوق تک فشانہ گفتار یار پر  
راہیں مٹی ہوئی ہیں ترے رگزار پر  
وعدے بھی ہو رہے ہیں مرے اعتبار پر  
برق ستم چراغ ہے میرے مزار پر  
پردہ سا پڑ گیا ہے رخ انتظار پر  
کھولی ہے آنکھ وعدہ دیدار یار پر  
رحمت برس رہی ہے دل سو گوار پر  
ہم کو ہے ناز حسرت بوس و کنار پر  
پڑتی ہے آنکھ دور سے آئینہ دار پر

ہر پردہ میں ہے جلوہ پہناں بہار پر  
عہد وفا ہے خوشے تغافل شہار پر  
دل کا نپتا ہے ہستی نا پائندار پر  
جیتا ہوں تیری کشمکش انتظار پر  
اے بیکسی عاشوق ذرا دل کو تھامنا  
میں کیا سنا کہ شعیوۃ بیدا دمٹ گیا  
وہ کون تھا کہ زخم جگر کو لگا گیا  
کیا قافلے ہیں ترے انتظار میں  
میری وفا بھی آگئی دام فریب میں  
قسمت تو دیکھ اصرار محشر ہے پاساں  
کچھ مرگ ناگماں بھی تسلی فزا نہیں  
دیکھیں ازل میں عشق کی عالی دماغیاں  
کچھ ٹوٹی پڑتی ہے شب فرقت میں مکی  
بستر ہے گرم کشمکش انتظار سے  
ہر ذرہ جفات ہے آئینہ ذات کا

وہ بزمِ عیش اور یہ انسر و گئی دل وہ سر اٹھائے دیکھ رہا ہے قبولِ خاص آئینہ رکھو طاق میں غم کچھ نہیں رہے اسے چرخِ برق آبد یا کو سب خال پگھلا دیا ہے جلوہ آہن گداز نے ریخ گرس نشیں سے مجھے اک نیازِ خاص اس رنگ میں ہوں ایک کراچا ہوا لکھو	بیٹھی ہے گردِ دامن صبح بہار پر بیٹھا ہوں بابِ رحمت پر درگاہ پر شوخی پھیل گئی نگہِ شرمسار پر تھک کر گری ہے نالہ بے اختیار پر آئینہ آبد ہے دل بے قرار پر دشمن کو ناز گردشِ یل و نہار پر ہے اعتمادِ طالع ناساز نگار پر
--	---

افسردہ خاطر سی نے وفا کھو دیا مجھے افسوس ہے طبیعتِ مضمون نگار پر
---

یہ خونِ عاشقِ ثابت قدم ہو تیری گردن پر نشانِ جس کو چھپائے وہ طلسمِ بنیانی ہوں یہ تمکین جیسا ہے جو تجھے بھی رو لگاتی ہے نئے انداز سے شانِ ترقی جلوہ فرما ہے تیاکِ حسنِ عالمِ سوز کا انجام کیا ہو گا اگر آواہِ سطوت ہو تیری شانِ یکتائی حیا پھرتی ہے کو نے جھانسی پہلوئے گمانیں دکھایا عالمِ کثرت میں بڑھ کر جلوہ حیرت	ہوئی تلوار گاجو ہر پری جو چھینٹ ڈال رہی قیامت ایک پردہ بن گئی ہو میرے مدفن پر وہ شوخی تھی کہ جسے ہاتھ ڈال رہے جو بن پر مجھے برقِ فنا بھی اک دشمن سے نشیں پر تجلی کچھ جھلکی پڑتی ہے آپ ہی آپ کین پر عجب کیا شیخ بھی تو بہ کرے بہت بہن پر نگاہِ شوخ نے ڈالا ہے پھندا چیم برفن پر تماشا ہے کہ پردہ اور اک چھوڑا ہو بطن پر
---	---

وفا و نیامیں آتی ہی زمین دیکھی فلک کیجا اہارسی بیسی نے آنکھ بھی کھولی تو دشمن پر
---

سیکھ میں پڑھنشینوں نے یہ رامیں کیونکر غیر کو چاہنے بیٹھے تو خبر کس کو ہوئی	پار جاتی ہیں کلیجہ سے نکلا ہیں کیونکر مجھے اب پوچھتے ہوں تم تھیں چاہیں کیونکر
---	--

شہ جی ہماز کی چوٹوں کا اٹھانا کیا ہے دم نکل جائیگا اس پردہ نشیں گھٹ گھٹ کر شوخی غار و غبارِ تمھارے دشمن سیدھی باتوں میں لگاؤٹ کے یہ ہیلو کیس	تیرے اندازِ نزاکت سے نباہیں کیونکر تیرے بیمار کراہیں تو کراہیں کیونکر پڑتی ہیں دل پہ یہ دُزدِ گداہیں کیونکر اچھی صورت پہ برائی کی یہ راہیں کیونکر
---	--

اسے وفا دست ستم روک لیا کیا اس نے نگلی ہیں سینے سے رکتی ہوئی آہیں کیونکر	
---	--

ہائے وہ دل پر پھسلا جائے والِ اندوں پر میں تو بکیں ہوں سدا رہے گرا نیچائی کا اسکو جو فتنہ مٹائے کیا قیامت ہوگا کیا مزہ آئے جو پچان کے بختے رحمت نفسِ سرور سے کیا صاف جلایا دل کو تو نے اسے طبعِ خوں جان سے کھوایا جھکو	ہائے وہ قطرہ شبنم جو گیسے خاروں پر تو ہے سفاک بھر دسہ مجھے تلواروں پر بکیسی چا۔ طرفِ نقش ہے دیواروں پر پر وہ چھوڑا ہے نہامت دگنہ گاروں پر دیکھ کر لوٹ گئی برقی بھی انگاروں پر پر سنشِ غم کا بھی الزام ہے غنواروں پر
---	--

آپ بدنام ہنوں جو صلہ فرسا ہو کر ہائے تم آئے ہو اب گرم تماشا ہو کر حسنِ کھنچتا ہے کبھی نازِ سنس بچا ہو کر پر دہ رکھا ہے اُدھر دیدہ ہوئی ہو کر دو جہاں آئے ہیں اک تازہ تماشا ہو کر عالم اک شیشہ دلِ شیشہ دلِ لہرِ نازک ثرہ اسے کشمکشِ جاں کہ نظر آتی ہے غشِ دل سے ہے رونیکا بھی رونا جھکو مٹی وحدت کی تجلی میں تجلی گم ہے	جھکو مٹا ہے مگر نقشِ ستم سنا ہو کر اٹھکے دونوں جہاں شرم کا پردا ہو کر ہاتھ بڑھتا ہے کہیں شوقِ زلیخا ہو کر اور اُدھر یاروں نکالے دیدیضا ہو کر دیکھ! دیکھ! نگہ دیدہ عنقا ہو کر تھکو چلنا ہے رگ موقہ صہب ہو کر قطع اسید بھی مرنے کا سہارا ہو کر اشک آنکھوں میں چھپے ریزہ مینا ہو کر رگہی صبح ازلِ پُنبہ مینا ہو کر
---	---

بزم کثرت پہ کھلے جو ہر کیستا ہو کر  
 حوصلہ ٹوٹ گئے ساغر و مینا ہو کر  
 روح کھینچتی ہے اسی دور میں مہمبا ہو کر  
 جلوہ خواب رم آ ہو صحرا ہو کر  
 دیدہ قیس پہ ناقہ لیلا ہو کر  
 بیکسی چھائی ہے گھر میں شب یلدا ہو کر  
 آج آئی ہے تیا مست غم فردا ہو کر  
 چھپ گیا مہر قیامت کہیں غنقا ہو کر  
 جھکو کیا چاہتے خود دین و خود آرا ہو کر

واہ کیا دامن تنزیہ میں چھپ کر نکلے  
 بادہ بی رنگ ہے نچھانے ہوئے نام نشان  
 موت پھرتی ہے اسی بزم میں ساتی بنکر  
 اسے جنوں ہم کو عدم میں بھی نظر آتا ہے  
 دیکھ اعجاز محبت! کہ پتا دیتا ہے  
 مژدہ اسے محبت سیہ اپنے سے کم ہوتا ہوں  
 اپنا انجاء محبت بھی ہے آغاز بلا !  
 عالم بیکسی عشق ہے وہ وحشت خیز  
 لاکھوں عالم تری نظروں سے گزر جا آہیں

کشتہ پاس وفا ہم بھی ہیں تو دار ہنا  
 اسے لب گور لب زخم تمنا ہو کر

بزم عالم پیچھے آتے ہیں غبار کاروان ہو کر  
 گھٹنا جاتا ہے دم آخر کو صعبے زباں ہو کر  
 غبار حشر اٹھیکا بہار جاوداں ہو کر  
 وہ دل جو رنگیا تھا نقطہ پر کار جاں ہو کر  
 مرے غجر قلم سے سر اٹھایا آسماں ہو کر  
 تماشا صورت مہتاب چہروں و عیاں ہو کر  
 نوید امن بھی آئے تو مرگ ناگہاں ہو کر  
 کلک عنوانِ دل البہائے خاموشیاں ہو کر  
 رگ امید میں پھر گیا نشتر رواں ہو کر  
 وہی تم ہو کہ آئے ہو گیت ہی میں جاں ہو کر

چلے ہنگامہ کثرت سے کیا دامن کشاں ہو کر  
 بھرا آتا ہے دل اک قلم خونِ بیاں ہو کر  
 چلا ہے شوق نگین خاک میں نشید و داں ہو کر  
 مٹا جاتا ہے وقف گردشِ ہفت آسماں ہو کر  
 شرف پایا ہے تاج رسول و جہاں ہو کر  
 تجلی امن دل میں رہی دل سے نہاں ہو کر  
 اگر آجاسے اک جھونکا لپ پینیا زنی کا  
 خدایا تیری رنگ آمیزی قدر کے قطر میں  
 ابھی شوخی نے ذکر و تذکر چیرا شرم زد کا  
 وہی تم ہو کہ رہتے ہو مر دِل میں قلق بنکر

<p>اگر تم آؤ بھی تو آؤ آنکھوں سے نہاں ہو کر قیامت آئی ہے آئینہ خواب گر اں ہو کر زمین کو تپتا ہوں داد خواہ آسمان ہو کر جہاں نقش شکست رنگ عمر جاوداں ہو کر لامہ زخم تازہ دل کو چشم خنکشاں ہو کر خموشی کد رہی ہے جنبش نبض میاں ہو کر تھیں الضات سے کد و کون کیا نہیاں ہو کر ہمارے کیوں نہیں مچتے مدد کی گماں ہو کر دل بیدست و پانڈرے نیرب امتحان ہو کر چراغ خانہ امید چشم خنکشاں ہو کر آریگی گرمی خوں جو ہر تیغ رواں ہو کر وہاں ناموس وحدت پھر رہی ہے پاساں ہو کر رہے چاکر گریبان کفن پیوند جاں ہو کر کہ ہم بیت الحزن سے نکلتے ہیں روح فغاں ہو کر سنا جاتا ہوں میں بھی نقش یاسے رہ رطل ہو کر</p>	<p>بلال جلوہ بیرنگ ہوں رنگِ نضر کیسا زمانہ و کچھ لیک گنجائشِ غم کی پریشانی یہ مظلومی پھڑوس پر شیبہ دیوانگی ہے ہے مبارک ہو بہارِ زندگی کو جلوہ آرائی خوشا جوشِ تجل اے خوشا طوفانِ معانی تہ لب سو خزن ہیں سیکڑوں دریا مجبوری جواب شکوہ قطع تعلق پوچھتے کیا ہو مکلف بر طرف! حسن نگاہ پر داء آتا ہے ستم اے ساو گیا سائے تماثل کیا آخر غضب اے گریہ ہائے ہیما با مجھ کیا آخر تھیں کد و کشن صیقل ناز و ادائب تک جو تم دل میں ہو پھر کونین سے باہر ہو و خلوت مختاری شان ستاری ہو پردہ بینوائی کا ہماری آتشِ گل میں دروہے رحمت کماں کو ہرات راہ معنی آفریں بر غالب و موثر</p>
---	--

وہ قیدی ہوں و قیاد و شقت مجھ کو تپتا ہے

نفس آذر نشاں ہو کر قلم آتش زباں ہو کر

روایت رائے مجھ

<p>سب مری خانہ خرابی کے ہیں انداز ہنوز گھات میں ہے فلک کہ تفرقہ پر دانہ ہنوز مدعی کہتے ہیں اس کو غلط انداز ہنوز</p>	<p>یہ پھرتی ہے مجھے وہ کششِ ناز ہنوز کام میں ہے اثرِ گردشِ قسمت اب تک نگہ یار اڑاتی ہے نشانے کیا کیا</p>
---	--

دل سے آجاتی ہے اک درد کی آواز ہنوز آنکھ سے نکلی نہیں وہ نگہ ناز ہنوز ہنوزی آئے شوق کی پرواز ہنوز لیکن آئی نہیں وہ طاقت پرواز ہنوز	مٹ گئی گرمی فرباد کی شدت! لیکن ہر گے محفل عشاق میں چرچے کیا کیا! دل ہی اب ٹٹنے لگا دیکھ نہ کنا ظالم برسوں گزرے ہیں کہ صیاد نے چھوڑا ہر گچے
--	---

اے وفات ترک وطن سے کوئی راحت نہ ملی وہ جو اک درد تھا دل میں تو ہے ہزار ہنوز	
--	--

### روایت سین مہملہ

برگ گل پھینکتا ہے مرغ گرفتار کے پاس سو تہی نظر آتی ہے وہ غنچہ کے پاس گھر انھوں نے جو بنایا ہے تو بازار کے پاس رکھ دیا پارہ دل کو سر پہ خار کے پاس تھک کے بیٹھی ہے قیامت تری یار کے پاس اگلی ٹوٹ کے زندانِ قلعہ خوار کے پاس	کیا گزرے صیاد دل آزار کے پاس تیرے بیمار کی بالیں پہ کھڑی ہے حسرت بار بار آ کے وہ ٹھیراتے ہیں سودا دل کا شاخ گل دیکھ کے سامانِ خلش یاد آیا تیرے دروازہ پہ فتنوں نے لیا دم اگر زاہد راحتِ باری بھی برنگِ تو بہ
---	---

میری خواری ہی قیامت میں مرے کام آئی کوئی آیانہ وفا مجھ سے گنہگار کے پاس	
--	--

### روایت کاف عربی

فغانِ الخیر کب تک صد اہلِ الہام کب تک کعبہ کا خانہ حسرت بختیں آرام جاں کب تک سرِ پامال اپنا اور یہ باوگراں کب تک اٹھیکا آتش خاموش سے آخرِ دھواں کب تک بتاؤ گے فناں اور پھر ہو گے بینشاں کب تک	رہینگے مور شیون زار سے کام نہ باز کب تک یہ شوق سا دیکھا ہے تناسل نہماں کب تک رہوں منت کش غنچہ ارغی مہفت سماں کب تک دلِ افسردہ اور سر گرمی آہِ دفغان کب تک تختہ را وعدہ صدر رنگِ بید و ساں کب تک
---	---



<p>نصیب دودستاں میثق مرگ ناگماں کبتک  کماں کی خود نمائی رحم کرے شان بیکتائی  تغافل پرتلوں کا اثر کیونکر نہیں پڑتا  کماں کی وضع حسن و عشق کو آرام سے بیٹھو  ستم اسے مرگ بے پروا نہ صیتا ہون مرتا ہوا  پتہ چلتا ہے خون آرزو کا تا سر محشر  دو عالم کیے غش بنگیا ہے صدمہ محشر  ازل سے تاابد ہونا تھا جو کچھ ہو چکا ہے  ہماری سادگی عشق کی پرکاریاں دیکھو  ابھی اسے صورتِ مہماندگی تجھ کو بھی مٹا ہو  ہوئی فرصت تو مرگ ناگماں، ہم بھی پوچھ گئیے  نچوٹکی نگاہ شرمکین سے وضع خود داری  خبر لو کس کے حسن پارسا پچرن آتا ہے  حریت کو کشش بجا دل آرزوہ کیا ہوگا</p>	<p>چلیں گی ہاتھ سے پہلے تری تیغ رواں کبتک  بھر گیا رنگ تازہ جلوہ حسن بتاں کبتک  دلِ نا کام وقف آرزو ہائے نہاں کبتک  مجھے پاس وفا اور تم کو فکر امتحاں کبتک  پھر کی سائے آنکھوں کا یہ تصویر چاں کبتک  خوشی سے ٹپکتا جائیگا رنگِ بیاں کبتک  کھلیگا آپ کا یہ طرہ غبر فشاں کبتک  تکلیف کا بیکسی کا منہ یہ صبر بے زباں کبتک  رہو گے اپنے سن بدگماں سے بدگماں کبتک  رخِ افسوس پر رنگِ عبا رکارواں کبتک  یادِ خاک میں امیدیشِ جادواں کبتک  تکلفِ بطن ہاں بطن کیے تو ہاں کبتک  ٹرکے شوق رسوا سے گاہ پاسباں کبتک  رگِ امیدیں وہم و فالتیہ دواں کبتک</p>
--	--

وفا دل بھر گیا اندیشہ سائے روز افزوں سے  
زمین سے آسماں اور آسماں سے لامکاں کبتک

### روایتِ لام

<p>ادھر دیکھ جوشِ شباب اولِ دل  ابدا ایک پردہ ہے بے پردگی کا  حیا آگئی بچ میں آخر آخر  قیامت کے خاکے اڑا بیگیا ہے</p>	<p>اچھی سوچِ طرفِ نقاب اولِ دل  نظر آئے ہو بے حجاب اولِ دل  نگاہوں سے ٹپکا عتاب اولِ دل  مرا شوقِ خانہ خراب اولِ دل</p>
---	---

ازل سے صیبت کا ہے صا دھچپہ بتاتی ہیں ساقی کی دلکش او اینیں ادھر ہے تھا خنائے مکرار حبلیہ	ہوا تھا یہی احتساب اول اول لکھنچی روح بکتر شراب اول اول ادھر دیکھے وہ جواب اول اول
--	--

وفا طالع خفتہ سے لڑ گئی ہے کوئی چشم بدست خواب اول اول	
--	--

اور ہو سکتی نہیں اسکے سوا تعبیر دل صبح ہوئے مگر گیا میں صدمہ فریاد سے کیا رکھوں ای جی مرگ ناگمان کیواسطے کیوں اسیر دام غم ہے کچھ بھج بھی یاد ہے یاسے چشم یاس ہر ہر علقہ تیر سی زلف کا یاس نے توڑا طلسم بیچ و تاب آرزو	دل تری تصویر ہے اور تو وہ تصویر دل رہنائے مرگ نکلا نالہ شہبگیر دل غم گریباں گئے جاں ہے درد و امنی دل تو کبھی کرتا تھا اسی صیاد دل تسخیر دل یا اسی فراق میں تھے سیکڑوں بخیر دل مزدہ آزادی کو ٹوٹے حلقہ زنجیر دل
--	---

چھوڑا رباب ہوس کو اور اہل دل سے مل گر بنایا چاہتا ہے اے وفا اکسیر دل	
---	--

ردیف میم	
----------	--

لیونکر نہ بد دماغ ہوں شکستہ صحن سے ہم ہیں سادہ دل کھٹکتے تہیں راہزن سے ہم عزبت نے صورت اپنی کچھ ایسی بگاڑ دی جو تھا نصیب شمع سے باقی رہا ہوا وا حسرتا کہ سوتے ہیں پہلو گوہر میں گوشتہ تھا اپنے رنج پر کسی کی نقاب کا ما تم ہے گھر میں اور نہیں اٹھے ہائے ہائے	تو نے ہوائے ہیں زلف شکوہ شکن سے ہم چلتے ہیں لکڑاوس نگہ سحر فن سے ہم سنہ کو چھپائے لیتے ہیں یاد وطن سے ہم وہ داغ لیکر آئے تری انجن سے ہم یا ہم بغل تھے ایک بت گدین سے ہم یا منہ چھپائے لیتے تہیں اکفن سے ہم یا چونکتے تھے نغمہ مرعہ چمن سے ہم
---	--

ہو در آب و گل میں تو راحت کہیں نہیں	فریاد بننے نکلے ہیں بیت الحزن سے ہم
خوابِ عدم میں حشر کا کھٹکا لگا رہا	غافل ہوئے نہ فتنہ چرخِ کہن سے ہم

کس طرح خاص سے ہیں وفا ہم غزل سرا  
ہاں داد چاہتے ہیں کچھ اہل سخن سے ہم

اب چھوٹے ہیں قیدِ غمِ زندگی سے ہم وہ اتفاقات خاص ہے اور یہ ضربِ عام جیسے بھی کہیں تو جیتے ہیں مرنگی اس پر پھر جنتِ امید ہے اور باغبانِ شوق رسوائیوں کو فردہ ہو کھل کھیلے ہیں پھر دشتِ نصیب شوق ہو کچھ ڈھونڈتے ہیں پھر بیکار ہے صراحی و مینا کہ لائے ہیں آگے لیگا صبحِ قیامت کا قافلہ	فرصت کو ہونو دید کہ جلتے ہیں جی سے ہم روتے ہیں دشمنی کو تری دوستی سے ہم مرے بھی ہیں تو مرے ہیں کس کسی سے ہم پھر رنگ اڑا رہے ہیں تری سادگی سے ہم اک جلوہ شباب کی بے پردگی سے ہم اک شیوہ نگاہ کی بیگانگی سے ہم جوئے شراب میکرہ بخود می سے ہم بانی ہے رات اور صبح ہیں ابھی سے ہم
---	--

پاس وفا ہی ہے تو مٹ جائیں اے وفا  
جو دل میں بات ہے نہ کہیں کو کسی سے ہم

نکلو پردہ سے تھیں جلوہ پنہاں کی قسم اک ذرا چھپے کے خوانا بہ فشانہ دیکھو فتنہ حشر بھی اک پردہ مرفن بن جائے مغنی جلوہ ہے صقیل رخ رنگیں کیلے واہ نیزنگ جنوں خوب ملا یا پیو نہ یوں اڑے رنگ کہ چہرہ پہ نہ کھلنے پائے شوقِ آرام طلب گھر سے لیے جاتا ہے	ہم نہ دیکھیں ہمیں دیدہ حیراں کی قسم تم کو شتر کی قسم تم کو رگِ جاں کی قسم بکسی دیکھتے گویہ غریباں کی قسم کل خورشید و سارے نشان کی قسم ٹکڑے ٹکڑے ہے جگر جاگ گریاں کی قسم جانگنی تجھ کو ہمارے غم پنہاں کی قسم گھر بیاں میں بنایا ہے بیاں کی قسم
--	---

<p>تیرہ بجتی تھی میری شبِ ہجران کی قسم ہاتھ ہی ٹوٹ گئے گوشہِ داماں کی قسم لبِ خاصوشِ تجھ پریشِ پہناں کی قسم آنکھیں جلتی ہیں تری نیمِ چراغِ ان کی قسم دیگئے ذوقِ جگر کا وہی ترگاں کی قسم</p>	<p>بڑھکے خورشیدِ قیامت میں لگا دس دھبہ کس کے ناخن؟ گروہِ بندِ قبا کی سو گند ہاں جنوشی سے ٹپکتا ہے خونِ تحریر نکدہ شوق ہے غلامِ پرپرِ دانہ کساں ایک اک قطرہ خوںِ ادن کو بتانا ہو گا</p>
---	--

شہدِ جنت بھی ہے تہِ جہنم زہر اب مجھے  
میں نے کھائی ہے وفا تلخیِ عراں کی قسم

<p>کامِ فزاؤں کا لینے دیدہ پرہیز سے ہم لائیں گے اک جو شیریں کو تر و فرم سے ہم سیکھتے ہیں گریہ بچا رگی شبنم سے ہم منتخب ہیں افتخارِ دودہِ آدم سے ہم کہتی ہے چشمِ کرم ممتاز ہیں عالم سے ہم ایک دن اچھینے تیری سوچ نہ قدم سے ہم روحِ نالہ بننے نکلے محشرِ ماتم سے ہم دیدہ لبِ زہرِ حسرت لائے جامِ حرم سے ہم اشکِ حسرت بننے ٹپکے دیدہ عالم سے ہم کچھ نہیں سمجھ کہ اُلجھے خارِ غم سے ہم</p>	<p>خلد کو تازہ کرینے گریہِ پیہم سے ہم قرۃ العینِ ازل کی آنو میں روئینے وقت، دنیا کا ہے تھوڑی رات سرِ آفتاب امتِ احمد ہیں! احمدِ مقدسائے انبیاء مایہ نازِ شش ہمارا رحمت اللعالمین سبزہ جنت ہیں لیکن پائمالِ انتظار ہو گئی فرصت تو دم لینے دو عالمِ اوجھ ملکیا خسرو سے متعہ دورِ باشِ دہر کا ابرو بیکسی واو جگر کا دسی یہ ہے ہائے جیبِ آرزو اور تازہ گلہائے نشاط</p>
--	--

کاش صبحِ حشر یہ جھکڑے مٹا جائے وفا  
ہم سے شامِ غم ہے رسوا اور شامِ غم سے ہم

ارو لیف نون

<p>اگر تم تقاضہ ہے کہ مرگِ یاگماں میں ہوں</p>	<p>نگاہِ بیجا باکستی ہے تیغِ رواں میں ہوں</p>
---	---

جو شکر رنگ لاتی ہے وہ تصویریاں میں ہوں  
 قسم سید بانی اے تبہماے پناہی  
 ستم کیسا کھائے یہ ہنگامہ قدیر ستم کیسا  
 لب وابستہ اپنا زخمہ تارِ عدم نکلا  
 مبارک چوتھیں سر جوش نازِ عالم آرائی  
 مرا سرمایہ ہستم جو دم داغِ حراماں ہے  
 ہزاروں وادیِ یمیں ہیں جوالنگاہِ میتابی  
 الہی عرصہ محشر کو دے تو اور کچھ وسعت  
 جو دم نالہ آگے آگے ہے درِ جگر پیچھے  
 رگ و پے میں ازل سے بھر دیا ہونہر ناکامی  
 سبک ہو کر گراہوں خاک پر اور اتر مجبور ہی  
 تکلف بر طرف اب نگہا شکوہ تغافل کا

جو کٹکرتیر ہو جاتی ہے وہ لوکِ زباں میں ہوں  
 شہید انتظارِ جلوہ ہائے سیدشاں میں ہوں  
 دو عالم سے ادھر آ جاؤ وقفِ امتحان میں ہوں  
 خموشی کہتی ہے تمہیدِ صبر بے زباں میں ہوں  
 جلوہ دروی کش میخانہ رازِ نہاں میں ہوں  
 جو بھیکر جل اٹھا ہے وہ چرخِ خفاں میں ہوں  
 اُسی برقِ نگاہِ آتشیں سے ہنساں میں ہوں  
 قیامت کہہ سکتی ہے قلبِ روحِ خفاں میں ہوں  
 اٹھا کجنت یہ لکڑی غبارِ کارواں میں ہوں  
 اجل کہتی ہے نذرِ تلخی کامِ زباں میں ہوں  
 جو اٹھ سکتا نہیں وہ بارِ دینِ آسمان میں ہوں  
 ہلاکِ التفاتِ غمزا ہے جانِ ستار میں ہوں

دل میں پھر نالہ وارڈ نہ اتر جائے نہیں  
 جاؤ بیرنگی وحدت کے ترانے دیکھو  
 شوخیِ جلوہ اندازِ تکلم یہ ہے  
 خوبیِ شیوہ اعجازِ تقسیم یہ ہے  
 دلیخنا خشر میں ہنگامہ آب و آتش  
 لاکھوں طوفانِ دل مضطرب اٹھا کرتے ہیں  
 دونوں عالم تحرک ہیں برنگِ پرکار  
 خلوتِ ناز ہے اور ناز خودِ راسخ ہے  
 طرہ ہنگامہ ہے ہر باد سی و پہلوئے نشاط

گیا ہو بے رگ و پے میں اتر جائے نہیں  
 اٹھکئی بزمِ خریدارِ نظر جائے نہیں  
 حریف جو آتے ہیں لبِ پردہ اُجڑ جاتے ہیں  
 نقشِ اسید میں اک ناک وہ بھڑکاتے ہیں  
 تیرے دلوں کو خستہ بادِ یدہ تر جاتے ہیں  
 سیکڑوں کا فلع آتے ہیں گزرتے ہیں  
 نقطہ ناز چہ چلتے ہیں جدھر جاتے ہیں  
 لاکھوں عالم تری قطر و شکر جاتے ہیں  
 پھول چنے کیلے وقتِ سحر جاتے ہیں

میرے اشعار میں خاکستر لگے ورنے	جس قدر ٹپٹے ہیں کجنت نکھر جاتے ہیں
اے وقار راہ دہی راہ ہے منزل ہے وہی	جس طرف جاوہ شناسا پہنچ جائے ہیں
<p>سُننیکا کون یاں رکھا ہو کیا کیوں آپ سے نہیں          تمھارے وعدہ دار جا انفریخ نکھر رہے ہیں          تمھارے التفات عام سے عالم سُنو رہے ہیں          شکستہ رنگتِ قتیہ نزع تم بھی دیکھتے جاؤ          خبر کیا ہے تمہیں بیٹھے ہو تم تو پردہِ دلیں          جگہ کیا زہرہ کیا دل کیا لفظ انہر کی باتیں ہیں          نصیبِ دوستاں زیرِ کفن جلنا قیامت تک          کوئی نازاں ہے اپنے شیوہائے بینائی پر          خدایا تیرے چاشنی تلخی حراماں          تمھارے در و مندوں کا تمہیں ہر لب نہیں چلتا          بغل کھولے ہوئے میں دو جواہرِ خود دار          نو آموزہ فاموں کو گرفتار تماشا ہوں          بہارِ نازِ تختہ تختہ ہے امین سے کفایت تک          دریا و صنع تم کیسے اپنے گھر والوں سے رکے ہیں</p>	<p>ابِ خاموش کے پردہ میں ہم فریاد کرتے ہیں          کہ نقشِ آرزو و پھر صفحہ دل پر کھجرتے ہیں          چلو محرومی قسمت پہ ہم بھی ناز کرتے ہیں          مری برباد سی اسیر کے نقشے اُترتے ہیں          ہزاروں قافے اکسیر محلِ گذرتے ہیں          لہو کے چند قطرے ہیں کہ آنکھ میں آتے ہیں          نوید اسے دلِ صبر زندگی اب بھی مرتے ہیں          تکلفِ بطرفِ ہم بھی کسی پر ناز کرتے ہیں          کہ زہرِ ابِ اجل ہم سا غفلت میں جیتے ہیں          الٹ دیتے ہیں محشر کو جو دلِ پرتاحہ دھرتے ہیں          ٹہرتے ہیں تو آغوشِ تنائیں ٹہرتے ہیں          مجھے دیکھنا ہے لیکن دل کو نکر مکتے ہیں          تمھارے شیوہائے لا اوبالی گل کرتے ہیں          خوشایحِ درخیں دھجیا سے پردہ کرتے ہیں</p>
وفا کتنا ہو کر خاک کے پردہ سے چمکو نکلا	مرے اشعار جتنے ٹپٹے ہیں اتنے نکھرتے ہیں
نظرِ یک شرفِ آلِ بوتراب نہیں؟	وہ ذرہ ہوں جسے پروائے آفتاب نہیں
خیال اب کسی پہلو سے کامیاب نہیں	مجھ اجل سے بھی امیدِ انقلاب نہیں

حجاب ناز تو دیکھو ذرا حجاب نہیں  
 کوئی حریف سیہ مستی عتاب نہیں  
 سمجھ لیا ہے کہ موتی اس میں تاب نہیں  
 جواب وہ ہے کہ جس کا کوئی جواب نہیں  
 مختاری شوخی بیجا کا کچھ حجاب نہیں  
 دماغ صیقل آئینہ شباب نہیں  
 بگاڑ دیتے کو کیا چشم نیم خواب نہیں  
 مجھے وہ راحت آغوش اضطراب نہیں  
 وہ جلوہ ڈھونڈ چھپا اور نقاب نہیں  
 وہاں اداسے خموشی کا گر جواب نہیں  
 بہشت ناز کا پردہ ہے خوش خواب نہیں  
 وہ جان بنکے چلے مجھ کا اضطراب نہیں  
 نگاہ کیا و مرتبغ سیاہ تاب نہیں  
 ستم یہ ہے کہ انھیں مجھے اجتناب نہیں  
 چھپی ہوئی تری بدستی شباب نہیں  
 نسا کے ہاتھ میں کیا ساغر حباب نہیں  
 جویش گسست ورتھائے احتباب نہیں  
 کہاں ہے لطف کہ گلچین اضطراب نہیں  
 مرے نصیب پر اس میں بھی قطر آب نہیں

کسی نے اٹھ نہ سکے اب وہ پردہ چھوڑا ہو  
 خمر شہ پیٹھ رہی محفل وجود و عدم  
 دعائیں جیسے کی دیے ہیں کس محبت سے  
 اداسے حسن ادا ہاں کلیم سے پوچھو  
 ہمارے شوق زبوں حال کے بیان لاکھوں  
 کیسکی سادگی وضع حسن کہتی ہے  
 ابھی سے فتنہ شمع کو کیریں جگائے تھو  
 عدم میں درو کا پہلو کوئی نہیں نکلا  
 وہ رنگ دیکھ کھلا اور نظر نہیں آتا  
 یہاں بھی شور جگر خوں کن قیامت ہے  
 شگفتہ ہو گئے گلہائے غمزہ پہناں  
 فزیب وعدہ و فرات آج کام کیسیا  
 کھلا ہے سرس کی صیقل سے موت کا جوہر  
 غضب یہ ہے کہ نبوت میں کام ہوتا ہے  
 کلی ہوئی بھی ہے طرز حیا تو بظلم تک  
 بنا دیا تجھے نیز نگ عشرت و دنیا  
 غزیر رکھتی ہے کیوں وہ نگاہ ظلم پسند  
 بہشت وصل ہے اور باعباتی کیس  
 وہ تشنہ شوق جنم کو بھی پچوڑ دیا

وقایہ نامی دنیا فلان ج عجب ہے

خراب ہے میری حالت مگر خراب نہیں

ملک الموت سے ہم آبِ بقا لیتے ہیں  
ایک سو سیکڑوں معشوق بنا لیتے ہیں  
وہ جہاں دیتے ہیں اندر وفا لیتے ہیں  
پہلو یاس میں ہم اُسکو جھٹا لیتے ہیں  
لبِ خاموش کے پردہ میں چھپا لیتے ہیں  
اب یہ ہے وقت کہ دشمن کی ڈال لیتے ہیں  
ہم بھی کیا پہلو امید بٹا لیتے ہیں  
کس طرح ظلم سے وہ ہاتھ اٹھا لیتے ہیں  
ناز کیا شرم کو بھی ساتھ لگا لیتے ہیں  
صورتِ حرفِ غلط مجھکو اٹھا لیتے ہیں

جستہ کی آس پہ مرنے کا مزا لیتے ہیں  
دل میں نقشِ بتِ عیار بٹھا لیتے ہیں  
دیکھ اے ذوقِ سرِ صیبت وہ خرید لیتے ہیں  
حشر اٹھتا ہے جو امید کا سماں بن کر  
خوب فرصت ہے کہ اس شورِ قیامت جھکو  
تجھے محمدی قسمت کی شکایت نہ رہی  
وعدہ مرگ کو ہم آپ کا وعدہ سمجھے  
گر یہی فرطِ نزاکت ہے تو ہم بھی دیکھیں  
کچھ نئی جال سے چلتے ہیں اشار دائل  
اس گہڑے میں بھی اک شان ہے بجائیکی

اے وفاروئے محمدؐ ہے فیضانِ طہور  
اونکو آمینہ لیجا دو دکھا لیتے ہیں

اس طرح وہ گرہ بند قبا باندھتے ہیں  
بیچہ دستِ محکارتیں پہ خا باندھتے ہیں  
آنکھ سے گوشہٴ دامنِ حیا باندھتے ہیں  
کس نزاکت سے وہ پیمانِ وفا باندھتے ہیں  
بول اٹھی یاس نہ دیکھو مجھ کیاباندھتے ہیں  
شگیا جو اسے نقشِ کفِ پاباندھتے ہیں  
پھرتے سر سے وہ پیمانِ وفا باندھتے ہیں  
تم ہو دل میں کوئی راز نہیں کیا باندھتے ہیں

بلخ میں غنچو حسینوں کی ادا باندھتے ہیں  
کیوں نہ ناخن سے جگر نوچے اپنا کہ قریب  
پہچھے فتنہ کے ہے اک فتنہ کہ یہ پردہ نشین  
لب تک آتے ہوئے سوا بر سخن ٹوٹا ہے  
جب کہا میری امیدوں کو طلسمِ خوناب  
نیستی میں بھی یہی ایک نمونہ ہستی  
آرزو ہائے شکستہ کی درستی کیجے  
تم ہو آنکھوں میں کوئی خواب نہیں کہتے ہیں

اے وفا موت کب آتی ہے کہاں آتی ہے



نفسِ سر دے ہم ایک ہوا باندھے ہیں

وہ بھی ہے ایک نقشِ قدم تیری راہ میں  
یا پر لگے ہوئے ہیں کسی کی نگاہ میں  
رنگِ چمن ہے گرد تری جلوہ گاہ میں  
الجھا کبھی نہ صیدِ اثرِ دام آہ میں  
محبوب ہو نہ شرم گنہ بھی گناہ میں  
پامال ہو گیا ہے چمن کس کی راہ میں  
گر می غضب کی تھی سخنِ داد خواہ میں  
اک نور ہے جو ناصیہ مہرِ دماہ میں  
دریا کا جزر و مد ہے ہماری نگاہ میں  
جو کچھ بچی وہ کھپ گئی بختِ سیاہ میں

بیشمار سہائے خاک ہماری نگاہ میں  
دنبالہ وار نہ رہے ہے چشمِ سیاہ میں  
صبح بہار فرشتہ تری بزمِ ناز کا  
آتی ہزار بار دل ہر نفس کے ساتھ  
یہ دُور پہلوں سطوتِ قمر و عتاب سے  
کیوں خاک ہیں ہے بادِ بہاری آئی ہوئی  
خدا کی حشرِ تابِ اقامت نہ لاسکے  
سجدے کیے ہیں بابِ رسالتِ تاب پر  
ہم جانتے ہیں دیدہ گریاں کا جمعِ خج  
ظلمتِ شبِ فراق کے حصہ میں آگئی

کہ ہیں سات آسمان سرگرم اکیرِ مٹانے میں  
مجھ ڈر ہے نہ گھبرا جائے یوسفِ قیدِ خانے میں  
صبا کیا آتش گل رکھ گئی ہے آشیانے میں  
بہت رہنا تر اچھا نہیں آئینہ خانے میں  
نکدہ آنکھوں میں ہے اور چرچہ ہو تو ہنسانے میں  
کہ ہر تنکا گل گل گیا ہے آشیانے میں  
یہاں کچھ دخلِ پانی کو نہیں انسو بہانے میں  
ہنوا می جاگنی سرگرمِ الفت آزانے میں  
لگائی آگ کس کو جلوہ آئینہ خانے میں  
مجھے اک سخت شکل ٹیگنی دنیا سے جانے میں

نہو گا کوئی بھی حرفِ غلط مجھ سازنا نہیں  
وہ دل میں اور دلوں کی اسیرِ تنگ کرتی ہو  
کفِ خس دیکھ کر یوں لوٹتی ہے برقِ کانٹوں پر  
نہو جائے نظروں ایک تو او لاکھ لکھیں ہیں  
جب اندازِ بیاہر سو کرے پھر کیا کرے کوئی  
تو دل سے یہ کی ریشہ دوانی جذبِ پلبل نے  
مرے آنسو ہوئے ہیں غلغلہِ غم کے لیے روغن  
کوئی نازک ادا دل میں ہو اور دلِ بگینہ ہے  
اڑا جاتا ہے ہر جو ہر شرارِ سنگ کی صورت  
عدمِ معورِ حسرت ہے ٹھکانہ کس طرح ہوگا

<p>نہ آئی برق کے گرنے کی گری آشیانہ میں          کہ اپنا خون ہوتا ہے تر تو انہو بہانے میں          کہیں چھ چاہ میں یوسف کیسے قید خانے میں          حلاوت آبجیواں کی ملی ہے زہر کھانے میں          کہ زہرہ آب ہو جاتا ہر ایک بات آئے میں</p>	<p>کیا ہے نہ یہاں تک سوچ آئے ناگہان میں          غم مرگِ عدو پہ خاک ڈال اور ضبطِ گریہ کر          خدایا حسن و حشمت دوست کوئی دشمن          مرا جیسا ہے تیرے سبزہ رخسار پر مرنا          نفاہت میں سخن کہنا ہے جوئے شیر کا لانا</p>
---	--

مجھے سستے ہی آیا شہِ خوابِ عدم کیسا  
 وفا کیا زہر کی تاثیر تھی تیرے فسانے میں

<p>تیرا علاج کیا دل بیدار کروں          کیوں آشیانہ میں گلہ آشنا کروں          عقدہ کہاں سے لاؤں کہ بچاں سکودا کروں          فننہ تو میں نہیں ہوں کہ ہر دم ٹھاکروں          اے گردِ ششِ قصبہ مجھے لیکے کیا کروں          یا رب فقط حساب گنہ کیا ادا کروں          میں اور سرِ بزاں جو حسرت رہا کروں          آئی حیا جب آنکھ میں اُسکی تو کیا کروں          کیا برق سے میں تشنہ لبی کا گلا کروں          آسمانی اسکا حقِ نیک میں ادا کروں          محشر میں یادِ گرنگہ سرِ سرہ سیا کروں          ناخن سے کیے گوشت کو کیوں نہ جدا کروں          اسے بیکسی بتا کہ کس رہنما کروں</p>	<p>سب کچھ خدا سے اگر انتخاب کروں          ابرو کے آگے چشم کو کیوں نہ برا کروں          لوں ہی اب آشنا کشنا حزن میں مٹ گیا          کیوں آتے جاتے بنوم سے بھگوا ٹھٹھے ہو          بس کرتی ہیں محجورہ نگاہیں بھری ہوئیں          جب حسرت گناہ کی لچھ انتہا نہ ہو          تو اور بزمِ عیش میں ہم پہلو و رقیب          مانا کہ غیر انہیں سکتا شرب وصال          اُس شعلہ خوسے آرزو و وصل کیا کروں          رخمِ جگر بس ایک نگہاں پہ صبر کر          ہاں پھر مری خوشی لب کا علاج کیا          دل سے پھٹاؤں ناہک شرعاً کس طرح          منایہ الگ ہو آنکھیں دکھاتے ہیں نقشِ پا</p>
---	--

کچھ نسبت اسکو گردِ ششِ چشمِ بتاں سے ہے

## کیا آسمان کے حق میں وفا بندگانوں

<p>کیا میرے پاس یہ دل بیدار نہیں          باؤں نے میرے آگے ابھی دم لیا نہیں          خاطر شکستِ شیشہ دل کی صدا نہیں          خاموشیوں ہوئی ہے کہ گویا سنا نہیں          رہتے دو بس سب اپنے ہیں کوئی برا نہیں          کہتے ہیں وہ کہ اب ہمیں شوق جفا نہیں          کہتے ہو پھر کہ ہم نے تجھے کچھ کہا نہیں</p>	<p>مانا کہ حشر میں میری پرستش ذرا نہیں          آنے ہی بس عدم میں یہ کیسا بڑھ چکا گیا          مجھ سے ثبوت ٹوٹنے کا مانگتا ہے کیا          قصور یا رسن کے مرے حال زار کو          تم ہو باغ و ہوا چرخ ہو، میرا فیض ہو          ایدل کوئی تو اب درستہ مینہ ڈھونڈ لے          وہ چپکے چپکے ہونٹوں میں کچھ لکھا رہ گئے</p>
<p>دفترِ علم ہوں مگر محصور اک جاؤں میں ہوں          کہتی ہے بڑ بڑکدانت میں صفِ اُتل میں ہوں          آپ کیوں گھبرا رہے ہیں میں ابھی قتل میں ہوں          میں صدایِ صوفیوں ہے ہے بڑی بل چل میں ہوں          ذوقِ ویرانی رہے آباؤ میں جنگل میں ہوں          کیا ہوا ساغر میں ہوں شیشے میں توں میں ہوں          محض کہتا ہے کہ قید و صعب لایخل میں ہوں          دیکھنا میں خوابِ محفل کی طرح محفل میں ہوں          میں کبھی بندر گاہ دیدہ احوال میں ہوں          مرے قعرے بھی تنقید آج میں ہوں کل میں ہوں</p>	<p>میں ہوں مضمونِ مفصل صورتِ محفل میں ہوں          سبکیسی نے گرچہ حشر سے پرے چھینکا مجھے          خونِ عالم کیجے میں دل بڑھاتا جاؤں گا          فتنہ حشر بتانا اب اٹھانا ہے مجھے          گھر میں ہوں اور گردشِ قسمتِ نظر میں پھرتی          میں وہی اک بادہ ہوں جس سے رنگ لیا اعتبار          آرزوِ مرگ ہاں اک تیز ساناخن سہی          میری ہستی نیستی کے ساتھ ملکر رہ گئی          عیب ہوں لیکن ہنر والوں کو نسبت ہو مجھے          جیسے بھی کیا کھتی فقط جا بجا ہی طول ایل</p>

اے وفا احباب کی یہ قدر دانی ہائے ہائے

روحِ معنی ہوں مگر اک قالبِ مہل میں ہوں

میرا ہستی میں بھی گنجائشِ حشر ہے نہیں      میں ہوں وہ خواب کہ جس کی کوئی تعبیر نہیں

<p>کیا بُرا کئے کو عشتاق کی تقدیر نہیں صفیٰ بخدا اگر کاغذِ تصویر نہیں دیکھ لو نکلت گُل بستہ زنجیر نہیں میں ہوں اک جامِ شکستہ مری تو قیر نہیں دل گرفتار ہے گو پاؤں میں زنجیر نہیں</p>	<p>اتنی بدنام ہے کیوں گردشِ چشمِ خواں دُورِ دُور سے ہے کیوں صورتِ یلِ ایدِا جو شکستہ میں آزاد رہا کرتے ہیں بزمِ سے مجھے ساتی نے الگ پھینک دیا قیدِ غی الفِتِ صیاد ہوں بھاگوں گا کہاں</p>
<p>تری شوخی سے کیا چھوڑا ہوتے ہو پتھراں میں وہ لگیں ہوں بجا کر گلِ جھوٹ کا رنگِ ماں میں تن آسانی کو شردہ پھرتے آتا ہر انداز میں تلی آفتابِ حشر کی ہے شبنمِ ستاں میں کفن میں بھی وہی اک چاکِ شجوتھا گیا ہے کہ نالے پہ لہو نکلا تر آئے گی ہاں میں ابھی وہ ناز ہے ریشہ دواں خاکِ سیل میں کہ عکس آئینہ فیالِ مینہ ہے پستِ کلباں میں لکھلا جاتا ہے ظالمِ صافِ بھڑکے پنہاں میں رہا پائے شکستہ کھڑے اور سرِ جویاں میں خدا واحد ہے شاید ایک ہو تو بزمِ عفاں میں ڈوبتا ہوں جہنم کو محیطِ شرمِ عصیاں میں ویا سہ مہ تری خاکِ مے پستیمِ احساں میں مری نوکِ قلمِ شمشیر جھوتی ہے رگِ جاں میں قو کہ نہ فرق کیا ہے صورتِ نوحی سے انساں میں یہ پتھر لہوں کجاؤں شکستہ دستِ حراں میں</p>	<p>اجل بھی خوابِ شیریں بنگر آئی چشمِ مکاں میں مرے لطفِ نظر کو دیکھنا بزمِ حسناں میں لو جاتی ہے شرمِ نارِ ساقیِ قیدِ حیاں میں جایا ہے قدمِ کس نے تماشا گاہِ امکاں میں وہی تہذیبِ نیرنگِ جنونِ بیستہ زیا ہے یہ ہے بگشتِ قسمت کی یا کو تاہی ہمت رگِ موجِ صبا کو بھی رگِ گلِ کر دیا جس نے بہانہ ضبطِ شوخی کا ہے پردہ بدگمانی کا بس اسے غمِ تنہا ہاں ذرا پردہ بھی ہنر ہے ادھر یہ غمِ مجبوری ادھر سودا ہے پروا حبیبِ خاصِ ربِّ العالیں بدتر و لیسے لکھ لے ہیں تری رحمت نے یہ پہلو فرغت کے کمالِ نور و فیضِ عام ہے، اچھا برا کس کا جگائے واہ لفظِ آہ نکلے گا زبانوں سے خطابِ اُنے جو اہلِ علم میں اربابِ برخی ہیں کہ میں ہوں وہ گدا جسکو گدا لئی بھی نہیں آتی</p>

<p>تشنا ہے درد ہی ایجاد اب آپس میں چھپتی ہے  جسے کہتے ہیں جدت شعر میں یہ جدتِ خوش ہے  روشِ بیگانہ! بندش مضطرب! الفاظِ سمیعہ  ابھی کچھ رونو الے غالب و مومن کے باقی ہیں  برائے شیعہ گنگار اپنا ہم بھی کہتے ہیں</p>	<p>تشنا ہے دورِ بے نگر گام ہے بزمِ حرفیل میں  فسادِ عقل کیا اہمال ہے تکیبِ ارکان میں  زبان نے رنگ و حشمت بھر دیا تصویرِ ناز میں  ابھی کچھ ہے ملامِ دیدہ خونِ بارِ فشاں میں  ذرا ایساں سے اکبر لیا خلل آتا ہوا کہاں میں</p>
---	--

پڑے بحرِ سخن میں سیکڑں گرد اب نام نہی  
وفا ہم ہیں اسی نشستی میں جو کشتیِ طوفان میں

<p>نشہ بھی درد ہے تشریب کے میخانے میں  ہاں نمودِ کفِ خاشاک ہے جلبانے میں  میری محرومی قسمت کی بھی قسمت دیکھو  جس کا اک رنگ ہے بیزنگیِ تمثالِ عدم  رشتہ طولِ امل میں وہ پڑے ہیں پھندے  ہائے وحشت میں بھی بیگانہ وحشت بھیرا  تم نہ گھبراؤ تمہیں جلوہ پہناں کی قسم  جذبہ شوقِ فنا دل میں ہے خرمنِ خرمن  ہمے مضمونِ حجاب اتنے کھلے کیوں لکھے  رخ گیتی پہ کھلا غارِ ہستی بن کر  صورتِ حرفِ غلط ہم نے نشاں چھوڑا تو  آپ کی بزم سے اٹھا سہی طوفانِ بہارا  وہ اشارے ہیں کہ تم سے بھی الگ چلے ہیں  جلوہ کتنا ہے نہیں دیکھ سکیے گا کوئی</p>	<p>صافی بادۂ بیرنگ ہے پیانے میں  پہلے کیا خاک تھی کیا خاک چروانے میں  شک رہا یاس کو امید کے مچانے میں  ہے وہ تصویرِ خوشی مرے کاشانے میں  قرص تیں دھڑکتی ہے موت بھی کھلے نہیں  بیکسی لائی مجھے پھر مرے کاشانے میں  ہیں ابھی لاکھ تکلف مجھے ہوش آئے ہیں  گم ہوئی جاتی ہے یاں برقِ فنا طائفے میں  سُکرا ب اُن کو فرے آتے ہیں تشریفے میں  جائے جو رنگ بھرا تھا خم و خمائے میں  صفیہ ہستی سو ہوم سے اٹھ جائے میں  سوجِ خوں گدزی ہے سرِ سرِ سرِ غنائے میں  آنکھ سے آنکھ ٹری جاتی ہے تشریفے میں  پردہ کتنا ہے یہی راز ہے کھل جانے میں</p>
---	--

کفر میں جلوہ یکتائے دکھایا اعجاز کھل گئی ہے رگ سوداے جنون کی قسمت خصت قافلہ جاں کا پتہ دیتا ہوں	بول اٹھی آپ کی تصویر صحنہ نے نہیں تیری نشیمن ہے ادب و خوشی دلوانے میں میں وہ کشش تہوں جو ہجائی ہر دہرانے میں
---	--

اسے وفا بادہ مضامین عدم ہیں معلوم  
سُن چکا ہوں لب خاموش کے لہجے میں

رنگ بھرتی ہے جوانی نقش حسن یار میں پہلو خوابِ عدم تھا وعدہ دیدار میں قلمِ غمِ غم کیا سماتے دیدہ خوبا میں تھی خریداروں میں جسکی چشمِ غمِ غم خیال اک ترے قطعِ تعلیق سے بڑھی ہوشِ شوق سخت جانی سے جگر پانی بھی مہجائی تو گیا امتیازِ شورِ محشر کیا رہا اے ہمنفس کھل گیا رنگِ لطافت اسے خوشا نقشِ قدم دیکھنا پاس وفا آخر کل سکتی نہیں آپ کے گوشت کے بدلے دامنِ جاں آگیا لن ترانی سے ہوئی ہے چاشنیِ شوق تیز مرحبا! کو تاسی عمر تماشا مرحبا اور بھی آئینہ کثرت پہ صیقل ہو گئی گھر کر بدلے چھوٹنا تھا اتن آسانی تھی ہاتے اس عالم میں اُس عالم کی دلِ دینیا تاخنِ تدبیر کی بیکاریاں کام آگئیں	پھر ہمارا آئی ہے گویا جنت دیدار میں پاؤں پھیلانے ہیں آغوشِصال یار میں ایک گرہ ہے دامنِ زخمِ دل افکار میں وہ متاعِ جلوہ نشی پھرتی ہے بازار میں قبط دیا ہے خانہ امیدِ یافت کار میں حوصلہ باقی پھوڑو نگاہِ دل غمخوار میں مل گیا وہ بھی ہمارے نامائے زار میں پھول آئے ہیں نہالِ شوخی رفتار میں تسے اچھی آرزو ہے اس دلِ بیمار میں پھر کسی دستِ جنونِ عشقِ آفت کار میں قطرہ سرِ جوشِ ڈالا ساغرِ سرشار میں برق ہے پہلو نکالے فرصت دیدار میں جو ہر وحدت وہی ہے جلوہ کی تکرار میں رو رہا ہوں بیٹھ کر اب سایہ دیوار میں نغمائے جانِ نغمہ ۱۱ لمحے ہو کر میں تار میں بستکی نے گھر بنایا عقدہ دشوار میں
--	---

سقوط وحدت اگر یہ ہے تو کچھ شکل نہیں ہے رگ صہبا میں روح نشہ صہباروں یاس کے پہلو میں ہو گا وہم مرگ ناگماں	عقدہ ایماں کو ڈالیں رشتہ زنا میں یا تبسم جو جن ہے پردہ گفتار میں کچھ پتہ چلتا نہیں ہے سیکڑوں آزار میں
---	---

اسے وفا اک بات وہ لطف نرا کرتی ہی تھی وعدہ ہائے دوستی میں ہی نام سے اشتہار میں	
---	--

منزل گور میں کافور و کفن رکھتا ہوں ہے قفس میں بھی وہی شوق خیال رنگیں چاشنی گیر و فاقہوں بن ہر مو کے تلے زیرِ نذر رشید قیامت بھی رہا کام جھے اپنی ہمدردی تقدیر کے سدرتِ بانوں کیا کشش ہے کہ تصور میں مرگ تصویر تیری رحمت ہے مری بات بنانیو الی مرگ ناگاہ سے دم لینے کی فرصت و کج	ہوں غریب الوطن اور صبح وطن رکھتا ہوں زیر پر جلوہ نیرنگ چمن رکھتا ہوں تازہ جوسے غسل و نہر لبین رکھتا ہوں اک نیا داغ سرِ داغ کن رکھتا ہوں درویش گائے اہل وطن رکھتا ہوں کیا لطافت ہے کہ بوسیدہ میں رکھتا ہوں کچھ سمجھ کر بوس تو بہ شکن رکھتا ہوں اس خوشی میں بھی نہیں لاکھ سخن رکھتا ہوں
--	--

و وہاں ایک طرف کیا مجھ پر واسطہ وفا میں رسولِ عربی شاد و زمین رکھتا ہوں	
--	--

لیا پوچھے ہو عالمِ افسوس میں کیا ہوں میں رفعتِ تقدیر میں ہاں یاں ہاں ہوں جس حال میں ہوں وقفہ تماشا کو ہوں میں حاصلِ ننگامہ صبر برقِ فغا ہوں امید اٹھاتی ہے مگر کٹھن نہیں سکتا پستی اقبال ہے معراجِ بندگی	میں درد ہوں اور پہلو بھر سے اٹھتا ہوں پاؤں لال ویرانی نقشِ کف پا ہوں جس رنگ میں ہوں مائی ننگِ فاقہ ہوں بر باد سخی اسید سے آباد ہوا ہوں تقدیر نے توڑا جسے وہ دستِ دہا ہوں میں کون ہوں اور کس کی نگاہوں گرہ ہوں
---	--

اس لاگ یہ جیتا ہوں یا کیتا ہوں  
میں خون ہوں اور خون کیتا ہوں  
میں رنگ ہوں اور رنگ کیتا ہوں  
تم دیکھ رہے ہو مجھے میں دیکھ رہا ہوں  
سب کچھ ہوں تمھاری گرد بند تباہوں  
سو بار جو گزرا ہوں تو اک بار بنا ہوں  
نظار کی جلوہ نیرنگ قصا ہوں  
میں شیفۂ سادگی نقش حیا ہوں

فرقت نے نکالے ہیں بیاں وصل پہلو  
پھر شوق ہے مشتاق کا کاشائے چکیدن  
پھر جلوہ بدست ہے اور بال پریدن  
آئینہ نظارہ ہے اور صیقل وحدت  
مجموعہ امید و دغا لم مجھے سمجھو !  
پستل ہی سے محو شش باز قلم تھا  
بے پردگی شیبہ محشر ہے نظر میں  
برکار تہی ہنگامہ شوخی کی خبر کیا

آخر کبھی ملتا ہی پتہ گوش عدم میں  
جو کچھ ہوں وفا ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہو

وہ بھی سہ ایک در دے ساغر انتظار میں  
بیرہ شیشہ بنگلے نور جو تھے مزار میں  
رنگ کا خون کرو یا جس نے رگ بہا میں  
ہائے و داغ زندگی پہلو سے اعتبار میں  
ذوق نظر بہار میں ساغرے خمار میں  
ایسے ہزاروں داغ ہیں دامن انتظار میں  
آئی ہے فصل نو بہار سینہ و اغدا میں  
ناخن و لہر شش پھر میرے دل فگار میں  
وجہ مخزن ناب پھر دیدہ اشکبار میں  
موج گل چین میں ہے موج خوں کنار میں  
خوف سے جان بڑھتی شریم گناہگار میں

طی مرگ ناگہاں آئیگی کس شمار میں  
مر کے بھی ہم کھٹے ہیں دیدہ روزگار میں  
ہے وہی موج حسن ناز ریشہ دامن مزار میں  
لوٹ آیا سوادِ دل چھوڑ دیا جلائے کو  
یہ سہ نکوۃ حسن بہت آئے اور آئے دیکھے  
ٹٹے تیں صبح شمس بخت کے حوصلے کلا  
چلتی ہے پھر نشیوہ پھلتے ہیں پھر نہال شوق  
کچھ تو منے کی بات ہے ٹوٹ کر گیا ہر کیوں  
کوئی تو جذب خاص پر سینہ دیکھ کر کیوں  
ایک ہی ہے بہار ناز ایک ہی باغبان ہے  
عفو کو بات ملگنی اسے تری بندہ پروری



<p>آتی ہیں اور لذتیں طعنے غمگسار میں جیسے ذخیرہ موت کا سینہ فقر میں غیر کو بھی کلام ہے غفلت چشم یار میں یا صدائے الاماں عرصہ کیر و دار میں</p>	<p>ذوقِ ستم کو دیکھنا بڑھتی ہیں سخت جانیاں یوں مرے دل میں ہر نہاں حسرتِ قبلِ اگلاں فتنہ خفتہ جاگ اکھٹار و زبیر کو دن بھر سے تہر بھی یہ عزیز تھک صاف دلوں سے مرے</p>
<p>مشقِ سخن ہے کیا عوفا فیضِ ازل ہر جاوہ گر طبعِ دقیقہ سنج میں خامہ سحر کار میں</p>	
<p>شوخی میں کیا رکھا ہے اگر پردہ و زنجیں نصویرِ انقلاب ہوں گھڑی ہوں گھڑی نہیں بستر میں رنگ و بو ہے چمن کا اثر نہیں پلکوں سے وہ تراوشِ خوابِ سحر نہیں کیا میرے پاس طالعِ سیرا و گر نہیں طوفانِ بے ہے اولیٰ پیمانہ تر نہیں آزاد ہوں کہ اب ہوسِ بالِ دیر نہیں اب زیرِ سر وہ بالشِ محشر اثر نہیں آنکھوں سے وہ تراوشِ خونِ جگر نہیں کیا آفتابِ حشرِ تراخِ اُدھر نہیں کہتی ہے وہ حیا کہ مجھے کچھ خبر نہیں خرمن ہے اور برقی فنا جلوہ گر نہیں دیوار و درپے سایہ دیوار و در نہیں جلوے ہیں اور خصیتِ پائے نظر نہیں وعدے ہیں اور پاس وفا کی خبر نہیں</p>	<p>آنکھوں میں کیا مزہ ہے جو ذوقِ نظر نہیں اک محشرِ خیال ہوں سر میں ہوں سر نہیں رنگینی وصال کی محوِ خبر نہیں آنکھوں کو اطفائے کاراتِ بھر نہیں الضاف بن کر ہیں دو عالم تو کیا کروں مانا کہ بزمِ عام ہے شمت سے کیا کروں نشو و نمونیاں نے اک جان ڈال دی اے بختِ خفتہ صورتِ قیامت کہاں گیا دورانِ انتظار پہ وصفہ سا آ گیا ہے کبابِ بختِ جگر خام رہ گیا نیچی نظر کی اوٹ میں شوخی نکلی پر والوں کا ہجوم ہے اور شمعِ ہر نہاں وحشت نے فکھر سے نقشِ تعلق مٹا دیا ہاں حسنِ بینا ز کے انداز دیکھنا ہاں شیوہائے نازِ فوسا ز دیکھنا</p>

کیا سراٹھاؤں ہاتھ بھی اب میری نہیں  
لب پر وہ سنج زمرہ بے اثر نہیں  
گل گل رہے ہیں اور نسیم سحر نہیں  
گھر کہ رہا ہے حاجت دیوار و در نہیں  
دست جنوں شوق کف نامہ بر نہیں  
ہے تہ تر خیال بھی اب چارہ گر نہیں  
رہن سہی بلا سے اگر راہبر نہیں

کیا جان کھینچتی کہ سہارے بھی کھینچے  
مرگان و نشیں رگ جاں پہ ہے زخمہ زن  
جوش بہار غمزا پنہاں ہے خواب میں  
اس بیکسی کی شانِ خدا ساز دیکھنا  
عنوانِ حشر سے کبھی خالی نہیں رہا  
افسردگی داغِ تمنا کا کیا علاج  
تدبیرِ غمناک کو ذرا چھوڑ چاہیے

بیگانگی دہر سے دل بھر گیا و ف  
یادِ وطن سے شکوہ رنجِ سفر نہیں

یہ ناس و ہ کرم ہیں جو میمان پر ہیں  
کچھ تو زمین پر ہیں کچھ آسمان پر ہیں  
پرکاریاں نکھاری ظاہر جہان پر ہیں  
کچھ گونا گونا اپنی بیٹھی زبان پر ہیں  
اُنے یہ پھر تقاضے کیوں پاسبان پر ہیں  
آخر تے ہوئے ہم کس بینشان پر ہیں  
ناوک نشائے پیر ہیں چلے کمان پر ہیں  
جس کے اثر نمایاں سائے جہان پر ہیں  
آئی ہوئیں بلائیں محشر کی جان پر ہیں  
گوش و زباں تصدق اس داستان پر ہیں  
عالمِ ادا سیوں کے خالی مکان پر ہیں  
کچھ سختِ حقہ پر ہیں کچھ پاسبان پر ہیں

فرصت طلب تقاضے اک نیجبان پر ہیں  
اُس رگہ زکے دے رخن جہان پر ہیں  
دل توڑتی ہیں باتیں دم دہریہ چلتی ہیں  
پھر بات بات میں ہے پر وہنِ ترانی  
بیٹھے ہوئے ہو طعم میں دلوں بھان نظر میں  
کچھ تو پتہ بتا دے اے شانِ بینشانی  
ہاں مرگ ناگماں کو کچھ دم تو لینے دیجے  
موجِ خیرِ ام کیا ہے چلتا ہوا سا خنجر  
فتے بتا رہے ہیں دیکھو تو رفتہ رفتہ  
پھر حیرت و خموشی راز و نیازِ دل ہے  
میدر دیوں کے خاکے محشر اڑا رہا ہے  
میں اور شر یکِ خلوت کیا اعتماد ان کو

جتنے پتے چلے ہیں وہ چلک رہ گئے ہیں | جو راہ برٹے ہیں محو اک نشان پر ہیں

دل کی روش و فاقہ ہے اُن کی روش و فاقہ

یہ شہور الحذر کے پھر کیوں امان پر ہیں

الزام شوق بیناں کیا پاسبان پر ہیں  
احسان جاگنی کے اک سخت جان پر ہیں  
یہ ظلم بے محابا کس نیزبان پر ہیں  
ایسے ہزاروں احساں ہر مہمان پر ہیں  
یہ جب قدر میں صدے دشمن کی جان پر ہیں  
موت و فوٹ دونوں عالم کس امتحان پر ہیں  
پھر ہم تھیں بتائیں نظیر حسن ان پر ہیں  
جو بوجھ گر گئے تھے مجھ نا تو ان پر ہیں  
آپس کے فیصلے ہیں اکثر گمان پر ہیں  
جو قوط دیئے گئے ہیں تیری زبان پر ہیں  
اُس جہنم کے منہ نے اب ہر دکان پر ہیں  
کیا سادہ جوتوں کے میرے بیان پر ہیں  
کیا شعر حسرتوں کے میری زبان پر ہیں  
حق میری بکسی کے ثابت جہاں پر ہیں  
مرنے کے فیصلے بھی میرے بیان پر ہیں  
پھر کیوں دماغ اپنے اب آسمان پر ہیں  
پڑتی ہوئی نگاہیں کیوں باغبان پر ہیں  
رنگ چمن کے پر تو کیوں آشیان پر ہیں

صدے لگاؤوں کے در پر وہ جان پر ہیں  
امید کو بھروسے کس بد گمان پر ہیں  
تم غم کو تو دیکھو! تم صبر سے تو بوجھو!  
پہلو کو خستہ مانو! دل کو شکستہ حالو!  
امید بے سرو پا کیا دل بڑھا رہی ہے  
کیوں اس قدر خوشی اس کے گنبد نیازی  
حسن ازل کے پرے تم کو لہو لہا تک  
جو داغ زبانی تھے وہ میرے نام لکھے  
قطع تغزل اُن کا میر کا ہے پہلو  
ہاں علامہ ہوتا شوق شوق افروں  
جس کی تلاش تھی پشیمانی عتقا  
کدے اشارتوں میں اسے شہر خوشی  
لکھ رہے بغبار تو رہیں اسے جوش بھیرتی  
غفلت حریف عالم اور میں حریف غفلت  
چشم تنافل آئیں لاکھوں میں کہہ رہی ہے  
اندیشہ خلد آئیں جیب خیال رنگیں  
لڑتی ہوئی پھر آنکھیں گلے سے کسلے ہیں  
پھر میرے خار جس میں نشیہ دوانیا کیوں

قابو سے اپنے باہر ہستی تجلی ! اندازہ بلند سی پستی سے ہو رہا ہے اس فن شعر کوئی نسبت امیر سے ہے میر اس فن صلیہ ہے فونڈیلوشیوں کا	کھیلے ہوئے تماشے دشمن کی جان پر ہیں کستا ہے عجز اپنا ہم آسمان پر ہیں اسے نازِ خاکساری ہم آسمان پر ہیں جو جو صلے کے حق ہیں وہ قدر دان پر ہیں
---	--

شاعر نہیں وفا ہم سمجھو تو وفا تھو خوال  
غالب کی روح پر ہیں یوسن کی جان پر ہیں

تم دردِ بن گئے دلِ اسیدوار میں وہ جوشِ نازِ ریشہ دواں ہے مزار میں سو یا ہوں ذوقِ وعدہ بے اعتبار میں میں وہ شکستہ دل ہوشِ کن بن کر گیا میں اک نگاہِ باز پسین ہو کے کھو گیا یہ امتحانِ رشک گوارا نہیں مجھے اب فرصتِ خیالِ نپو چھو کہ سو گیا ایک جلوہ تبسمِ پنہاں پہ مٹ گیا ایک ریشہِ تصورِ جاناں میں کھپ گیا سلطوت سے کندیا کرمِ عذر خواہ نے مژگانِ دلنواز ہے اور جانِ درموند پھر رنگِ آ رہا ہے رخِ اضطراب پر خاکسترِ سیاہ کو پھر اہتر از ہے اس بکیتی کی شانِ غیور کی کو دیکھنا پھر تیرگیِ بختِ زبوں نے ملا دیا	نشتہ چھو گئے ہو رگِ انتظار میں جس نے امویہ ارگِ موج بہار میں آنکھوں کو دردِ ہاموں ترزاںِ غلام میں طرفِ بساطِ انجمنِ روزگار میں ہنگامہ خیالِ تماشائے یار میں تم کیوں شریک ہو ستمِ روزگار میں آغوشِ انتظارِ تماشائے یار میں جو نقشِ تھا مرتعِ صبح بہار میں جو رنگِ نازِ تھا چمنِ روزگار میں رحمتِ بڑھیکِ معرکہ گیر و دار میں مانندِ نغمہ زخمہ بھی الجھا ہے تار میں پھر دوڑتا ہے خونِ دلِ بقیار میں تم روحِ برقِ چھوڑ گئے تھے غبار میں دلِ جل رہا ہے بزمِ دلِ سوگوار میں روزی جزا کو نامِ شبہاے تار میں
---	--

پھر سادگی وضع محبت سے کند یا کیوں بادبان آہ کھلا آ رہا ہے پھر کیوں امتحانِ قطرہ ہے تڑاٹھا ہو پھر انسر دگی کے پردوں میں ہے گرمیِ دماغ	حرفِ وفا کو گوشِ تملک سے یار میں طوفاںِ محیطِ گریبے اختیار میں جوشِ جنونِ شوقِ دل ہرزہ کار میں پھر آ رہا ہے نشہ صہبا خمار میں
---	--

عالمِ فریبِ حسرت و حسرتِ بزمِ قیاس کیا لگیا وقتِ دل اسیدوار میں	
--	--

پھر دیدہ و دلِ ذوقِ ستم کھائے ہوئے ہیں کیا لطف ہے آنیکا اگر آئے ہوئے ہیں قطرے بھی اسی بحرِ کرامت کو ہیں قطرے ہاں تاجِ سرِ کنگرۂ عرشِ بریں ہیں ہاں اویہ و دلِ مایہ نازِ گلِ تر ہیں تم صاعقہ حسنِ جہانِ نو زکو رو کو بیگانگیِ شہوۂ محشر کا اثر کیا خود داری و ناموس حیا اس پتکلف	وہ پردہ امید میں پھر آئے ہوئے ہیں بیطاقِ شوق سے گھبرائے ہوئے ہیں وزے شرفِ نوزِ ازل پائے ہوئے ہیں جو سرِ کتری پاؤں سے ٹھکرائے ہوئے ہیں تیرے چمنِ حسن سے کیا لائے ہوئے ہیں ہم بھی دل بیتاب کو پھیرائے ہوئے ہیں یہ چوٹ ہے وہ چوٹ جو کھائے ہوئے ہیں بے پردگیِ ناز سے شرائے ہوئے ہیں
---	--

کچھ چاشنیِ وعدہ سے تسکین نہیں ہوتی ناکام و فاجر و وفا کھائے ہوئے ہیں	
---	--

نظارہ سوزِ اجنبیِ مومن ہے کون زہرِ اجلِ رگِ وپے میں اتر گیا ماتم کدی کو کس نے بنایا ہے بزمِ عیش ٹپک رہی ہے رنگِ جنوں پھر سبارِ ناز وہ پردہ آ رہی ہے پھر اک لہوے جانِ نوا	جو ہر گدازِ آئینہ جان و تن ہے کون اب شکوہِ سنجِ تلخی کا مودہن ہے کون پھر تازگیِ خندہ چاکِ کفن ہے کون ریشہ و دانِ سرِ گلِ نستر ہے کون عطرِ بہارِ ربوہ و دماغِ چمن ہے کون
--	---

<p>دو دنوں جہاں خموش ہیں اور پوچھتا ہوں ہنگامہ گرم سازنی دل لکھی شان ہے وعدے ہیں اور طعنہ بیطاعتی شوق تم سے ملے سلسلہ لکھم کا ناست اک تار اور اس سے دو عالم بند ہوئے کتے ہیں کسکو مونس دلائے سو گوار شہر ہے دست و بازو، خارا شگاف کا کس کا پیام بیک چلی ہے نسیم مصر جب شکلیاں مجاز و حقیقت کا آفرقہ نہن مناظر تہ و خور شیر دیکھنا</p>	<p>روئے سخن نہ کسی طرف ہم سخن ہے کون آتش زنی فتنہ داغ کس ہے کون ہاں پردہ اسید میں بچھو لکھن ہے کون جب تم ہو ہر جگہ تو غریب کون ہے کون شہ ازہ بندہ ورق انجمن ہے کون خلوت طراز گوشتہ بیت الحسن ہے کون تاب و توان جو دہانہ کیلین ہے کون منست گذار دلہن پیہرین ہے کون پیرنگ اسود و خنجر ہرین ہے کون نور نظر فروز شہیل کین ہے کون</p>
---	--

<p>یہ حاصل بیاں ہے وقت غیر از خدا</p>	<p>اندازہ دآن مرتبت پہنچن ہے کون</p>
---------------------------------------	--------------------------------------

<p>روایت واو</p>
------------------

<p>ہاں دروہناں رنگ کی تعمیر سے پوچھو آئین و فاطمی گلوگیر سے پوچھو ناموس محبت کی قیامت کو خبر کیا لو اسحر نظر مدعی غارت دل ہے مانا کہ مجھے زہر پلا نیکی ہے تیرے کچھ ناز ہے اک تازہ موس پچھو تم چین سے بیٹھے ہو جو ادا کی خبر کیا شوخی سے وہاں رنگ نہ چھو</p>	<p>دل پر جو لکی چوٹ وہ تاثیر سے پوچھو تکلیف جنوں پاؤں کی زنجیر سے پوچھو تم میری تباہی مری تقدیر سے پوچھو کیا پوچھتے ہو شوخی تقریر سے پوچھو پہلے مری محرومی تقدیر سے پوچھو پچھو پاس سے بگڑی ہوئی تدبیر سے پوچھو پچھو ہمارے گریز تقدیر سے پوچھو تکلیف میں سے جو بات وہ تصویر سے پوچھو</p>
---	---

کافی ہے وہاں رازِ محبت کو اشا را کیا جانے کوئی زلزلہ ساختِ محبت بیگانہ و بیدار وہیں اربابِ تماشا	تقریر نہیں پردہ تحریر سے پوچھو نوا و ادھر عاشقِ دلیہ سے پوچھو تم حلقہ فتراک کو پتھر سے پوچھو
--	--

پھر میں ہوں وفا اور وہی آغازِ تمنا انجام کو ناکامی تقدیر سے پوچھو	
--	--

وہ نظر آئے لگی صبح قیامت ہلکو کب ہوئی کشمکش ناز سے فرصت ہلکو اک اجل توڑ گئی لاکھ طلسم اسید ہائے مجبور حتی دل ہائے گرفتار تیل ہنشیں آبروے مرگ بھی برباد گئی کیا عجب وصل میں قابو سے جواہر ہو جا وہ اس قدر گئی طبع کہ حس بھی نہ رہی اک تری بات میں اس کے سوسو پہلو اک بگڑے میں نرسے لالہ درستی اپنی مشکما عقدہ دل کشمکش ناخن میں سادگی دیکھ کہ اس قطع تعلق پہ بھی ہے وہ ہوں یا انکے ستم غیر ہو یا غیر کا شک بھجا بانہ تصور میں جو آ جاتے ہیں	اڑ گئی چھوڑ کے تنہا شبِ فرقت ہلکو تم بھی ملے ہو تو ملتی نہیں فرصت ہلکو اس فلک کچھ غلاما حاصل محنت ہلکو شکوہ ہم چھوڑ دیں اتنی نہایت رت ہلکو جانکشی ہو گئی ہر روز کی عادت ہلکو تم سے کچھ کم نہیں اپنی بھی طبیعت ہلکو کچھ نہیں کھلتی ہے اب تلخیِ حسرت ہلکو اک خوشی سے تری لاکھ شکایت ہلکو اک عادت سے تری لاکھ محبت ہلکو یاس کو مردہ کہ حاصل ہے فراغت ہلکو تجھے بیرحم سے اک گونہ شکایت ہلکو ہر گھڑی چاہئے اک تازہ مصیبت ہلکو پھر حیا سے وہ دکھائے نہیں صورت ہلکو
--	--

اے وفا ہم ہیں شہید لبِ خاموشِ تباں حرفِ ناگفتہ ہے یہ شورِ قیامت ہلکو	
---	--

تھیں سمجھو گے رازِ التفاتِ نازِ پنہاں کو اڑاتی ہیں نگاہیں جو ہر آئینہ جاں کو	
---	--

دل آزرده میں پھر کچھ جگہ ملتی ہوں اراں کو  
 مٹایا صفحہ اسکاں سے نقشِ بزمِ امکاں کو  
 کہیں بیکان سمجھ کر کھینچ لیتے ہو رگ جاں کو  
 مسخر کر لیا نقشِ ستم تو سن کے حلقہ میں  
 نوید اے تلخ کامی پھر گوارا کر لیا ہم نے  
 مجھے ہے سادگی اعتبارِ شوق کا رونا  
 کہی التفاتِ حسن میں لاکھوں اولیٰ میں  
 کھلا جاتا ہے شیرازہ عدم کا پرہیز میں  
 ہماری تیرہ بجتی پردہ ناموسِ محشر ہے  
 چھپا رکھا ہے تم نے ظلم ہے پروکریہ میں  
 خوشی کیا کہ حسنِ شیدہ تقریرِ کنت ہے  
 کرم کیساتھ شانِ بینا زسی کا روبرو ہے  
 ستم ہے بلوہوسِ شوقِ محبت کو فرے لوٹے  
 پتہ رنگِ مہی کا پوچھ لینا ضبطِ ملک میں سے  
 رہائی میری تجھ پر اس تن آئی لال کیوں ہو  
 مبارک اے جنونِ شوق پھر پہلو جو خستہ میں  
 نوید اے تیرہ بجتی اب یہاں سے ہم بھی جاہیں  
 ختم ہیں پرستِ احباب سے اسوہِ حبیبِ لطفی

انصیب دوستانِ نشتر سے پھر چٹر رگِ جہاں کو  
 اشارے اب تمہیں سوا دیکھتے ہو ختمِ فضاں کو  
 کہیں کانٹا بنا کر چھوڑے ہو دلیں اراں کو  
 سمیٹا جذبہ شوخی سے جو لالہ نگاہِ امکاں کو  
 نگاہِ قہر کیا مرحوشِ نازِ شہائے پنہاں کو  
 کہیں لطفِ نہاں سمجھا ترے ظلمِ نایاں کو  
 بڑھایا ہے تری کوتاہی قو کاں کٹر گاں کو  
 ذرا روکے رہو خوشِ تبسمائے پنہاں کو  
 لپیٹا ہے کفن کیسا تھو شامِ سحرِ الہاں کو  
 تکلفِ بطون بسکھو؟ نواہٹا ہے پنہاں کو  
 پیٹ لیتی ہے اہم سخنِ تیری نہیں اہاں کو  
 گناہوں میں کہیں شامل نہ کر لیں عصیاں کو  
 نہیں توڑا ہے تمہو دل مگر توڑا غمداں کو  
 ذرا بڑھنے تو وہ موجِ تبسمائے پنہاں کو  
 بنوئے نازِ خیر پھر چھوڑو نگاہِ ندان کو  
 خرامی و صوٹھتی پھر تیرا تازہ بیاباں کو  
 بنایا رہنا اپنا چرخِ داغِ حراماں کو  
 ہماری سبزی زانی نے گرایا بارِ احسان کو

وفا اس حال میں لکھنا ازل کا دل کو بے نیاز  
 کیا ہے جمع ہونے کچھ مہیا میں پریشاں کو

یہی ہے شانِ پرہیزگار تو پھر رنگِ او کیوں ہو  
 تمہیں پھر جانِ تصویرِ نگاہِ آشنا کیوں ہو



کھلی ہے طرز آزادی تو بچہ قید و فاکوں ہو	جو شوخی ہے تو بچہ تمکین جرات آنا کیوں ہو
بھٹیں کیا ریزہ نشتر بھر دینا نہیں آتا	رگ بیدیں خون دل در آشنا کیوں ہو
نفسب دشمنان چھوڑو مجھ کو کچھ اور دواؤں	نار کیوں ہو
بھرے چہرے توں سے دو جہاں چلنے نہریجے	مٹانے کیلئے میرا دل بے دعا کیوں ہو

### مطلع ثالث

شریک جلوہ نیرنگ حیرت دوسرے کیوں ہو	زباں کیوں ہو بیاں لیا ہو دعا کیوں ہو
رگ ہستی میں کوئی چیز چلتی پھرتی ہے ورنہ	اکھ ہر خاک میں ریشہ دواں ذوق نا کیوں ہو
وہ دست بوا موس ہے جو اوپر چھوٹا لکھو	یہ میری آرزو کا ہاتھ ہے دسے جا کیوں ہو
پلاسے دامن ہستی پہ اک دھبہ سا آجائے	دل و جاں بھی سہی لیکن غم حیرت نہ کیوں ہو
دل آفت زدہ اور حسرت روز جزا ہے	جہاں تم ہو وہاں اندیشہ راحت قرار کیوں ہو
فنا کا دائرہ ذوق فنا سے بڑھ گیا ورنہ	سہ کا قد نشان قطرہ بیدست ویا کیوں ہو
جوانی کھولتی ہے بند تمکین کتنی جاتی ہے	کہ داناں نظم عقہہ شرم دیا کیوں ہو

### مطلع رابع

مٹھا رہی جلوہ گاہ باز ہو تم ہو وفا کیوں ہو	چمن ہو باغباں ہو بلبل نگیں نوا کیوں ہو
ہماری زندگی سب بخودی کو جاوے پیرائیں	قہنائے ہاتھ میں آئینہ غفلت نما کیوں ہو

تبدل سے وہی مضبوطی درخون کن گلتا ہے  
بچے خد رسا کافی ست پھر کجبت رسا کیوں ہو

بیوفائی میں تری بات ہے بدنام کہ تو	دلنشیں ہے اثر لذت دشنام کہ تو
تیرے پردے ہیں یہ کثرت کے تاشے کینیں	ہے کوئی غیر پس پردہ اوہام کہ تو
یہ ترے عارض کیسوں کے ہیں نقشے نہیں	جلوہ افروز ہا میض سحر و شام کہ تو
بخت بد کی ہے قسم کسکش رسوائی	آنکھ میں پھرتی ہے پھر گردش ایام کہ تو

<p>عالم آئینہ وحدت ہے بتا دیدہ و ہم جلوہ بے پردہ ہے ایدوق تماشائے نگار شوق بدست ہے ایدیدہ ستائے یار تری حیرت کی طرح غیر گرفتار کہ میں اسے فاک روضہ اقدس ہے مقام جبل اسے افق گوشت و شرب ہے مدار منزل</p>	<p>زنکب آئینہ ہے یہ کشف ہمام کہ تو خج محفل پہ کھلا بادۂ گلغام کہ تو خلد اندیشہ میں پھر تاسے کوئی جام کہ تو میرے پہلو سے جدا یہ دل خود کام کہ تو قبلہ خاص ہے وہ بارگہ عام کہ تو منظر فیض ہے وہ مرکز اکرام کہ تو</p>
<p>اسے وفا نقش غلط ہے کہ تیری ہمت کج روی میں یہ شر ظاہر ہے بدنام کہ تو</p>	
<p>افزون ہے آئے قیامت مگر آواز نہ ہو اب کھل جاتے ہیں بندازی و ابدی جیب اندیشہ میں ہیں آئینہ خانے لاکھوں موجود و س خوشی ہے کمال ہر مہ جان و سرمایہ حرم ادا دل و سچو صلگی دیدہ تازہ ہرہ و دل خون کا دریا بجائے سینہ تا کام و زبان قالب آتش ہو جائے لن ترانی نے جلائے ہیں دہنی کو پردے</p>	<p>دیکھنا وہ نگہ شعبدہ پر و اینہو ہاں اگرچہ میں تیری گرہ ناز نہ ہو خلوت ناز سہی اجسم ناز نہ ہو ورق حشر کی تعلیم ہو آواز نہ ہو واور یخا پر امید ہو پر واز نہ ہو ٹھراے گریہ غم حوصلہ پر واز نہ ہو دیکھ اے ناکہ دل برق سے و ساز نہ ہو ہاں رگ جاں بھی رگ شعلہ آواز نہ ہو</p>
<p>مطلع ثانی</p>	
<p>سے لوحیت ہے کوئی لفرقہ پر واز نہ ہو دو جہاں کیلئے آغوش تجلی کھل جائے قلم زم حوصلہ فیض میں ٹوفاں آجائے ہوش محفل کی طرح اڑتی ہیں خبریں کیا کیا</p>	<p>دور و انجام نہو صافی آواز نہ ہو تورۂ خاک آتشیں جلوہ گہ ناز نہ ہو قطرۂ بے سرو پا اشک سے ممتاز نہ ہو ساتی بزم کہیں غمزہ عنان نہ ہو</p>

اے وفا النہجہ حسن رخ ہستی کیا ہے صفہ دہر پہ گر حاشیہ ناز نہو	
روایت پائے ہوئے	
ہم اس لئے ہوئے پچھ ہیں جن کیساتھ مہر و وفا کا نام مٹا کوہ کن کیساتھ دامن کی آبرو ہے فقط پیرہن کیساتھ بلبل کی روح اڑ گئی رنگ چمن کیساتھ کیا روح کو نہیں ہے محبت بدن کیساتھ والبتہ ہو گیا تین عریاں کفن کیساتھ ہم کو بھی ناز تھا کبھی صبح طن کیساتھ ہے اپنی زندگی نفس شعلہ ان کیساتھ چسپاں ہو لب سے لب تو ہن ہو کر کیساتھ خو ہے مجھے کلام کی اک کم سخن کیساتھ الجھا ہوا ہے تار نگہ ہر شکن کیساتھ کیا کر سکے نسیم گل دسترن کیساتھ	کیا کیا لگاؤ ہیں نگہ سحر من کیساتھ عاشق کی موت خانہ خرابی ہے عشق کی بکھرے پڑے ہیں گل سے جدا ہو کر گل گو یا پیام مرگ تھا مٹا ہمار کا یعقوب کو نہ صوفی کیونکر ہوا حصر اب سیری شرم دست جنوں تیری ساتھ ہے ہمیر لحد میں شام غریبی تو رحم کر ہستی شرار کی ہے فروغ شرارتک اے آرزوے وصل خدا بھی دن کرے روز جزا خدا کو کائناتک جواب دوں آنکھیں لگی ہوئی ہیں کیسی نقاب پر تیری ہوائے شوق اگر دل کٹا نہو
مر جائے بلا سے مگر اب تو اے وفا اپنا بھی سر لگا ہے سپہر کن کیساتھ	
تو اپنی اس کشاکش فکر ستم کو دیکھ شوخی پکارتی ہے کہ نقش قدم کو دیکھ اس آہوے رمیدہ کے اندازِ رم کو دیکھ اُس نازنیں کی گردن نازک میں خم کو دیکھ	ہم جو گرہ ہزار بلا ہیں نہ ہم کو دیکھ اُس کا زخم ناز یہ گستا ہے ہم کو دیکھ قید خیال سے بھی وہ باہر نکل گیا اے دل ہے جانے رحم ندے طعنے وفا

بس ہو چکی یہ بادیہ بیانی وجود ہر رنگ میں نگاہ کی تبدیہ چاہئے	اب آگے بڑھ کے جادو راہ عدم کو دیکھ کعبہ سے پھر کر آئے تو بیت الصنم کو دیکھ
یارب وفا کے جرم و خطا دیکھتا ہے کیا تو اپنی شانِ عفو کو اپنے کرم کو دیکھ	
حیرت کو مژدہ گرم ہے باز آئے ہاں ناشتوں کو شگشگ جوار سے فراغ مجھ کو بھی یوں ہے زانوئے حسرت ہو اُٹھ دلال چشم شوخ ہے قیمت نظارہ ہے ناکام تیری دید سے ہیں خوابیں بھی ہم حسنِ عمل کی داؤد سکندر کو مل گئی	خوبان خود نما ہیں خریدار آئے وہ ہے اسیرِ شانہ اگر قتار آئے تو جیسے ہر گھڑی ہے تلمذِ ار آئے اور حسنِ بیجا بخریدار آئے لائیں کہاں سے طالع بیدار آئے وہ رشک آئے ہے طلبگار آئے
جادو وحدت سے رکھا انجن میں آئے وحدت و کثرت سہی یا خلوت و جلوت سہی تیشے کے پیر میں جلوے موت کی آئے نظر آخری جلوے یہ میری ساؤ کی دلے ہیں جنتِ نظارہ رنگیں کا دروازہ کھلا کیا حجاب بکسی میں جلوہ آرائی رہی جو ہر آئینہ کی رگ رگ سے شکیکا ہو کیا مٹایا صیقلِ تنزیہ نے تشبیہ کو	دیکھنا ڈوبا ہوا رنگسچمن میں آئے آئے میں انجن ہے انجن میں آئے دید یا خسر دے دوست کو کہن میں آئے روزِ محشر ہے کفِ صبح وطن میں آئے اے خوشا دوست بیت گل میں آئے آفتابِ حشر تھا گویا کفن میں آئے چھلکیا ہے دیدہ ناؤ گفن میں آئے جو ہر کیتا ہے بزمِ خجرت میں آئے
اے وفا مقصود ہے اپنا دل حیرت زدہ آگیا ہے معرضِ حسنِ سخن میں آئے	
فروغِ آفتابِ لم نزل شاہِ جمال اللہ	کمالِ تمیز میں ضربِ المثل شاہِ جمال اللہ

<p>زہے آئینہ حسن ازل شاہ جمال اللہ          خمیر لذتِ علم و عمل شاہ جمال اللہ          کہ ہیں نہر لبین جوڑ عمل شاہ جمال اللہ          بیوں پہ ہے سوال بے محل شاہ جمال اللہ          یہ ہے داغ جگر کا حاصل شاہ جمال اللہ          دو عالم بھی انہوں جس کا بدل شاہ جمال اللہ</p>	<p>عیاں ہر شان سے ہے جاوہ خلق رسول اللہ          شریعت اور حقیقت ملتی شیر و شکر بن کر          یہیں سے جان و دل کیا کیا فرمایا نکال دین          مرا حال زبوں ظاہر ہے لیکن بقدر ای سے          جلایا آفتابِ حشر کو چھونکا جہنم کو          مجھے اک ذرہ عشق حقیقی وہ عنایت ہو</p>
--	--

ہوئے نفس آخر دشمن پیمانِ اول ہے  
 نہ آجائے وفا میں کچھ خلل شاہ جمال اللہ

<p>موجہ خندہ ہے جوشِ بے لعلِ یہ کیسا          یہ نیا خواب ہے میرنگیِ تعبیر کیسا          غم کے کولاک رہی عاشق و لعل کیسا          ہم پہ جاتے ہیں بگڑی ہوئی تدبیر کیسا          تم کھلے جاتے ہو کیوں پر وہ تقدیر کیسا          حرف کیوں ابھرتے آتے ہیں تقر کیسا          سازِ مستی و عدم شورِ ہم وزیر کیسا          دل کر بھی توڑ گئے ناخن تدبیر کیسا          جھوٹ و دگر و دش تقدیر کو فقہ کیسا          جیلے سیکڑوں مگر خستہ تعمیر کیسا          دیدہ حلقہٴ فتر اک ہے خیر کیسا          عجب محشر ہے عرسِ نازِ شہباز کیسا          تیرے ہیں ہو صفا دلشہ تا شیر کیسا</p>	<p>شوخی ناز کی تصویر ہے تصویر کیسا          دہمِ ختام ہے میکا رسی تدبیر کیسا          حسن بیگانہ رہا عشق کی غنچاوری سے          خاک میں ناز کی پھر ریشہ دوانی کیوں ہو          پھر یہ دلچسپی نیز نگ تباہی کیوں ہے          رنگ آمیز نئی افسونِ تسلی کیوں ہے          شوقِ نئی ناسے پہنچے سے اور جھڑپیر دیا          رشتہٴ بخت میں اک دو گروہ ڈال گئے          جاؤ تم عالمِ فترت کے تباہی دینے          جگہ پہلو توڑ دینے غمِ دل کے نقشے          شیوہ و لکشی ناز کا صدقہ یہ ہے          دور تک ڈال دینا آدھ سا پندرہ          کشتی ہے اصل زبانِ شاخ و عاں پہلے</p>
---	--

<p>کیا سبک دہی و حشمت نے ہوائیں باغیں ! روح پر واہ ناشاد کی رخصت ہے ہے مردہ اس ذوق تماشا کہ تماشا ان کا جان کچھیتی ہے ترے نام سے اللہ اللہ چاشنی گیر و فانیں ہوئے ملایا تم نے نقش یکا کشش خامہ قدرت یکتا جذبہ فیض ازل ہے کہ مضامین اپنے</p>	<p>ہم بھی زندہ سے چلے نالہ زنجیر کیسا کچھ دھواں سا نظر آیا لب لباب کیسا جنت رنگ ہے اور رنگ ہے تغیر کیسا چال یہ ہے کہ پھری چلتی ہے تکرار کیسا خون اسید کو آب دم شمشیر کیسا شکے دونوں جہاں سایہ تصویر کیسا لپٹے جاتے ہیں دل دیزی تحریر کیسا</p>
---	---

اے وفا ماندہ دل یہ ہو برایاں  
درونا سویر جگر ہو غم شبیر کیسا

### روایت یا

<p>کام ہے جلوہ نیرنگ تناس سے مجھے عالم پیاس کے جلتے میں ہوں نقش عزیز میں سبک ہو گئے گراں ہوتو اٹھا لو کہا آج اسید ہے میرے لئے سامان اجل حسن گر صیقیل آئینہ ہے رنگارنگ عشق رنگ کثرت سے بدلتی نہیں شان وحدت ساو گیا ہے خموشی کی خبر ہے کس کو جسکا خاک ہے بلندی وہ مری پتی ہے اور ہو گرم تماشا کہ فرا آتا ہے خوگر لذت آزار ہوں اے داود ہشر</p>	<p>چاہیے مہشتی نظر دیدہ عنقا سے مجھے اُس نے کھینچا بھی تو پر کار ہویدا سے مجھے صورت حروف غلط صفحہ دنیا سے مجھے نیند آتی ہے ترے وعدہ فدا سے مجھے کچھ تو نسبت ہے ترسی بز قہار سے مجھے ایک ہے چاہیے کیا سا غوینا سے مجھے کس نے پوچھا ہے کبھی ناز خود آرا سے مجھے کہ اٹھایا ہے ترے نقش کف پا سے مجھے شوق رنگیں سے تجھے جلوہ کیسا سے مجھے کھینچ لائے ستم آبا و تناس سے مجھے</p>
---	--

اساتی بزم ازل کی یہ ہوئی بخشش عام

# ہوش آیا ہے وفات نہ سب سے بچے

اٹھائوں ہاتھ کیا انہوں نے  
 ادا میں جان آئی ہے ادا سے  
 کہو کہیں جرات آ رہا ہے  
 نہیں آ رہا وہ ہوشِ حیات سے  
 نقطہ دھبہ نہ آیا سادگی میں  
 کہاں جاسے ہودم لو اسیر دیکھو  
 نکیوں ڈل سے جلوں کچھ لگیا  
 شہید ہو بہارِ ناز ہوں میں  
 فلک بیگانہ ہو کر کیوں اٹھائے  
 میں اپنی سادگی دل کے صدقے  
 یہاں بھی ہے سینہ سستی کا پہلو  
 ہمارے آشیاں کا یہ پتہ ہے  
 بس اس شوخی کا تھک صیقنا  
 لگا وٹ کے فرے دیتا ہے گویا  
 انہیں میں کس توقع پر بناؤں  
 تری تصویر بھی ٹپھنے لگی ہے  
 بہت سی شرم بھی ہے خود نمانی  
 کف نے یاں ہے مرکِ ناگمانی  
 گلہ ہے غمزدہ ہے جانِ تمل کا  
 ستم کے جتنے پردے ہیں اٹھا دو

کہ دل بیچا ہے نقشِ دعا سے  
 دیا شوخی سے ہے شوخی حیات سے  
 کہ ہم مرتے ہیں امیدِ وفا سے  
 نہ تم جیسا دُشوقِ دیرِ پا سے  
 نراکت پسگئی رنگِ حنا سے  
 اُجڑ آئی قیامتِ نقشِ پا سے  
 تمہارے عقدِ فہرہِ قبا سے  
 لہو پکارِ گرجِ موجِ صبا سے  
 گرے ہیں ہم نگاہِ آشنا سے  
 وہ شرماتے ہیں امیدِ وفا سے  
 ذرا اٹکو تو آغوشِ قبا سے  
 ملیگا جلوہ برقِ فنا سے  
 کہ جو ہر اڑتے ہیں تیغِ ادا سے  
 گلہ نا آشنا کا آشنا سے  
 وہ روٹھے ہیں دلِ پیرِ عا سے  
 تری خوئے تجاہلِ آشنا سے  
 ستم ہے سمنہ چھپاتے ہو حیا سے  
 بھرا ہے میکدہ ذوقِ فنا سے  
 تمہارے وعدہ جائے جانِ قرا سے  
 رکھو اضان کا پردہ خدا سے

<p>کہاں ابھی ہے عمرِ یونا سے ہمارے صبرِ آتشِ زیرِ پا سے کہ ہم بھی ہاتھ اٹھا دیں دعا سے ملیکی داد بھی اہل صفا سے</p>	<p>عدم سے بھی پرے ہوا شہِ غم ! اُٹھے کیا بارِ تمکینِ نزاکت ! ادھر بھی دیکھ شانِ بنیادِ زمی نئے انداز سے گرم سخن ہوں</p>
<p>اسے پہچانتا ہے بوالہوس کیا وفا کو پوچھیے اہل دفا سے</p>	
<p>عدم کی آنکھ میں بھیجا ہے خواب کر کے مجھے غلامِ سلسلہ بو تراب کر کے مجھے نشائے نگہ بے حجاب کر کے مجھے پچھوڑتے مشقِ عتاب کر کے مجھے جواب دیکے محوِ جواب کر کے مجھے بھول جائے کہیں انتخاب کر کے مجھے نہ لوٹنا کہیں ذوقِ شباب کر کے مجھے ابھی فریضہِ اجتناب کر کے مجھے وہ تو کہ چھوڑ دیا ہے نقاب کر کے مجھے</p>	<p>عبارِ قافلہ اضطراب کر کے مجھے بڑھائی قدرِ فلک آفتاب کر کے مجھے کہاں کی شرم و حیا ! وہ اڑا دیا اُس نے جو تو بگاڑ چکا ہے تو بن چکا ہوں میں سمجھ لیا اُنھیں اندازِ لڑائی سے یہ التفاتِ ستم بھی ہے ایک شانِ کرم کسی شوخیِ بیجا سے کہتی ہے عصمت یہ چھپر دیکھ کہ ہوتی ہیں بیاری باتیں وہ ہیں کہ دیکھ رہا ہوں نقابِ بکر مجھے</p>
<p>وفا نصیبِ روزِ جزا کے پردے میں مراضیہ بنایا خراب کر کے مجھے</p>	
<p>چھٹی جاتی ہیں اب نصیبِ بری کی کہ لڑتی ہیں نگاہیں دوستی کی کہ لڑتی ہیں شاہیں پیروی کی نہ کھل جائے گروِ اخسرونگی کی</p>	<p>ہوئی ہے جلوہ گزشتہ کسی کی ہوا ہے مہرباں پھر حسنِ دُجو کھلا میخانہ چشمِ پریر وہ دلیں چکیاں لیں جاگنی</p>



<p>ادھر آ! اٹھ گئی محفل کبھی کی  کہ ہو گی لاش بھاری بیکسی کی  بڑھائی قدر تو نے دشمنی کی  حیا سے پوچھلو بے پردگی کی  چلی آتی ہیں راتیں بیکسی کی  خوشی کیا ہے باتیں ہیں کسی کی  خبر لینا ذرا رنگ مٹی کی  اُرافہ خاک و در بیکسی کی</p>	<p>کہاں جاتا ہے شوق تازہ امید  بیاں رو چرخ کا ترنم میں کیوں  ملایا خاک میں اسے رشکِ اغیا  لگایا راہ پر شوخی نے سب کو  چل اسے صبح قیامت! چھوڑ رستہ  پکارے کہ رہا ہے رنگِ گلین  بہائے دیتی ہے موج تبسم  عدم میں جب ملا اہل عدم سے</p>
<p>تماشہ ہے کہ حیرت سر پہ تماشہ ہے  وہ کہیں گے نشانِ بینا زنی کا فرما ہے  عدم میں بھی تری نیرنگِ خاشی کا چرچا ہے  ادھر آنکھوں میں دریا ہے ادھر ہاتھیں جھرا ہے  تری بے پردگی کہتی ہے تو نے یہ دھچک لہے  کہ اب تک امن ایسہ ہے اور دہتر تیرا ہے  فلک نے لیلیا ہے جو تری ہاتھوں سے نکلا ہے  کہ مرگنا گمانی چارہ امیدِ فروا ہے  دلِ افسردہ نے پھر اس کا افسانہ پھیرا ہے  ترا رنگ تبسم بڑھتے رہتے رنگ لایا ہے  جسے تو نے کیا ہو گوسیکو ہم نے پایا ہے  ترا جنوں کا بھی مجھ کو شانہ زلفِ تناس ہے  مری سربادلوں و خوب اپنا لکھ بنا یا ہے</p>	<p>خدا جانے وہ کس نیرنگ سے ہنگامہ آ رہا ہے  وہ عالم خاک ہو جائیں تو کیا لگا بگڑتا ہے  نہ تنہا عالم ہستی میں تیرا دل بالا ہے  بڑا کیا ہے ہمارا وقت! پچھلا کھوٹے پچھا ہے  تری آزادی میں بھی لگی ہے قیدِ نیرنگی  غضبِ حسن کا اس عشقِ رسوا سے الجھ پڑنا  کوئی وضعِ ستم ہو یا کوئی مظلوم بیکسی ہو  نویا ہے بیکسی ہم آج سب جھگڑ رہے ہیں  پڑا رہے تختِ خفتہ خواب میں کروٹ بدل لینا  کہاں چپکا کہ صحر چپکا وہ کوہِ طور پر چپکا  لگا وہ مہرِ پاس دوستی! وضعِ وفا دہی  بگڑیے بنا جاتا ہوں میں اس صحرِ محشر  قلعہ دروازہ احسنِ سخن سے ڈال دینا</p>

وہ گوجوٹی سی لیکن رگ و پے میں اڑائی | تری جوبات ہے میرے سرچو شصبا ہے

وقاس گرنے پر وقتی میں بھی ہے اک رونق  
ہمارا رنگ مضمون اشک خوں کی ٹپکتا ہے

دن پھر گئے ہیں گردِ سخن میل و نہار کے  
چھپتے بھی دیکھ کے نمکِ انتظار کے  
پروے اٹھا دیئے ہیں تماشائو یار کے  
آتا ہے وقت جاتے ہیں دن انتظار کے  
پہلو بد گئے ہیں دل بے قرار کے  
انداز دیکھ شیوہ تکلیف یا رب کے  
اس سلسلہ میں ہم بھی ہیں دائے شمار کے  
شکرے اڑائے دامنِ صبح ہمارے  
اب دوست ہیں شریکِ محو حال ہمارے  
گردِ بج آستینِ تحب اہل اُتار کے  
آئینہ شباب میں جلوے ہمارے  
قربانِ موجِ بادہ ہے رفتارِ یار کے  
نقشے جگائے وعدہ بے اعتبار کے  
تیور دکھا گئی بجے اسجاسم کار کے  
ضامن ہیں میری زندگیِ مستعار کے  
پھندے لگا بیٹھے ہیں شبائے تار کے  
پھر پاؤں ہو گئے دل بے اختیار کے  
اُٹے ہیں پھر ورقِ جگرِ داغ دار کے

کیا کیا ہجوم ہیں ستم روزگار کے  
گھٹے نہیں مزے دلِ امیدوار کے  
حیرت میں کب ہیں دخل کسی اعتبار کے  
مشتوقِ خردِ سال ہے سرمایہ امید  
دورِ رخ ہو آفتابِ قیامت ہو صور ہو  
شوخی تو چلتی پھرتی ہوئی چیزِ گئی  
ہمے ہے انتہائے حوادث کی ابتدا  
طوفانِ بے تمیزیِ دستِ جنوں نیوچہ  
میں دشمنوں کے ہاتھ سے چھوٹا ہوا بک  
ظالم تجھے بھی کچھ تو مزہ آنے قتل میں  
آنکھوں میں سرمایہ پے مٹی ہاتھ میں جنا  
ہے ہے یہ نرمیِ قدم و لغزشِ قدم  
میں سادہ دل فریبِ تمنائیں آگیا  
اسے بختِ بد نوید کہ پھر مرگ ناگماں  
بیدا و چرخِ سختی جاں طعنہِ نیریم  
پھر ہم ہیں اور مہرِ قیامت کی تاکِ جنگ  
پھر سانس ہے کوچہ آوار کی شوق  
پھر جل رہی مصرِ بیتابیِ جنوں

پھر کچھ پتے چلے ہیں برگ انتظار کے جلے ہیں گرم حسرت بوس و کنار کے مرجھا گئے ہیں پھول شب انتظار کے	پھر اختلاط شتر عم چھڑنے لگا! آرام گاہ برق ہے پھر بستر خیال وہ آنکھ وہ نگاہ وہ دل وہ قلق کہاں
--	--

تم کھاتے ہو وفا کی قسم بزم غیر میں قربان اپنے طالع ناساز گار کے	
--	--

کیسے حسن و دلکش میں فروغ لایرالی ہے ہجو و مہیکی نے اک نئی صورت نکالی ہے بس اس طول اہل تاثیر علاج آخر کہاں ہوگا فلک سے دیدے دلوں ہزاروں دلخانا کا خدا یاد دیکھ لے میری نہ است بخشہ تجھ کو مٹی ہے جس پہ کثرت ہے وہ تیرا جلوہ وحدت ہوئے عجز کیسی لے اڑی ہم خاکساروں کو تماشا ہے کہ پہلے اس زیادہ کھل گئے انھیں چھپے ہو آئینہ میں اور آئینہ سے باہر تو نگاہ بیجا ماچھان لے جلوے حسینوں کے بلائیں بھینسن گی ہیں اچھو نگاہ جانیں سکتیں غضب ہے ناصح پیر حمید روی ہی کہ نہ ٹھیا ثنائے صاحبہ معراج ہرگز ہو نہیں سکتی	کہے دیتا ہے آئینہ کہیشاں جمالی ہے بجرا آتا ہے دل اور پہلو بیخالی ہے کہ محشر بھی تجھ کو اک تختہ مشق خیالی ہے زمانہ پھر بھی کہتا ہے کہ نقطہ لسنے خیالی ہے یہ کیا کم ہے بھی مغل میں سیرا با تخیالی ہے دور عالم لوٹ ہیں جس پر وہ تیری عینالی ہے اتنی کس ترقی پر دماغ یا یہ عالمی ہے فلک نے وادی ایمنہ کی لاکھوں آلی ہے جو پردہ میں ہو بے پردہ وہ لایرالی ہے انھیں ذر و ذین پنہاں برق حسن عینالی ہے ترسی زلف و کھا اک چھند امی شفقہ عالی ہے تم اسکو پیار کرتے ہو جو صورت منوالی ہے کہ میرے ذہن میں تیری ہر اوجھل و عالی ہے
---	---

وفا شمع و سمن گم کیا اسرودہ خاطر کو فقط اک غم غلط کرنے کو یہ صورت نکالی ہے	
---	--

جان حزین بڑھی ہوئی کو سوں علوم سے ہے پھر بھی مجھے گلہ ترے اندازِ رزم سے ہے	
---	--

جس کی نمود جلوہ برق ستم سے ہے  
 پردہ بھی ہے تو چشم غزالِ حرم سے ہے  
 ہاں! اک امیدِ عفو کی تیرے کرم سے ہے  
 لپٹا ہوا وہ نقشِ قدم بھی قدم سے ہے  
 باز صاف ہو اطمینانِ وفا ایک ہم سے ہے  
 تیغِ ستم لگی ہوئی ذوقِ ستم سے ہے  
 رنگت بھی کچھ چڑھی ہوئی جھوٹی ستم سے ہے  
 کتنی ہے موت چل کہ تقاضہِ کرم سے ہے  
 اوقیہ کچھ بڑھی ہوئی اندازِ کرم سے ہے  
 یک گونہ رہا پھر خلشِ دمیدم سے ہے  
 اسیدِ صبحِ حشر کی شامِ الم سے ہے

وہ خرم امید ہوں الم گشتگی نصیب  
 کیا پوچھتا ہے رتبہ ناموسِ حسنِ دوست  
 یارب مری بساط میں رکھا ہوا ہے کیا  
 رفتارِ لہریب کی تمکین تو دیکھے  
 دم توڑنے سے نازِ ہوا؟ اے دردِ جانگزی  
 ظالم کو فکرِ ظلم نے مجبور کر دیا  
 اس سادگی پہ وعدہ رنگیں کو دیکھنا  
 جاتا ہوں داستانِ خموشی لئے ہوئے  
 پردہ سے اور پردے سے باہر ہوشِ ناز  
 اب میں ہوں اور تصورِ مرقانِ دلشیں  
 طولِ ال سے چارہ حرامِ خوشنایال

افسردگی ہے دشمنِ امید کیا کروں  
 یہ مجمعِ خیالِ وفاس کے دم سے ہے

جلتے ہیں ہاتھ چھو نہیں سکتی قضا مجھے  
 اپنی بغل میں لیکٹی برقِ فضا مجھے  
 پردہ پکارتا ہے کہ ظالم اٹھا مجھے  
 پہ تلخ کامیوں نے چکھایا مزا مجھے  
 آنکھیں دکھا گئی نگہِ سرسبزِ ساجے  
 کجختِ اضطراب ہے راحتِ فزا مجھے  
 اے چشمِ شوقِ رنگِ تر شاہِ دکھا مجھے  
 لپٹی ہے اُس کی بریشِ تیغِ ادا مجھے

کسی نگاہِ گرم نے تڑپا دیا مجھے  
 کیا اگر مجھشیوں میں مزا آگیا مجھے  
 جلوہ یہ کہ رہا ہے چھپاتا ہے کیا مجھے  
 کھلتی نہیں حلاوتِ ذوقِ وصالِ یار مجھے  
 قدرت نہیں کہ حشر میں فریادِ کرسکوں  
 وحشت نے زندگی کے بھی پہلو بدل دیے  
 کھوئے شبابِ حسن نے بندِ نقابِ حسن  
 ڈرتا ہوں میں کہ رشتہ امید کٹ جائے

<p>بچے ہے وصال غیر سے بھی رنگاؤں سے          کیے تو کیا جواب ہے اس لطیف خاص کا          دونوں جہان دیتے ہیں اور کچھ تاپ نہیں</p>	<p>تم بیجا ب ہو گئے آئی حیا بچھے          لکھتا ہے مہرباں بت نہ آشنا بچھے          قسمت سے مل گیا دل بے بد عابچھے</p>
<p>اپنی تباہیوں کا بیاں کیا کروں وفا          عبرت سے دیکھ لیتی ہے میری قضا بچھے</p>	<p>یہ بات ہے یہ لطف و زندگی کا فی ہائے          سر سے پاک اک بہار ناز کیا باغ اسید          شاہ پر نگیں قبا جس کا نمونہ شاخ گل          جوش مستی سے دو پہیہ بھی سنبھل سکتا تھا          عشق وحشت آشنا زندان عصمت میں اسیر          عشق ممنون نواز شہماے پیہم واہ واہ          ہر سخن اک وعدہ ہر وعدہ طلسم ناز تھا          ہر اشارہ تھا ادب آموز نگیں آرزو ما          نازش پہناں کے پردہ میں ہزاروں التفات          وہ نگاہ بیجا باک چھری چلتی ہوئی          جلوہ برقی شبلی کی چمک بڑھتی ہوئی          دل نجائے جس کو ادہ اک خاص انداز وفا          ہنشیں وہ جوش صبا سے ہم آہوتی ہو چھ          اب وہی میں ہوں وفا اور نام صدا رزو          پردہ فرقت پڑا ایسا کہ اٹھ سکتا نہیں          بخت خوابیدہ ہے اپنا اور زوئل شام پاس</p>
<p>یہ بات ہے یہ لطف و زندگی کا فی ہائے          سر سے پاک اک بہار ناز کیا باغ اسید          شاہ پر نگیں قبا جس کا نمونہ شاخ گل          جوش مستی سے دو پہیہ بھی سنبھل سکتا تھا          عشق وحشت آشنا زندان عصمت میں اسیر          عشق ممنون نواز شہماے پیہم واہ واہ          ہر سخن اک وعدہ ہر وعدہ طلسم ناز تھا          ہر اشارہ تھا ادب آموز نگیں آرزو ما          نازش پہناں کے پردہ میں ہزاروں التفات          وہ نگاہ بیجا باک چھری چلتی ہوئی          جلوہ برقی شبلی کی چمک بڑھتی ہوئی          دل نجائے جس کو ادہ اک خاص انداز وفا          ہنشیں وہ جوش صبا سے ہم آہوتی ہو چھ          اب وہی میں ہوں وفا اور نام صدا رزو          پردہ فرقت پڑا ایسا کہ اٹھ سکتا نہیں          بخت خوابیدہ ہے اپنا اور زوئل شام پاس</p>	<p>یہ بات ہے یہ لطف و زندگی کا فی ہائے          سر سے پاک اک بہار ناز کیا باغ اسید          شاہ پر نگیں قبا جس کا نمونہ شاخ گل          جوش مستی سے دو پہیہ بھی سنبھل سکتا تھا          عشق وحشت آشنا زندان عصمت میں اسیر          عشق ممنون نواز شہماے پیہم واہ واہ          ہر سخن اک وعدہ ہر وعدہ طلسم ناز تھا          ہر اشارہ تھا ادب آموز نگیں آرزو ما          نازش پہناں کے پردہ میں ہزاروں التفات          وہ نگاہ بیجا باک چھری چلتی ہوئی          جلوہ برقی شبلی کی چمک بڑھتی ہوئی          دل نجائے جس کو ادہ اک خاص انداز وفا          ہنشیں وہ جوش صبا سے ہم آہوتی ہو چھ          اب وہی میں ہوں وفا اور نام صدا رزو          پردہ فرقت پڑا ایسا کہ اٹھ سکتا نہیں          بخت خوابیدہ ہے اپنا اور زوئل شام پاس</p>

<p>خواب شیریں کے عوض ہر گز لینی ہائے ہائے انتظارِ وقتِ مرگ ناگمانی ہائے ہائے</p>	<p>حلقہ آغوش کے بدلے سہ گرواں بے بلا دل جگر و دلوں ہوئے سید غمیں آگ بکبا</p>
<p>اسے وفا کہ بتیک رہوں خاموش کیوں پڑتایا میرے بدخواہوں پہ صبر بے زبانی ہائے ہائے</p>	<p>یار ب وہ دل غم سے کہتا نہیں جسے کس حسن و لطف کا صد رقبہ ہے ایچھا</p>
<p>رشتہ ہزار نقشِ سودا نہیں جسے سامانِ صد بہارِ تماشا کہیں جسے سرخوشِ گرمیِ خیمِ صبا کہیں جسے نظارۂ جمالِ دل آرا کہیں جسے نیز نگہ تازہ تازہ تماشا کہیں جسے وہ ایک باتِ رنجشِ بجا کہیں جسے آک عالمِ ہوسِ غم و نیا کہیں جسے یہ سوزِ جو صلا فرسا کہیں جسے وہ ہم نگاہِ دیدہ عنقا کہیں جسے</p>	<p>کس کی نگاہِ مست کا چلو ہستہ دیکھنا پھر واسنِ نگاہ کوئی کھینچ لگا چہرہ دل کو کوئی آستینے میں لچلا کس سے کہوں کہ تاکہ اس پیرِ پناہ کوئی اس دشتِ گلی پہ نہایت ہوا ابھی ناچار اس خیال پہ جینا پڑا ابھی باقی ہے آنکھ میں ابھی ہلک پر تو جمال</p>
<p>کام آ پڑا ہے اس بہت عیار سے وفا خود بین و خود فروش و خود آرا کہیں جسے</p>	<p>اہل میں ہے تصورِ جاناں کیجیے مر جاوے لیلیٰ کی صورت نہ دیکھیے رگ میں ایک تیز سانسِ چھوٹیے طولِ شبِ فراق کا افسانہ چھیڑیے در پردہ دل پرآہ سے بجلی گرا سیے دل رکھیے آفتابِ قیامت کے روبرو</p>
<p>وہ لاکھ بار آئے تو مہماں کیجیے سوزِ خیمِ تیغ کھائیے دریاں کیجیے لیکن خیالِ ناوکِ بزرگاں کیجیے لیکن بیانِ زلفِ پریشاں کیجیے لیکن تلاشِ جلوہ پنہاں کیجیے آئینہ دارِ سخی رخِ خواہاں کیجیے</p>	<p>اہل میں ہے تصورِ جاناں کیجیے مر جاوے لیلیٰ کی صورت نہ دیکھیے رگ میں ایک تیز سانسِ چھوٹیے طولِ شبِ فراق کا افسانہ چھیڑیے در پردہ دل پرآہ سے بجلی گرا سیے دل رکھیے آفتابِ قیامت کے روبرو</p>

توفیق ہو تو دونوں جہاں بھی نیکیے ناخن کو دل میں توڑ کے بس چھوڑ دیئے خجر سے بات کرنے کی حسرت بکھینچے ناچار اپنا ہاتھ ہی رکھ لیجے زیرِ سہر بہائے زخم دیکھئے اور خوب رویئے دل بستگی کو عقدہ امید سو پیئے	ہمت پڑے تو چارہ حراماں نیکیے یادِ جگر خراشی پیکاراں نیکیے دشنہ سے منہ لگانیکا ارماں نیکیے لیکن امیدِ زانوے جاناں نیکیے امید واری لب خنداں نیکیے مجموعہ خیال پریشاں نیکیے
--	---

گھر لوٹ لیں وفا جو نہیں ہے نہیں سہی  
سر کاٹ لیں زباں کے عوض ہاں نیکیے

دیکھا اے ذوقِ جلیبائے پہنائی مجھے تیری اور میری خوشی چشمِ دولتی تر جہاں اُسکو اپنا جانکر سب کمد یارِ اڑہناں پر دہرِ دوک میں کھلا شیرازہِ اجڑا دل کہتی ہے شوخیِ حجابِ چشم سے نکلے نگاہ لاکھ پڑے کسی سے بہت ایک تیر، ہسا دیکھی	وہ ہے پردہ میں سر بازِ ارجیانی مجھے کتنی آسائش تھے بے کتنی آسانی مجھے کیا سمجھتا تھا کہ پھر ہوگی پریشانی مجھے یاد آئے جب تبسمائے پہنائی مجھے کہتی ہے شرم و حیا سو پنی ہر دہانی مجھے لاکھ دانا تھی سے بڑا لاکھ نادانی مجھے
---	--

سہولتی بمعیتِ دل سے چھوڑ دے  
کب ملی تھی فرصتِ بال و پر نشانی مجھے

اے وفا اب خانہِ راحت میں رختِ گر گیا  
بیکسی و کھلا گئی تصویرِ دیرانی مجھے

سوج زن تھی رگِ صہبالبِ جانل میں کبھی خوب دیکھا ہے قیامت کا تماشہ ہمنے اب سُکلتا ہے تنِ زار تو کیا ہوتا ہے	کیا مزہ تھا گزکِ خندہ پہناں میں کبھی لپٹی پھرتی تھی تری گوشِ دل میں کبھی یاد ہے آگ لگائی تھی ان جہاں میں کبھی
---	---

خواب نے طالع عشاق کا گھر دیکھ لیا بٹیکھر پر وہ میں کیا پاؤں نکالے تم نے ایسی خونریز نہ تھی جنبش ابر و پہلے ہائے وہ وقت کہ رہتے تھے بستم بستر کھول دو بند تباہ کر دو وعدہ وصل	نہلی اسکو جگہ دیدہ درباں میں کبھی پیش برق نہ تھی جلوہ پنہاں میں کبھی ایسی تیزی نہ تھی دشنہ ترگاں میں کبھی مسی آلودہ لب نازک جاناں میں کبھی ہاں لگا لی تھی گرہ گوشہ داماں میں کبھی
--	---

اس وفا حسرت جنت ہے اگر دنیا میں  
بیٹھے حلقہ آغوش حسیناں میں کبھی

لذتِ دروہی ہے کہ دل و جان ہو جائے ایسے رم خوردہ سے جمعیت دل کیا چاہو اے فلک اس تری تعلیم کا کیا کہنا ہے حسرت دید کی جی بھر کے کیلا فی کعبے اس جفا پر بھی جو امید وفا ہے مجھ کو کام ایسا کوئی بگڑے کہ نہادے دم پر بھانسنے وہ سب بند بچے کہ ملک تے	انتہا زخم کی یہ ہے کہ نکداں ہو جائے دیکھ کر اپنی ادائیں جو پریشاں ہو جائے ہم تو برباد ہوں وہ نقشہ دوراں ہو جائے انکی چلن جو کبھی اپنا گریباں ہو جائے مجھے ہر دم سے کدوں تو پریشاں ہو جائے مشکل ایسی کوئی پیر جائے کہ آساں ہو جائے نہ نہ لگا کوئی دوسرے کہ لب جاں ہو جائے
ہائے اس جوشِ قلندر میرے تصور کیلئے کاش وہ ٹوٹ ہی جائے جو نہیں کھل سکتا ہوں وہ ناکام اگر پیار سے بھی تم دیکھو زندگی میں نہیں محسوب نہ کچھ شامل مرگ سرسے پاتک ہوں تمنا جو کوئی حرفِ توتی صوبت ہوش آزادے وہ نگاہِ بیاک	گوشتِ خاطر احباب بھی زنداں ہو جائے آپ کا بند تباہ آپ کا پسیمال ہو جائے انکے لطفِ مجھ دشنہ ترگاں ہو جائے ہائے وہ وقت کہ صرف غم حیراں ہو جائے دل میں اپنے کبھی آجائے تو ارماں ہو جائے پردہ بادہ میں گوشہ بھی پنہاں ہو جائے

قتل ہونا مجھے ہنگامہ عشرت ہے وفا



	سحر عید ہو وہ تیغ جو عریاں ہو جائے	
<p>پھوٹی جو شاخ تنہا بڑے کھرت ہو گئی وصل میں اُن کی حیا جھک و مروت ہو گئی کیا شبِ فرقت کوئی میری طبیعت ہو گئی آرزو پہلے ترے آنے سے نصبت ہو گئی رفتہ رفتہ شرم بھی طرزِ شرارت ہو گئی تم بھی ہونا چاہتے تھے مجھ سے محبت ہو گئی وہ تو کیا اب اس کے سوا کونسی شہوت ہو گئی لب تک آنے بھی نپائی تھی کہ نصبت ہو گئی بات چپ رہنے کی تھی بڑے کھرت ہو گئی بیکسی کو یاد پھر اگلی مصیبت ہو گئی پھر وہی چشم تنہا مجھ حیرت ہو گئی دیکھنا پھر کس قدر تلخوں کو رحمت ہو گئی قید کو مشرودہ کہ آزادی سے نصبت ہو گئی انتہا محنت کی پوٹھیری وہ محنت ہو گئی</p>	<p>کیا کون اب نخلِ دل کی بھی یہ صورت ہو گئی سادگی شوق سے میری یہ حالت ہو گئی آگئی بس آگئی نعلی نہیں آئی ہوئی تو ہے وہ برہم زنِ بزمِ دل اس اندر کی لائے تجھ کو راہ پر آخر ہم اس پر دہشیں ہم بھی ہیں مجھ کو اب تم پر جو پیار آنے لگا اُس پر یوش کا تصور آہو ریدیدہ ہے اک حدیثِ آرزو اور راہزن انبوہ یاس عشق اور سو سو طرح کی چٹکیوں بگڑے کام پھر اک آشوبِ دل و جاں کا خیالِ باجھو پھر ہے نیرنگِ نظر آئینہ تصویرِ دوست پھر تصور میں تجلی کا اثر پیدا ہوا خوفِ خواب کی طرح پھر کھل گیا دایم یوں زندگی اپنی سراسر غم کا ہے اک سلسلہ</p>	<p>میں اہل مصیبت میں بیاں رہتا ہے کوئی چال ہے جو تم سے خطا ہوتی ہے غمزہ غماز! نگہ شوخ! طبیعت بیدار ہم اس شکستِ روح سے کیونکر چھوڑ سکتے ہیں</p>
	<p>اسے وفا اب چارہ فراتنگ اگر کیا کریں زہر نوشی کی مجھے کبھی عادت ہو گئی</p>	
<p>مٹے والوں کا یہی نام و نشان رہتا ہے کوئی نہا جھید ہے جو تم سے نہاں رہتا ہے جو لگاؤ کا ہے پہلو وہ کہاں رہتا ہے یہ وہ دشمن ہے کہ تا مرگ رواں رہتا ہے</p>		

یادگارِ دلِ افسہ وہ سوید اہو نکیوں قابلِ داد ہے اپنی بھی متاعِ کارِ سد صورتِ آتش خاموش نہ بجائے کہیں	شمع بجبتی ہے تو کچھ ویر و مھواں بہتا ہے سفت دل لیتے ہیں پھر آنکھوں میں بہتا ہے دل میں کچھ حوصلہ ضبطِ فغان بہتا ہے
--	---

گو وفا عشق سے تائب ہو گریاں ابتک کچھ نہیں ہے تو دعا گوئے بتاں بہتا ہے
--

بھولونگا میں جنوں کو احساں کیے ہوئے بھوکو بھی اپنے سامنے تم رکھ کے بیٹھنا میں سجدہ گاہِ شوخی چشمِ عزال ہوں ڈرتا ہوں بے تمیزی دستِ جنوں نے پھر دیکھوں تو آپ بزم سے کیونکر اٹھائینگے ہاں اسے ادائے شرم ذرا کھل کر ہم ہیں پھر رضعت ہوا ہے کونسا غبت نصیب آج کیونکر وہ آنکھ دیکھ سکے خارِ خارِ غم پھر دوڑتا ہے دلکی طرف اک ہجومِ بیاں پھر آ رہا ہے خانہِ راحت میں سیلِ عشق	گھر سیکڑوں دکھائی ہیں ویراں کیے ہوئے ہم بھی ہیں مثلِ آئندہ حیراں کیے ہوئے بیٹھا ہوں یادِ دیدہ جاناں کیے ہوئے دامن کو جیبِ احیب کو داماں کیے ہوئے بیٹھا ہوں میں بھی خسرو کا سماں کیے ہوئے مشتاقِ یک تبسمِ پنہاں کیے ہوئے صبحِ وطن ہے چاک گریباں کیے ہوئے جو ہے نظارہ گل وریحاں کیے ہوئے مجموعہ اسبد پریشاں کیے ہوئے صدِ خانانِ عیشِ بیاباں کیے ہوئے
---	---

دشمن کی چشمِ بد کا وفا تم کو ڈر نہیں پھرتے ہونہ خیمِ دل کو نمایاں کیے ہوئے
---

سپار کھلتا ہے حیا سے تیری دل سے جلتا ہوں کچھ ملتا ہے محفلِ اہلِ وفا سرِ دہو نی نوگر قمار ہوں خوش ہوتا ہوں	لطف بڑھتا ہے جفا سے تیری گر وہ بندِ قبا سے تیری گر می بزمِ جہنم سے تیری رنجشِ لطفِ منسا سے تیری
--	--

<p>اس قدر شرم نکر پر وہ نشیں !</p>	<p>پر وہ رسوا ہے حیا سے تیری</p>
<p>جائگہ ہو گئی پیماں شکنی</p>	<p>ہم تھے اسید وفا سے تیری</p>
<p>کیا کیا مری بے نعل میں انھیں بچ قلاب ہے چھپنے سے تیرے اور بھی انداز کھل گیا میرے گناہ اُس کے کرم سے یہ کہتے ہیں پھر دلوں بندہ گئی ہے ہوائے نگاہ مست ہاں فتنہ ہے وہ تھر کا تھم تھم کے جواٹھا بے کھٹکے ایک راہ پہ جاتا ہے پیکر عمر اُسے نظر بہار کے پردہ میں لاکھ رنگ سوداغ جائے نقطہ دیئے یادداشت کو خلوت نگہ وصال میں بے پردگی تو دیکھ وہ عارض نگار پہ خط کی تالیشیں آخر تو میر و سبطے میں تیرے واسطے باقی نہیں ہے کچھ دل خانہ خراب میں آئینہ دیکھا مجھے مقابل طلب نہ کرا</p>	<p>فرقت سے بڑھک و صل کی حالت خراب ہے طرز حیا یہ کہتی ہے توبہ حجاب ہے تیرا حساب ہے نہ ہمد احساب ہے پر واز شوق جنبش موج شراب ہے ہاں آنکھ و غضب کی ہے جو خواب ہے کوئی نہ رہنا نہ کوئی ہمراہ ہے کیونکر کہیں کہ حسن کو ہے حجاب ہے کیا دل بھی اسے فلک و رقیق خواب ہے کتاب ہے شوقِ انشہ سے بھی حجاب ہے یہ جانیے کہ موسم گل کا شباب ہے اس مرگ روز و عدہ یہ کیا اضطراب ہے اور ہے تو شکوہ کس تم بھساب ہے تو لا جواب آپ ہی اپنا جواب ہے</p>
<p>کیا وعدہ اجل سے ہو سکیں اے وفا</p>	<p>جس کا تجھے خیال ہے وہ ایک خواب ہے</p>
<p>روز اول غم کو لیکر میں نے پوچھا اور ہے کہتی ہیں ہر ہر ادھر اس کی نرم آرائیاں گو ادب سے مان لوں ہے پال جنت کی شراب</p>	<p>میری قسمت بول اٹھی تھی تیرا اور ہے یہ تماشا اور ہے اور وہ تماشا اور ہے پھر کوں نگائیں کہ یہ سر جوش صبا اور ہے</p>

<p>واہ رہی صورت گری نقاشی کچھ نہیں ہائے نیرنگِ تمام مرتے تک مجھے دل ہوا صریح وفا جہت ہوئی تاراج غم تعملاتی ہیں نگاہیں پیش نور آفتاب</p>	<p>نقش اک اک بول اٹھتا یہ نقش اور ہے انتظار یک نگاہ مہر افزا اور ہے چھٹ چکا ہوں بس اک اکل تھا اور ہے دیکھ کر جسکو کھلیں آنکھیں وہ جلوا اور ہے</p>
<p>اے وفا یہ دل کہاں سوز و گداز دل کہاں ذوقِ دنیا اور ہے آرامِ عقبا اور ہے</p>	
<p>چرخِ بھیر بھی اک تیرے سوا اور سی سوے دشمن نگہِ شوخِ ادا اور سی پڑ گئے رشتہ امید میں جب سو عقدے دل ہے آئینہ تو ہیں عکسِ گل بھی لاکھوں خواہشِ وصل میں دل بھی ہو جگر تک چاک تم یہ کیوں سمجھو کہ ہم دیکھ کے پھوٹے ہیں بندہ کے ٹوٹا ہے طلسمِ دل عاشقِ سوار عشق اگر خانہ خرابی کیلئے کچھ کم ہے</p>	<p>مجھ سے ہاں دشمنِ ارباب وفا اور سی متسا غارتگرِ ناموسِ حیا اور سی اُن میں اک دو گروہِ بندِ قبا اور سی تم نہیں تمسا بت ہوشِ ربا اور سی غنجِ تیرے لئے آغوشِ کشا اور سی بھول کر اک نگہِ مہرِ فزا اور سی ایسا ہی آپ کا پیمان وفا اور سی اے فلک سر پہ مرے تازہ بلا اور سی</p>
<p>جس طرح سر نہ ہے آنکھوں میں مردت بھی ہو جس طرح غیر ہے نظر و بین وفا اور سی</p>	
<p>جان و تن کہتے ہیں کسی کو جان و تن میں کون ہے سر نہ نالہ اس پر کہ چشمِ سحرِ فن میں کون ہے میں ہی اک غمِ دوستِ ختاب میں ہی ہونے نصیب کیا کہوں کہ سے کہوں میں یہ کہ لغتِ کی طرح لاش بھی گم ہو گئی تھا میں بھی کیا ننگِ جود</p>	<p>ظاہر و باطن میں تو ہے ماور میں کون ہے ملکدیں کہتی ہیں کہ ہمسایاں لکین میں کون ہے دردِ دل لکھوں کہ میرا وطن میں کون ہے کون ہے پردہ کے اندر انجمن میں کون ہے بیشمار کی گم رہی ہے اب کفن میں کون ہے</p>

<p>اے خرابی تروہ ہو تجھ کو کہ جائے بوس گل          میں تو مرگان شکستہ ورنہ نیاں میرے سوا          اُس نگاہِ شوخ کی پہچان یہ ہے دیکھنا          ہر جگہ ریشہ و دانی کی ہے تیرے رنگ نے          دیکھنا اے عشق بس تیشہ نچوٹے ہاتھ سے          دیکھ اعجازِ ہم آغوشی کہ اب میں ہی نہیں</p>	<p>خاک اترتی ہے چمن میں چمن میں کون ہے          یوں ٹھٹکتا دیدہ چرخِ اسن میں کون ہے          پیشتر و سب سے غزالانِ سخن میں کون ہے          سنبل و گل لالہ و سر و دامن میں کون ہے          واسطہ بے اسکے مرگ کو کہ کون کون ہے          تو ہے میرے پیر میں پیر میں کون ہے</p>
--	---

اسوفا اک میں ہوں بس اور ماتم صد آرزو  
 روؤنگا تھامری بیت الحزن میں کون ہے

<p>چھنڈ میں بھول ابھی ہسی دامِ خیال کے          قربان موج تے تری ستانہ چال کے          ہیں داودِ خواہ اپنے لب بے سوال کے          یہ بھی چراغ تھے تری بزمِ خیال کے          صدقے میں اک ہمارے دل پاتھال کے          جو ہر بھی قطرے ہیں عرقِ انفعال کے          یا لیتی ہے بہارِ قدم تو نہال کے</p>	<p>خوابِ عدم ہے اور وہی نقشے وصال کے          ہے یہ نہ بھی قدم و لغزش قدم          چپ رہے نہی سے کھاتی یہ بات ایذا          اب یاس نے مجھادیئے صدواغ آرزو          انصافِ بیوقوفِ تیرے کسبِ استعداں          آئینہ تجھ کو دیکھ کے ناوم سے بس قدر          رنگِ خنابے اُسکے کفن پائے آشکار</p>
--	---

اُس شوخِ ناز میں کی کر اسوفا کا دل  
 مضمون ہیں دونوں یہ کسی نازِ خیال کے

<p>تقریبِ نکلی وہ مرے آشفہ خواب کی          دریا کے ساتھ طغی ہستی حجاب کی          آخر کو مینہ سے آنکلی بوشراب کی          شوخی تو دیکھنا کہ بے حجاب کی</p>	<p>اک دھوم مٹی مصیبت روزِ حساب کی          اٹھے ہی دل میں جوشِ ہوشِ اننگیا          واعطائے اتنا صدمتے کا بیاں کیا          یوں دل میں آکے بیٹھی کہ گویا میں بھی</p>
---	--

<p>تم جب قدر بگڑے ہو آتے نکھرے ہو شہر شہر قیام کا موسم کے نام سے کیا کر رہا ہے جلوہ پہناں کی تاک جھانک ڈرنیکی بات کیا جو قیامت سے ہم ڈریں کیوں آئینہ کو خاک میں دیکھو لائے ہو آیا ہوں میں عدم سے عدم کی تلاش ہے</p>	<p>بنی نہیں بناتے ہو صورت عتاب کی دستور سے ہو رہی بخود آفتاب کی تقدیر کھانسی ہے تھکے نقاب کی ہے وہ بھی اک ادا دل خانہ خراب کی تصویر یہ بھی ہے مری چشم پر آب کی ایٹھا ہوں خواب سے بھی حشر پر خواب کی</p>
---	---

میرا غبار پہونچے نکلیں پاے عرش تک  
میں اسے وفا ہوں خاک ویر لو تراب کی

<p>تیرے مری اس رنگ سے چھائی ہوگی گر یہ شمع سے اب بزم میں کیا ہوتا ہے خانہ آئینہ ویراں نہیں ہوتا دیکھو خون عشاق کی سرخی سے وہ کب جلتے تھے موت بول اٹھیں گی تو نے جسے دیکھا ہوگا جان اور غیر کی تصویر میں یوں پڑ جا رشتہ نکلت گل پاؤں میں اب الجھا ہے اوسکے بیمار کے گھر ہے یہ ہجوم حسرت ضبط کرنا ہی پتھر کا غم الفت مجھ کو جانتا ہوں تیری تصویر کے لیے تیر دست وحشت تو سچ چاک کو آغوش وداع بھانکنے سے ترے محروم رہا کرتا ہوں حسرت ذوق خلش ہے مجھے یارب کسرت</p>	<p>صبح محشر بھی تجھے ستارم جدائی ہوگی کون روکیگا جو پروانہ کی آئی ہوگی اسے ڈر بھر کہیں کیا گھر کی صفائی ہوگی تو اسے رنگ خاناگ لگائی ہوگی تیرے لیے یہ جہنم آنکھ اٹھائی ہوگی اپنے سینہ سے مگر تم نے لگائی ہوگی کس طرح دیکھنے بلبلی کی رہائی ہوگی اے اجل تیری بھی شکسے رسائی ہوگی طرح دل کی یہی کر چیم مسائی ہوگی اور فردوس پہ رضواں سے لڑائی ہوگی دیکھ داس کی گریباں سے جدائی ہوگی سوز و درد بھی کچھ آنکھ چرائی ہوگی خار و سحر پہ قدا آبلہ پائی ہوگی</p>
--	--

<p>سہریلک تو یہی ناصیہ سانی ہو گی چرخ سے خاک مری عقد و نشان ہو گی</p>	<p>اپنے در سے نہ اٹھائیں مجھے گردن نائیں ماہ نوکی تو گرہ کھول نہیں سکتا ہے</p>
<p>ہم بھی ناچار وفا ہو گئے بغنید اک دن گر نہ کی یہی آغوش کشائی ہو گی</p>	<p>ہم بھی ناچار وفا ہو گئے بغنید اک دن گر نہ کی یہی آغوش کشائی ہو گی</p>
<p>لو بہت بلبل ہیں پھر بھی تر آئندہ ہے موج شر بہ جہنم بیتقار ہے غیروں سے شکوہ مستحضر ہے غفلت کا قی ہے زود چٹیا ہے آنکھوں میں ہے ہکاری برقعہ ہے زنگ شکستہ بھی بنے عجب بار ہے جھوٹی تو نکھار محراب اختیار ہے صیاد جو کھوکے ہیں وہ بچہ شکار ہے جب یہ بندہ صا خیال کہ تو ہم کنار ہے بس دیکھنے ہی کی غرور شکار ہے اہل نظر کا آپ ہی تہہ وہ دار ہے ساقی کو آج بزم میں کیا اختیار ہے عالم مری نگاہ میں مشتہ عیار ہے وہ بیقرار ہیں جو مجھے کچھ قرار ہے مجھے ہوئے ہیں خاک میں اسکی عیار ہے عقدا کا نقش پا جو نشان مزار ہے ہاں میرے پاس طائفہ ساز گار ہے</p>	<p>فاشٹی شب وصال میں آئینہ دار ہے بس آنجن میں ساغر سے چشمہ یار ہے اس بکلی کی دوا سے کچھ تو اسے نہ ہے دل کی تاک نشہ صبا کے پردہ میں شہد نگاہ وہ ادھر آیا دوحہ لپ افسردگی کو جان لیا ہے شگفتگی دھل عدو پہ سر نہ جھکا پیار آگیا اُجھا ہوا ہے دھام تمنائے صید میں حب و ب کرا اور دل کا برا حال ہو گیا اس جوش گریہ میں بھی نہ جھکو ڈوب سکی جوش نگہ کا نام رکھا ہے نقاب حسن طوفان میں بے تہے ہوئے پھر یہ صدم ایسی فرار چشمی وحشت کے سرہ خاک آغوش میں نہ نہیں سکے شہید حال اس شے پر بھی مجھے کمزورت کا ہو کمال کیا میری خاک فتنہ محشر اڑائے گا آئی ہے گھر میں شام الم نذر کیا کوں</p>

جے نور رہ گیا ہے شہستان آرزو	مدت سے دل چراغ رو کوے یار ہے
اے تیری شان یوں نہیں مجبور کرویا	دل سہہ جازا اور اُنھیں اختیار ہے
جیسے کی قدر مرنے کا غم اُس سے پوچھئے	دم بھر کی زندگی کا جو امیدوار ہے

خواب عدم سو سے خالی تھا وفا  
ہستی ہے جس کا نام اسی کا خار ہے

اب تو آجائے یہ حالت دل بیمار کی ہے یوں رگ و تار میں کیا دورانی پھرتی صبا مہرباں بھی ہو تو مدت میں مزہ بد لیگا کوئی اٹھائے رہ شوریدہ کی لاکھوں ٹٹیں دیکھ آئینہ سے رسوا نہواں پرہیزشیں پکھلا جاتا ہے یہاں جو صلہ ہم سخنی غفلت مرگ سے ہر بار جو چنک بھٹا ہوا ایکے جھٹکے میں نہ صبا و اکیں دم نکلے بزم میں نشہ بھی صبا سے اڑا رکھا ہے سخت جانی مری آخر کو بنی سنگ فسال کیوں دم قتل نہ چھالے مرے دلے پھول تیری کو تا ہی مرگاں کو نہ کیونکر دوں ابلی ہے فصل بہاری کی یہ وحشت تیری صرف ہو جاتی ہے وہ آنکھیں بھی کھلے خوں رگ جو آئینہ سے بھی پٹکے گا سستی حسن اُسے دکھتی ہے غفلت میں	موت بہکائی ہوئی چرخ جنا کار کی ہے یہ بھی ستانہ ادا اک تری رفتار کی ہے میں تمکیش مجھے لذت ابھی آزار کی ہے ہلشیں سچ ہے یہ چھاتی اسی لوار کی ہے بجھکو سو گند مری حسرت دیدار کی ہے کیا ہی تاثیر تری گرمی گفتار کی ہے جب تو خواب میں بھی دولت بیدار کی ہے سانس ٹوٹی ہوئی کچھ مرغ گرفتار کی ہے گرہی دست و رازسی ننگہ یار کی ہے دشنہ سے تیز زباں اب مرے غمخوار کی ہے جو ہر تیغ میں لذت غلش خار کی ہے کچھ بھی تسکین جگر نشہ آزار کی ہے خندہ گل میں نوا مرغ گرفتار کی ہے برق جلتی مجھے فرصت ترک دیدار کی ہے گرہی کاوش بیجا مزہ یار کی ہے شور و خراباں کہتی ہیں یہ آنکھ تو ہشیار کی ہے
---	---



<p>اس تعافلیں پہ فلک تیرا بڑا کیا چاہوں دیکھ کر اہل قیامت کو بھی جی سہو ہوا نے کو داغ طمانہ بڑا کہہ ترے سر پر چڑھے</p>	<p>اک ادا بچھیں یہ خوابان دل آزار کی ہے یاں بھی گرمی دہی ہنگامہ غبار کی ہے منہ لگائی ہوئی یہ اک بت میخوار کی ہے</p>
<p>اسکی اس بستی ہمت پہ وفا خاک پڑے میرے سنے میں خوشی چرخ ستم گار کی ہے</p>	
<p>دیکھی ہے شکل وہ جو دکھائی ہوئی ہی ہے اسکی جفا میں آتی ہے پھر لوے التفات وہ شکل زندگی جیسے امید گنتے تھے ظالم بتا ہم اپنی طبیعت کو کیا کریں رو داو عشق داو و محشر سے کیا کہوں کیا جان در و مند گئی جان آ گئی</p>	<p>اُبھری ہے پھر وہ چوٹ جو کھائی ہوئی ہی ہے کچھ پہلوے امید میں آئی ہوئی سی ہے یوں شگنی کہ تیری مٹائی ہوئی سی ہے آئی نہیں ابھی مگر آئی ہوئی سی ہے یہ واسطہ کسی کو سنائی ہوئی سی ہے جو چتر گم ہوئی ہے وہ پائی ہوئی سی ہے</p>
<p>میں اور وصل یار کی تدبیراے وفا بنتی نہیں کہ بات بنائی ہوئی سی ہے</p>	
<p>کس طرح عہد محبت پہ یقین لائے کوئی گردش طالع ناساز ہو یا دور فلک کوئی کچھ میں ہی نہیں غیر بھی ہو سکتا ہو جس طرح اُس تن نازک پہ قبا چست آئی</p>	<p>جب مرے لوٹے ہوئے پٹے پھرتے اسے یاں تک تو ذرا لائے کوئی کو سے ہو تو یہ کہتے ہو کہ مٹ جائے کوئی کاش یوں حلقہ آغوش میں آجائے کوئی</p>
<p>واہ کیا پردہ کیا جلوہ پنہاں تو نے غیر بھی شورِ محبت کے مرے لیتا ہے واہ اس دست جنوں خوب بنا رکھا ہے سوت کستی ہے زہرِ صحرَا کہ دکھا دوں تجھ کو</p>	<p>رکھ لیا سامنے آئینہ امگاں تو نے وہ نہیں توڑے ہیں توڑے ہیں نکدہ تو نے حبیب کو حبیب گریباں کو گریباں تو نے باں نہ کیا جاہو اگر غمزدہ پنہاں تو نے</p>

<p>شوقِ وہ رنجِ طلب - ریشہ دوانِ ابتک جو عدم سے بھی پرے تحقیق نہ بلانے دیکھیں</p>	<p>تو وہ بیرحم کہ کافی ہے گرجاں تو نے سر سے آنکھوں میں دیا کیا شبنمِ گلِ قلعے</p>
<p>ہم جھانکتے ہیں پردہ شرمِ گناہ سے حیرت نگاہِ بنگلی جذبِ نگاہ سے مگر مٹی تلاش نے کیا پر لگا دیئے نازِ ازل تو دیکھئے گویا چھلک گیا خوابِ عدم کے دیکھئے واسے ہیں کیوں جس آیا ہے بحرِ ناز میں طوفانِ دلبری ہیم و امید کی ہے یہ صورت کہ مل گیا حیرت نے امتیاز کے پردے اٹھا دیئے عجزِ گدا کی بہتِ عالی کو دیکھنا رشتکِ نصیبِ غیر سے رونا ہوں ملے ملے ہم بھی گئے تھے حقیرتِ موسیٰ کے ساتھ ساتھ</p>	<p>کیا آنکھ لڑ گئی کرمِ عذرِ خواہ سے پیدا ہوئی ہے آنکھ تری جلوہ گاہ سے اڑتا ہے دترہ دترہ تری گردِ راہ سے ساغر بھرا ہوا ہے ذوقِ نگاہ سے تعبیرِ بوجھ لیں مرے بختِ سیاہ سے کیا موجِ حسن اٹھی ہے طرفِ کلاہ سے گو یا لبِ خموش لبِ داوِ خواہ سے فرصتِ طلب ہوں شوخیِ برقِ نگاہ سے لپٹا ہے بازوئے کرمِ باوِ شاہ سے احبابِ خوش نہیں مرے حالِ تباہ سے آنکھیں بہت سی لائے تری جلوہ گاہ سے</p>
<p>خوشیِ شہرِ صورتِ زنگار آئینہ الفاظِ خوشچال ہیں مضامینِ جگرِ خراش</p>	<p>ملکر چھپا ہوا مرے روزِ سیاہ سے اسے ہمسفرِ داغِ سخن آہ آہ سے</p>
<p>دوستِ فنائین اک ورقِ سادہ ہوں وفا آیا نہ مجھ پہ حزنِ سپید و سیاہ سے</p>	<p>دوستِ فنائین اک ورقِ سادہ ہوں وفا آیا نہ مجھ پہ حزنِ سپید و سیاہ سے</p>
<p>دل میں رہ کر چھپا کرے کوئی ہم نے مانا وفا کرے کوئی اُسکی شوخیِ پکارے کہتی ہے تری محفل سے فتنہ گر کہنتک</p>	<p>آنکھ بنگر حیا کرے کوئی چارہ یا س کیا کرے کوئی کھل گئے ہم چھپا کرے کوئی دورِ دین کر اٹھا کرے کوئی</p>

<p>             ناز ہے اپنی بینیا زسی پر              صبر الویٹا سے عرض کس کو              رشک دشمن بھی ہے عزیز مجھے              دونوں عالم کو کیا کروں لیکر              تو بگاڑے تو پھر بنائے کون              جرات ناز تاب فرسا ہے              سر محشر بھی تھا صفا ہے              ہائے کس دل سے کہیا اُس نے              دولت حسن و عشق بڑھتی جا              کاش وہ انتظار مرگ سہی              اپنے آئینہ سے مکدر ہو              دل ہوا ذوق و روستے خالی              زخم کجبت جی چرائے لگا           </p>	<p>             وقفہ منت رہا کرے کوئی              شکر نعمت ادا کرے کوئی              تیری باتیں کیا کرے کوئی              قیمت دل ادا کرے کوئی              توجہ روٹھے تو کیا کرے کوئی              کیا کئے اور کیا کرے کوئی              ہاں ہمارا گلا کرے کوئی              غیر سبک ملا کرے کوئی              آپ کو سیں دعا کرے کوئی              دروہ ہو کر دوا کرے کوئی              خاک تم پر مٹا کرے کوئی              اب نکلنا بھرا کرے کوئی              شک افشاں ہوا کرے کوئی           </p>
<p>             اے وفا بعد میرزا غالب              ہاں غزل یوں لکھا کرے کوئی           </p>	
<p>             لن ترائی کا مزا جاتا ہے              غیر بھی دوست ہوا جاتا ہے              بینیا زسی کا نتیجہ یہ ہے              میں ہوں اُس وادی حشر میں              بید لیہائے مصیبت چمکے              دل کو پوچھا تو گرا کر پوچھا           </p>	<p>             آپ آئینہ بنا جاتا ہے              بکیسی لطف و فاجاتا ہے              ناز سے ناز کھینچا جاتا ہے              قافلہ رو بقتضا جاتا ہے              حشر بالین سے اٹھا جاتا ہے              کیا کوئی غش ہے کہ آ جاتا ہے           </p>

<p>یاس نے پاؤں بچھائے آخر ساوہ وضعی کی ہے یہ پرکاری بے حجابی بہ غضب کا پردہ کتنی دلکش ہے تباہی اُسکی صبر کو سمجھے ہو راحت طلبی موت کے بعد ہیں لاکھوں غلہ دشمن کیستی شوق نہ پوچھو! گردشِ بخت ہی کچھ کام گئے</p>	<p>ہاتھ و امن سے کھینچا جاتا ہے سر سے نظروں سے گرجا جاتا ہے جتنا کھلتا ہے چھپا جاتا ہے جو بگڑنے بنا جاتا ہے شکر اک شکوہ ہو جاتا ہے کیا یہ اندوہ وفا جاتا ہے نقشِ پا آگے بڑھا جاتا ہے گھر تو برابر ہوا جاتا ہے</p>
--	---

اے وصفِ شرحِ قلن کیا لکھیے  
رنگِ مضمون بھی اڑا جاتا ہے

<p>یہ بتا جاؤ کہ مچا منی صورت کیا ہے لبِ خاموش کی پردہ شکیلیت کیا ہے کیوں لے جاتے ہو ایسی بھی مر و کیا ہے غمرہ کتا ہے مری طرزِ عبارت کیا ہے حسن و پردہ کو اس قیدِ فرصت کیا ہے تجھ کو منظور پھر اے گوشِ قسمت کیا ہے پھر دل تشنہ آزار کی حالت کیا ہے لڑتی بھڑکتی ہوئی محشر سے طبیعت کیا ہے آرزو پوچھ گئی رنگِ طبیعت کیا ہے پھر نکلنے سے کھٹکتی ہوئی حرت کیا ہے جان لنی پوچھتی ہے مجھے کہ اجت کیا ہے</p>	<p>یہ دکھا جاؤ کہ نیرنگی کیا ہے بید لیہائے تنہا یہ مصیبت کیا ہے جان و دل اک نگہ بان کی قیمت کیا ہے ہائے پھر شوخی مضمون اشار کیا ہے دام پھیلائے ہیں پھر کسکی دل آئی نے پھر عدم نقطہ پر کار سویدا اٹھیرا پھر مجھے شکوہ کو تباہی مرگاں کیوں ہے پھر تباہے مجھ کو کسکشِ رسوائی تجھے ہیں سادگی شوقِ فنا کے نقشے پھر بنانے سے بگڑتی ہوئی صورت کیسی ہائے پھر کسکشِ مرگ پہ چمی دکنے لگا</p>
---	--

کس صفائی سے وہ کہتے ہیں کہ وہ کیا ہے  
 نیک افشانی افتار کی لذت کیا ہے  
 صا و کے پردہ میں چہ چشم غنائت کیا ہے  
 شوخی ناز کے پہلو میں نزاکت کیا ہے  
 تیرے قابو میں تیرا جلوہ قاست کیا ہے  
 آپ آئینہ سے آتا ہے یہ حیرت کیا ہے  
 یکسافہ نزاکت میں نزاکت کیا ہے  
 تیرے کوئی کہ یہ جلوہ وحدت کیا ہے  
 دشمنی کتنی ہے جو میں ہوں محبت کیا ہے  
 پردے اٹھائیں تو پھر وہ غفلت کیا ہے  
 بخت بد آئے خوار بھی محنت کیا ہے  
 وہ ہم کثرت کے سوا معنی کثرت کیا ہے  
 تو بھی تو دیکھ کہ یہ حسن طبیعت کیا ہے

خواری عشق کو پھر خاک اڑانی ہوگی  
 دہن زخم میں پانی سا بھر آتا ہے  
 انتخاب دل مایوس ہے امید فرا  
 دامن برق میں کیا خوب لگائی ہے گرہ  
 کھنچ گیا سایہ بھی مثل العن آزاوسی  
 آؤ اپنے سے تجا ہل سے تماشہ دیکھو  
 رہ گیا جو شش تکلم بھی تبسم بن کر  
 بات کا منہ سے نکلتا ہے نشان کثرت  
 لاگ آپس کی ہے اس لاگ یہ ہم قویں  
 وہ اگر سامنے آجائیں تو اکھیں کھلیں  
 شوق تصویر دو عالم کیلئے حاضر ہے  
 موج کیا چیز ہے گرداب میں کیا کھار  
 تیرہ جی تجھے سو گند ہے ناکامی کی

اے وفا آپ ہی میں اپنے سخن میں کہ ہوں  
 شیکہ جو غیر کی تحسین سے وہ لذت کیا ہے

تیری تصویر بھی اک چشم تماشائی ہے  
 آنہ تختہ مشق ستم آرائی ہے  
 دل افسردہ کو خون رگ تنہائی ہے  
 پردہ شرم بھی لک محشر رسوائی ہے  
 پہلو صبر قیامت میں جگہ پائی ہے  
 ہائے بھی اسی کا نہ کہ دل آرائی ہے

جوش نظارہ ہے اور پر تو لیتا ہی ہے  
 اس طرف عکس ادھر آپ کی رعنائی ہے  
 جوش ہنگامہ طوفان قیامت معلوم  
 جسد چھپے ہو اتنے ہی کھل جاتے ہو  
 بقراری نے کہاں گرم کیا ہے بستر  
 ہانسی اور اس انداز سے چٹکی لینی

<p>دیکھتے دیکھتے مٹ جائیں گے تھے واسے اس سے کیا کام وہ شک نہ و ختم ہی ریخ و شوار سی آوازہ محشر کیوں ہو آرزو کہتے ہیں کسکو یہ وہ چھوڑ لکھا فٹہ سا دیکھتے حسن تیا مست ہو گا اے اجل اور ذرا آنکھ کھلی رہتے تھے اسے ترا نقش قدم ہو کہ چشم قبول اس بعد اسے نہ دھر کو پہچان لیا حسن پر کار سے کچھ رنگ ملا یا ہو گا دل میں کچھ عشق نے طوفان اٹھایا ہو گا اسے وفاب نہ سخن ہے نہ سخن کی عربت</p>	<p>حسن خود میں نے تجلی کی قسم کھائی ہے میں ہوں اور جلوہ داغ شبہ کھائی ہے بہم سمجھ لینے کو فی پوٹ اٹھائی ہے ور وغیرت نے بھی شکل سے جگہ پائی ہے عالم نگ گردش دامن خود آرائی ہے لکھتے ہیں یہ داغ شبہ سنائی ہے اس تری خاک قدم سترہ بیانی ہے میریا نوزیر میں شوق جبین سنائی ہے نقش اس میں کچھ جلوہ رعنائی ہے سوچ و درو اب کہ بھی و غوہ پیدائی ہے نہ چمن ہے نہ مذاق چمن آرائی ہے</p>
---	--

شعر کہیں کہیں کی فرصت کس کو  
ما تم شیفہ و مومن و معتبا فی ہے

<p>بتا دیاس تو کیا ہے تری بہت کمانک ہے اثر اس تلک کامی کار گز و ذوق بیانک ہے ذرا دل سے تو پوچھو شوق رسوائی کمانک ہے ضرورت مجھ کو ریاضیہ کی الے و امجھوئی ذرا بیٹھے ہو دشمن کی باتوں میں نہ آ جانا مٹھیں طوفان و ریائے فانیں کیا غرض ہو نہ پوچھو مجھے میں نے غیر کو بھی پہچان لیا چلا ہے ہر نفس اک تازہ و انبوہ فغاں لیکر</p>	<p>کہ پرواز پر امید مرگنا کمانک ہے جسے دلیں چھو یا اتحاد ہی کٹنا کمانک ہے اتھاری بار سانی بھی تمھارے پاس کمانک ہے شکایت کا غر کہ بہت عشق بد گمانک ہے ہماری سخت جانی بھی فریب اتھانک ہے یہ جوش گرمی خون آپ کی تیغ روانک ہے مٹھیں دیکھو تمھاری شوخی بیجا کمانک ہے قیامت پر قیامت کا رواں کاروانک ہے</p>
--	---

<p>یہ بے پروا خرامی آپ کی صحن مکانک ہے یہ شان بینا زری غم ہائے جانستائیک ہے وہ شمع کشتہ ہوں جسکا دھوا بھی آسمانک ہے تغافل کا اثر بدستی چشم بستانک ہے اسی بے پروگی کا سلسلہ ازبہنائیک ہے پھر آخر کچھ تو ہو کہد و تحیں فرصت کہانک ہے مکلف بر طرف یہ میری چشم زلفشانک ہے اگر قصد یہ تغافل کی تو مجھے نیجائیک ہے</p>	<p>وہ باہر گھر سے عرض جلوہ نے پھندہ لگا لیا چھری چلتی ہے دشنہ تیز ہے آزاد بیٹھے ہو ابھی اک ذرہ فیض ہوا تو شوق باقی ہے طلسم انتظار شوق ہے خاک کا تغافل کا انھیں دتو نوک چھانے جاؤ آخر برق نکلیگی یہ مانا ہم نے آتش پارہ ہو شعلہ ہو بجلی ہو کہاں وہ حسین سادہ اور کہاں دست خنائیں وفا کیا تھے رنگ بیوفائی بھی نہیں جبتا</p>
--	---

کوئی اپنی زباں سے بلبل ہندوستان ہوگا  
مرے مضمون کا چرچہ اور وفا اقلیم جانتک ہے

<p>پھر امتحان گردش لیل و نہار ہے پھر ہائے ہائے روح رگ انتظار ہے لب پر ہے پھر یہ عذر کہ دل سقار ہے موج غبار پھر رگ ایرہب ارہ ہے دست ہوس میں خامہ جادو نگار ہے کہد انوید وعدہ دیدار یا رہے پھر انتظار جنبش دامن یا رہے پھر میں ہوں اور فسانہ شبہاتار ہے خواب عدم بھی آئستہ انتظار ہے</p>	<p>پھر اہتمام طالع ناساز گار ہے پھر و نشیں ہے شیوہ رسوائی آہ آہ ضبط وفا کا پھر یہ تقاضا کہ ہاں خموش ٹپکار ہی ہے رنگ جنوں پھر ہوا شوق پھر نقش یاس بول اٹھا اسے خوشا فریب سنو اپکارے کشتی ہے پھر سستی خیال خاکستر خیال سے چکے شرار شوق پھر جوش خواب بخت سیہ کو پھر کھین بینکوں میں جلوہ صدر رنگ دلکھنا</p>
--	--

سب کچھ سی وفا مگر اتنا بھی سوچ لو  
عالم طلسم آئستہ اعتبار ہے

دل چھین لیا تو نے اے فوق پریشانی  
 قسمت سے نکل آیا پہلو سے گرا نجانانی  
 کیوں بیچ میں پھرتا ہے اندازِ تنہا بنی  
 پھر غم نے کھولی ہے دوکانِ پشیمانی  
 اندیشے کے ہاتھوں میں آئینہ حیرانی  
 پابندی و آزادی دشواری و آسانی  
 نقاش ہے لاشانی ہر نقش ہے لاشانی  
 جبریل سے کب پایا متمنائے زباندانی  
 ایجاد کی گردن پر ہے خون غزالخوانی  
 ہاں جہل ہے دانائی ہاں علم پر نادانی

جمیعت کو نینی اختیار کو ارزانی  
 تمہید اجل کیا تھی اک وضع تن آسانی  
 فتراک دل و جاں ہے اک بندشِ پنهانی  
 امید کرم کچھ ہے درپے آرائش  
 تم چلتے نظر آئے اور ہم کو نظر آیا  
 کھل جاؤ تو ہم دیکھیں مل جاؤ تو ہم چھپیں  
 مانا کہ جلیل اچھے اچھوں سو ریاض اچھے  
 لاہوت سے کب پہنچی تون کو سند قومی  
 ہے ہے روشِ سادہ واجب دیتِ مضبوطی  
 کجنت و فاقہ تو نے کیا چھڑ دیا قصہ

استاد امیر آؤ دیکھو ستم سیجا  
 مٹی ہے سخن نہیں لنتی ہے زباندانی

ہاں غمزدہ پنهانی اک پریش پنهانی  
 بربادی بربادی ویرانہ کی ویرانی  
 نظاری کی رسوائی اور جلوہ کی امانی  
 ہے آپ کی مٹی میں اپنا خطِ پیشانی  
 قدموں سے لپٹتی ہے جو لائیکہ مکانی  
 آنکھوں سے ہو گھٹینی پردہ کمالِ فشانی  
 ہے سنگِ حوادثِ پھر عرضِ گراخانانی  
 پردہ میں ہے خود بینی آئینہ ہے تیرانی  
 پھر تیری ہے نگاہوں میں وہ گردشِ امانی

ہم بھی تو ذرا دیکھیں پھر شرم کی دیوانی  
 فرصت کو ہے وہ فرصت آنکھوں کی چمکتی ہو  
 وحدت ہے وہی وحدت تم میرے لیے سمجھو  
 بگڑے تو بنا دینا اصلاحِ کرم کرنا  
 تمکین پہ نظر رکھنا شوخی کی خبر لینا  
 کھل جائے درجنت اے جنتِ نظارہ  
 اس شمشیدہ دل تو نامت سے نہیں ٹوٹا  
 اینوں سے ہیں یہ باتیں گھر والوں کی گھٹیاں  
 پھر چشمِ تماشائی محشر کا ہے گوارہ



مجرم ہوں سبک ہو کر رحمت پہ گراؤں نہیں	بھاری ہے ترالیہ اے داغِ شیمانِ
دیکھ آئے وفا ہم بھی محنت کدہ ہستی امید کی تھی رخصت اور یاس کی مہمانی	
پھر یہ بیان جان لیا کیا ہے ہائے یہ نازِ جاں گسار کیوں ہے جن خوابوں میں سادگی کیوں ہے کیوں نہ تنگ بن کے ٹپکا ہے شرم شوخی سے لٹٹی جاتی ہے دو جہاں سے اُدھر ترانہ نظر ہوں حرلین آپ کے تغافل کا التفاتِ ستم پہ مرتا ہوں ہاتھ پر وہ سے کیوں نکلتے ہیں مجھ سے نظم سخن کی فرمائش	دل شکستوں کا آسرا کیا ہے وعدہ جرات آزا کیا ہے رنگ آمیز سی ادا کیا ہے یہ رگِ موجِ صب کیا ہے جاؤ نگیں میں اب رہا کیا ہے تجھ کو چلن سے دیکھنا کیا ہے میری فرصت کا پوچھنا کیا ہے شکوہِ محبت نارسا کیا ہے جوشِ بد مستیِ حن کیا ہے میرے احباب کو ہوا کیا ہے
اے وفا کھل گیا جو کتنا تھا کوئی کیا جانے میرا کیا ہے	
کرم دے ہو تم کدو کرم ایسا بھی ہوتا ہے قبائے تنگ سی باہر موج جاتے ہو جاتے ہو قیامت کیلئے کوئی نشان بھی چھوڑ جاتے شکست نازید ہے ادا کی جگہاں ہی سے نچوڑا برق کو گونا گونا فشاںِ سخت جانی نے رگِ شوقِ شہادت قطع ہوتی ہے تصور سے	ستم کے ساتھ ہی غنیمت ایسا بھی ہوتا ہے کہاں جاتے ہو کیا اندازم ایسا بھی ہوتا ہے قدم کیسا تھک ہی نقش قدم ایسا بھی ہوتا ہے تھیں کدو کہیں لٹوئیں خم ایسا بھی ہوتا ہے جگر میں آگ اور گھونٹیں خم ایسا بھی ہوتا ہے کمالِ تیر بنیغ و دوزم ایسا بھی ہوتا ہے

ہزاروں نقش و لمیں اور خالی رنگ مستی سے	ستم اے سادگیساں کو قلم لکھتا ہے
تفرقہ حیرت و اندوہ کا کیسو ہو جائے	ہاں نگہ جو ہر آنینہ زانو ہو جائے
وحشت انگیز اگر چشم پریر ہو جائے	فتنہ حشر بھی گردِ مہم آہو ہو جائے
وسعتِ حوصلہ و تنگیِ فرصت ہے ہے	کاش دم لینے کی صحت کسی پہلو ہو جائے
دلِ افسردہ جو بھر آئے تو دریا بن جائے	جوشِ امید مٹ جائے تو آتش ہو جائے
ان اشاروں سے نزاکت کا بگڑا گیا ہے	پیرہہ حشر میں اک جنبشِ ابرو ہو جائے
گرم بازاری آدمی آوارہ محشر کیا ہے	لبِ خاموش دکھا دوں تو ابھی ہو جائے
اس سے متا ہوں کہ یہ لاگ لگاؤ ہو گی	اس پہ جیتا ہوں کہ دشمنِ سخن خفا ہو جائے
تجسس پابند نزاکت کا الجھنا مشکل	مجھ سے آزاد اسیرِ خرم کیسو ہو جائے
شوق ہے عیالِ طلبِ رشک سے میں گذرا	ہو وہی میرے لئے جسکو لیتے تو ہو جائے
شوقِ تازہ نے ابھی رنگ چنایا کیا ہے	دیکھنا کشمکشِ ناز کی جب خو ہو جائے
لطفِ ملکینِ حیا یہ ہے کہ شوخی بن جائے	رنگ جب ٹوٹ کے لمبا لے تو پھر لو ہو جائے

اے وفا ہم ہیں اسی عالمِ حیرت میں جہاں  
مردمِ چشمِ قصورِ شب کیسو ہو جائے

دل میں افسردگی دل کی یہ طغیانی ہے	مجھ کو امیدِ کرم سے بھی پشیمانی ہے
پاؤں پھیلائے ہیں جس سے وہ گرنا جانی ہے	میں ہوں اور کشمکشِ ناز تن آسانی ہے
مردہ اے شوق کہ پھر جلو کی ارزانی ہے	ذوہِ تامہ زیاں رنگِ حیرانی ہے
آؤ وچستیِ نیرنگِ سب ہی دیکھو	دلِ غارت زدہ منت کشِ دیرانی ہے
عالم اک قطرہِ خون جسکو ٹپکنا دشوار	رگِ ہستی بھی رگِ دیدہٴ قربانی ہے
خلوتِ قید میں بھی حسن ہے ہنسا کا طلب	میں ہوں صیاوہ ہے اندازِ لکھنا جانی ہے
جس سے دل جلتے ہیں وہ اپنی مدداری ہے	جس سے گھر لگتے ہیں وہ اپنی مہمانی ہے

<p>بھول کر کیا کہیں پردہ سے نکلائے ہو  دو جہاں کو نگہِ عجز سے تو لاہم نے  بے مٹائے کوئی مٹجائے تو شکوہ کیا ہو  جلوہ مہر قیامت کے نتیجے معلوم  نگہی دہر سے باہر ہے فراغت میری  ہاں ٹپکتا ہے انھیں باتوں سے رنگبستی  ناے کیا ہیں لبِ افسوس کے تجاے ہیں</p>	<p>میرے چہرے سے عیاں کیوں غم پانی ہے  میری نظر دہنیں ہے جو بے مسامانی ہے  التفاتِ ستم ناز کو آسانی ہے  دستِ اندیشہ میں آئینہ حیرانی ہے  میں ہوں اور وسعتِ آغوش پریشانی ہے  بیٹھ کر پردی میں پردی سے گل افشانی ہے  اب اسی پردی میں آہنگِ غم لٹائی ہے</p>
--	---

<p>اے وفا نشکلی شوق کا رونا کیا ہے  زہرہ تادیدہ دل تا بج کر پانی ہے</p>	
---	--

<p>کیا امتحاں اگر ہوس امتحاں رہے  قیمت کی بات ہے جو کوئی نیجاں رہے  تم عجزِ بیریہ سے اگر سرگراں رہے  مستی بھری ہے آنکھ میں شوخی نگاہ میں  تاموس رشک و لذتِ آزار ہائے  جیلے کو اک امیدِ کرم کا بہانہ تھا  اسے سادگیِ عجز نہ آنا فریب میں</p>	<p>رگ رگ میں بے خون کاشمیر وال ہے  دشنہ وہ دشنہ ہاتھ سے پہلے رواں ہے  ہم التفاتِ ناز سے بھی بدگماں رہے  اب شرم کسکی ہو کے رہے اور کہاں ہے  تو اور تراش کر یک ستم آسمان رہے  ہم جانکر ستم کش نازِ بے باں رہے  سر جاک پر نگاہِ سوئے آسمان رہے</p>
---	---

<p>مگر نیرنگت ہے تو کیا کیا نکریں گے  کیا فکر کشائش سے ہم الجھا نکریں گے  لٹجائے دل و جاں کہیں چرچا نکریں گے  شوخی کی یہ گھاتیں مگر وہ گھٹک چھپیں گے  نیرنگ دو عالم دل پہ نگاہِ طلب ہے</p>	<p>امید کے ہلو میں بھی آیا نکریں گے  ناخن سے مگر عقدہ کو سدا نکریں گے  کٹجائے زباں ہم کبھی شکوہ نکریں گے  پردی کی یہ باتیں ہیں کہ پردا نکریں گے  بے پردگیِ مشرک و رسوا نکریں گے</p>
--	---

<p>ہم چارہ اندوہ متناں کریں گے تدبیرِ غم جو صلہ فرسان کریں گے وہ عقدہ مشکل ہے جسے دان کریں گے کہتے ہیں کہ ہم آئندہ دیکھان کریں گے یہ رنج اٹھائے سے بھی اٹھان کریں گے پھر ہم گلہ نازش بیجان کریں گے</p>	<p>سرایۂ امید ہو تم چین سے بیٹھو ! ہریات میں اک وعدہ امید فرما ہے وہ ظلم ہے جسکو کرم خاص کہیں گے اس جلوہ کیتا یہ لگاؤٹ کے ہنس پلو ولدادۂ افسون محبت ہوں نہ سمجھا تم بزم تماشا سے تغافل کو اٹھا دو</p>
--	---

بگڑا ہے وفا ذائقہ کام متناں  
ہر زہر بھی میٹھا تو گواراں کریں گے

<p>جوش مستی پہ بھی نظر ہو گی کہیں لپٹی ہوئی مکر ہو گی حشر ہو گا اگر سحر ہو گی بیشانی تو راہبر ہو گی موت کجبت پردہ درہو گی تم کو اس پردہ میں نظر ہو گی شرم بیجا کو گیب خیر ہو گی وہ تری چشمِ فتنہ گر ہو گی</p>	<p>کچھ تمہیں اپنی بھی خیر ہو گی دیکھو اب گئے سر کیسو شبِ غم ہے حجابِ رسوائی راہِ الفت میں مہسفر نہ سہی زندگی غفلتوں کا پردہ ہے قیدِ آئینہ سے نکل آؤ شوخی کہتی ہے آؤ کھل بیٹھو جس نے توڑے طلسمِ شرمِ حیا</p>
---	---

<p>رورہا ہوں بیٹھکر دیوار و در کے سامنے موت بھی کھوئی گئی کیا خیر کے سامنے اک طرف بیٹھا ہوا ہوں رہکر کے سامنے حشر اک تصویرِ عکسی ہے نظر کے سامنے آئندہ رکھا جنوں نے بے خبر کے سامنے</p>	<p>بکیسی نے گھر بنایا میرے گھر کے سامنے بسکہ نیرنگ تغافل تھا نظر کے سامنے عبرت و اماندگیاں ہوں حسرت و اذوقاں شوقِ رسوائی کو بھی خاک اڑانا تھا جزو بخت بد سے فتنہ روزِ جزا کے پردہ میں</p>
---	---

<p>عمر بڑھتی ہے قریب آرزو کی یاد میں ہوں وہ مست شیبہ ساقی کہ سنا کر طریح انتظار شوق کی یہ ناتامی ہائے ہائے بخت محنت آرزو کی نارسائی ہائے ہائے ماہرین کو ڈھونڈتا ہے شوق آزاد طلب آنہ سے کچھ نہیں گویا بہت ہی سادہ ہیں ہاں ابھی بزم خیال غیر سے آیا ہوں میں رہگذار کاروان آرزو اب مٹ گیا</p>	<p>آرزو دہشتی ہے اُس بیدار کے سامنے سینکڑوں بیجانے پھرتے ہیں نظر کے سامنے مر گیا ہوں نامہ دیکر نامہ بر کے سامنے ٹھکیا ہوں جادو راہ سفر کے سامنے شکوہ باد گراں ہے راہبر کے سامنے وہ نہ ٹہرے اپنی چشمِ قدسہ گر کے سامنے تم نہ آنا میرے شوق پر وہ در کے سامنے منزل نہیں تھیں دل کی پہلو میں جگر کے سامنے</p>
--	---

اے وفا قطرہ بھی ہے شامل کمالِ بحر میں  
عیب ہو کر آئے ہم اہل ہنر کے سامنے

<p>الگیا خاک میں وہ حسن خود آ رہے ہیں سیکڑوں انجمن ناز کا غنا صد حیف حسن ہے مانتی حسنِ خدا خیر کرے کھٹے پایا بھی نہ تھارنگ جو انی اسبک غیر کیا! اپنی ادائیں بھی گراں تھیں جسکو بینا زسی ہی سہی پر اسے کیا کہتے ہیں</p>	<p>قالب گور میں ہے جانِ تماشا ہے ہے ایک مجبور پتہ طنایکا مرنا ہے ہے بزمِ خواب میں حوا ۛرگ کو روٹا ہے ہے ٹوٹ کر بگئی شاخ گل رعنا ہے ہے ایسے نازک پہ اہل کا یہ تقاضا ہے ہے کھینچتی اتنی کہ اب رکھو تنہا ہے ہے</p>
--	---

اے وفا وہ بھی اٹھائیں لو نہیں اٹھ سکتا  
حسنِ لوزخ نے چھوڑا ہے یہ پروا ہے ہے

<p>جوابِ قہر خدا سے قصہ نکلتی ہے تھاری طرزِ تغافل کے شکوے ملتے ہیں شکوہِ سید ہے اور وہ ہر انکی آواز کی</p>	<p>نیا مہرِ شرم سے تیغِ اعدا نکلتی ہے زبان نکلتی ہے دل سے دعا نکلتی ہے کہ حسرتِ دل درو آشنائیں نکلتی ہے</p>
--	---

<p>نگاہ پر وہ نشیں سرمہ سناٹکتی ہے          کہاں سے آتی ہے چھتی ہو کیا نکلتی ہے          کہ بے ہمہ بہمہ آشنا نکلتی ہے          اگر ہمارے پہلو میں آ نکلتی ہے          اگر دماغ کے پردے میں جا نکلتی ہے          یہ کیا ادا ہے ادا سے ادا نکلتی ہے          ابھی سے آرزو سے مبتلا نکلتی ہے          شکست رنگ حسا سے صدا نکلتی ہے</p>	<p>حیا کے ساتھ وہ مستی سے پسلی ہو گی          کیسی صافی وحدت کا پوچھنا کیا ہے          رخ ازل پہ کبھی رنگ بن کے نکلتی ہے          کہیں ہے دامن نظارہ دامن گلچیں          کہیں ہے جیب تصور ہشت نوا آئیں          یہ کیا بلا ہے کہفتوں سے فتنے بنتے ہیں          ابھی طلسم عدم کا ہے ٹوٹنا باقی          شکست دل کا بیاں کیا ہے لوتھل کود</p>
---	---

وفا کی خانہ خرابی کو دیکھتے جاؤ  
 وہ جان کیسے جسے بیوفا نکلتی ہے

<p>دور سے پہچانتی ہے شان غفاری مجھے          مژدہ آسانی کو سلجھاتی ہے دوسری مجھے          پاؤں کا اک آبلہ ہے برق رقاری مجھے          لچا ہے پھینکنا نیرنگ پر کار می مجھے          سر اٹھانے دے اگر ذوق گرفتاری مجھے          ہیں دو مرقان شکستہ خواب بیداری مجھے          تو لتی ہے آج میری عزت خواری مجھے          جاننی تو نے کیا پامال عنواری مجھے          جھانکتی تھی پردہ غفلت سے ہشیاری مجھے          اب نہیں پہچانتی شرم گنہ کاری مجھے          تم سمجھاتے ہی رہے طرز خریداری مجھے</p>	<p>استحبابی صا ہے داغ سیہ کاری مجھے          پہلے دم لینے سے دم سینہ میں ہر الجھا ہوا          شعلہ خس گرم جولانی سے بڑھ کر رگیا          اپنے نقش سادہ قسمت کا میں دلدادہ تھا          میں سکھاؤں مہبت عفا کو بال افشانیان          چھڑو مکھو اچتم ہستی میں کھٹکے کے لئے          جھک رہا ہے پلہ میزان محشر دیکھنا          گردش پہلو سے آخر عید بسترین گیا          میں ادھر صوفی و ادھر شرم جو اوت واری          ولیچہ یہ حال یہ یوں اسے الفتات حیا جو          میں یہ اسوہ زوفا سے پہلے لڑ گیا</p>
--	--

مجاہد از تغافل میں نے جانا تھا مجھے	موت نہ سمجھا آج تک وقفہ دل از اسی مجھے
اے وفا پاس دفن جان دو لہو کھو دیا جو سبک ہے اک زمانہ کو وہ ہر بجھائی مجھے	
<p>سلامی شان تسلیم و رضا کچھ اور کتنی ہے لپیٹا دامنِ تشریہ میں وحدت نے کثرت کو یہاں ہیں آدم و یعقوب میر مجلس باہم دل و جاں مثلے لیکن ابھی ہے داستان باقی شکاف تیغ سے پہلو الم شمع کے ٹکڑے ہیں یدِ اخلاص قدرت کی یہ رنگ آمیزاں کھو جبین صاف اک آئینہ ہے نور رسالت کا نیچے جاتے ہیں حنبت کیلے تازہ قلم کیا کیا نکل آئے نئے مضمون جو ردِ ظلم و بدعت</p>	<p>قضا سے دو قدم بڑھ کر قضا کچھ اور کتنی ہے تقدس شانِ آلِ عباس کچھ اور کتنی ہے عزاکتنی ہے یہ بزمِ عز کچھ اور کتنی ہے زبانِ صورتِ محشر سے بلا کچھ اور کتنی ہے زبانِ تیرے سے یادِ خدا کچھ اور کتنی ہے کہ تصویرِ شہید کر بلا کچھ اور کتنی ہے شبیبہ بالفرا معجز ہنسا کچھ اور کتنی ہے چمن آرا فی دستِ قضا کچھ اور کتنی ہے زمین کر بلا سے یو چھنا کچھ اور کتنی ہے</p>
وفا ہے قطرہ خونِ شہیدانِ فضلِ حیات تھا کلید امتحانِ کبریا کچھ اور کسی ہے	
<p>عضب ہے اگر نصرتِ دل یہی ہے کہ زیرِ وجمِ پردہ دل یہی ہے تسا شائے نیزنگ قاتل یہی ہے اگر کچھ دلوں رنگِ محفل یہی ہے مگر قصصِ مضمونِ سہل یہی ہے رہ ہوتی ہوئی جد و دل یہی ہے وہ کھینچی ہوئی جانِ سہل یہی ہے</p>	<p>ستم ہے اگر چشمِ غافل یہی ہے سنو قصہ ہائے وجود و عدم کو بہارِ بہشت نیک خوئیں کہن ہے شاد و غمِ نقشِ وفاد و جہاں ہے ٹڑتی ہے پہلو میں امیدِ محشر جسے کہتے ہیں چشمِ تنہا بہ افشاں جسے لکھتے ہیں نصیبِ بدیا یہ محشر</p>

زباں اور عرض بنیا پر خوشی نگہ اور تقاضائے برق تجلی خوشا نامرادی کہ دل بھر گیا ہے ہمیں طرف گرداب ہر طرف راحت گذر گاہ لیٹا ہر داغ سویدا تھیں کیا جو وحدت سحر کو چھو	وہ مشکل سے سمجھیں گے مشکل یہی ہے وہ حیرت سے پوچھیں گے کیا یہی ہے بہر افسوس حاصل کیا حاصل یہی ہے جو ڈوبے تو سمجھے کہ ساحل یہی ہے جو دل پر رکھا ہے وہ محل یہی ہے تم اپنے کو دیکھو مقابل یہی ہے
--	---

عدم سے پرے کچھ نظر آ رہا ہے  
وفا جادہ راہ متزلزل یہی ہے

پھر حشر کے پردہ میں تقدیر نظر آئی جب قید سے ہم چھوٹے تقدیر نظر آئی اسے مرگ گئے کو دے شردہ سیر ہر حرف عملنا کہ کس شان بوالعشا ظن جگرو دیں تھی یاس کی آبادی افسوس کرم دیکھو انداز مستم و کجی دیونگی دل کا تھکا ایک نیا عالم اس سستی وہمی نے اسے یقین کھولے	آئینہ وحشت میں تصور نظر آئی جب پائے جنوں ٹوٹے زنجیر نظر آئی زہر اب حراماں میں تاثیر نظر آئی تحریر کے پردہ میں تقدیر نظر آئی ویرانے پہلو میں تعمیر نظر آئی ہر موج شکستہ خندہ شمشیر نظر آئی کونین سے آزادی تعمیر نظر آئی کیا خواب نظر آیا تعبیر نظر آئی
---	--

اندر وہ وقت اول و سوز نظر آیا  
فکستہ دل آخر اسیر نظر آئی

یہ عامہ دل بالوس و بچہ دل سبے بہتہ بانہا نہیں مجھو سچے آتے ہیں شاہد ہے آئینہ ہندو قور آئی ہے	یہ اہش مرگ سما جائے بڑی مشکل ہے دہم شمشیر بھی گویا شمشیر قاتل ہے آپ کا گوشہ خلوت ہے بھری محفل ہے
--	--



<p>جو ہر تیغ کے پردہ میں رگ بسمل ہے پاؤں رکھا ہے جہاں میں کبھی منزل ہے</p>	<p>بیقراری نے اثر سیدہ دشمن میں کیا صورت نقش قدم ضعت بچھا تا ہو مجھے</p>
<p>عدم اک نقطہ پر کار سویدا ہے مجھے ہر نفس صیقل آئینہ فردا ہے مجھے</p>	<p>اگر جنگی دل نے یہ سیدھا ہے مجھے ہر پیش آج قیامت کا تماشا ہے مجھے</p>
<p>بدتر از مرگ کہ مرے کا سہارا ہے مجھے نہ تم پریش در پردہ انچیزا ہے مجھے</p>	<p>پہلو یاس میں امید کا دھوکا ہے مجھے میں ہوں اک تار عدم اپنی نوا میں گم ہو</p>
<p>تم سے بیگناہی شوق کا شکوہ ہے مجھے دیکھتیوں ہو کہ گویا کبھی دیکھا ہے مجھے</p>	<p>عشق بیرحم کی یہ تازہ دکان دھپ ہے سا دیکھناے تغافل پہ یہ پرکاری ناز</p>
<p>مردہ ایجو شہس بچا بھی روٹا ہے مجھے اپنی تقدیر کا بھی ناز اٹھاتا ہے مجھے</p>	<p>جدول چاک کفن سے ہے روانہ جلا جاتا آپ برباد کریں آپ کے احساں سر پر</p>
<p>ہائے افروز ہے کمر میں کچھ جایا ہے مجھے موجہ شعلہ دوزخ رگ مہربا ہے مجھے</p>	<p>بچے رہتی تھی حیران تیری ہر رنگ دل ہے افسر وہ لکڑا نکھ میں غم باقی ہے</p>
<p>ہاں چرخ رو اختیار بنایا ہے مجھے جس قدر تم نے بگاڑا ہے بنایا ہے مجھے</p>	<p>استحاثت سید کے ہیں لو کس پر دھوکا ایک دن سامنے آ جاؤ گے رحمت پہن کر</p>
<p>میں بھی کیا آپ کا پر وہ ہو گا کچھ ہے مجھے گھر کا لٹنا بھی لگ اندازہ لٹنا ہے مجھے</p>	<p>دل بھی کیا آپ کا وعدہ ہو کہ بھولی ہو دل کا لٹنا بھی اک یمن محبت سے رہے</p>
<p>عجم امید ہے اندر وقتنا ہے مجھے رشک اغیا بھی محبت گارا ہے مجھے</p>	<p>گروش رنگ سے پچھا ہے یہاں ہر رنگ تیری مجبوری میں اوپر چم آتا ہے</p>
<p>آپ جب ہیں مری پہلو تو چھپا ہے مجھے وہ بھی مدنا غنوریت تماشا ہے مجھے</p>	<p>سیکڑوں پہلو محشر کو دبا رکھا ہے فرصت جلوہ خورشید قیامت کب تک</p>
<p>گر تیری آتش خاموشی نہ پھینکا ہے مجھے</p>	<p>داغ افسردگی دل سے جلا جاتا ہوں</p>

وہ کھینچے جاتے ہیں اور نازشیں بجا رہے تھے میری رنگتنگی بخت نے کھو یا ہے مجھے	خانہ ناز کی صنعت یہ مٹا جاتا ہوں دو جہاں ملے کو بلجائیں مگر کیا ہو گا
	ترن میں تکیسی نزع کا ماتم ہے ہے اے وفا پریش احباب کا رونا ہے مجھے
لو سنبھل جاؤ قیامت کا جواب آتا ہے ہائے کس ہاتھ میں جامِ بے تاب آتا ہے سوج بڑھتی ہوئی آتی ہے حباب آتا ہے کس تکلف سے تری آنکھیں خواب آتا ہے قلم ناز میں طوفانِ شباب آتا ہے خندہ شوخی کو لیے سوو نقاب آتا ہے لودہ برہم زن ہنگامہ خواب آتا ہے ہر گنہ گار بامیدِ نوا ب آتا ہے پھر نئے رنگ میں نیک عتاب آتا ہے	بزم میں شاہد بدستِ شباب آتا ہے ہائے یاں زہر بھی ہاتھوں سے گرا جاتا ہے ہے یہی وصل کہ آغوشِ فنا کے اندر غفلتِ ناز کی تصویر کھینچی جاتی ہے بادِ باںِ ذورقِ تمکین کی کھلی جاتی ہے اسطرون جذبِ تاشائے نگائے پھندے راحتِ اہلِ عدمِ خاک میں بلجائے گی مٹ گیا تفرقہ دیر و حرمِ نیت سے جاؤ اپنی نگہ مہرِ فرا کو دیکھو !
	رحمت آگے ہے وفاداروں جہاں ہیں پیچھے اچھے سامان سے اچھوں کا عتاب آتا ہے
پچند سے قصائے ڈالے حرام سے توڑ ڈالے بندِ قبائے ٹوٹے اور عسد توڑ ڈالے کچھ نقطے چھوڑ ڈالے کچھ حرف چھوڑ ڈالے سب عقدے کھوٹ ڈالے ناخن چو توڑ ڈالے یہ سرمہ اجل ہے جو آنکھ پھوڑ ڈالے ٹاکا میوں کی خاطر کیا کام چھوڑ ڈالے	تارِ امید ہم نے آپس میں جوڑ ڈالے وضع حیا پھونکی اور پروں چھوڑ ڈالے قسمت کا تھامو نہ مکتوبِ بینا ز می تدبیر کا پیرِ ناقہ میر کا تھما بندنا خاکِ برِ محبت اور بولہ ہوس کی آنکھیں بجوریوں کے بدلے کیا حوصلے مٹائے

<p>سب کھیل چھوڑ بیٹھے جب پاؤں توڑ دئے یوسف کے پیر میں عصمت نے چوڑ دئے</p>	<p>کیا جلوہ گاہکناں کیا مصر کی وہ گلیاں اے حسرت زینا تو ہاتھ ملتی رہنا</p>
<p>دیکھ اے وف کریمی التدری کریمی دامان ترہار رحمت بخوڑ دئے</p>	
<p>وہ گوہر ہوں کہ جسکو دیدہ بخت صدق دیکھے بکائے کوچہ قاتل میں لاکھوں مسکین دیکھے اگر چشمہ تصور بھی تجھے خنجر بکس دیکھے وہ ریشم آنکھ جو بہنگا مہ فیض نجف دیکھے تیرے نقش قدم کو فیض کن بیت الشرف دیکھے اوجھڑ قم قصا دیکھے اوجھڑ شہرہ دف دیکھے دور عالم کو نند کھوں تو اگر میرے طرف دیکھے مری آنکھوں نے ایسا لاکھ فتنے نصف نصف دیکھے کفن افسوس میں کیا خاک اور ارق بلف دیکھے کہوں کیا جب روئیں وقایہ میرے طرف دیکھے</p>	<p>کوئی چشمہ خیر داری سے کیوں میرے طرف دیکھے قصائے عالم حسرت میں لاکھوں تیجاں یا خوشا برش رنگ شوق شہادت قطع ہو جا چاواے طالبان حق چلو موٹی سولے آئیں ترہی خاک قدم مجھو غم ناموس ہستی ہے خوشا وضع کماں داری پھل اس اندازے کو دل و جاں کو بوجھوں وہ بھی نظر جلوہ چہرت چلو رہے دو کیا رہ گشتہ فرگانی یہ نازاں وہ ٹکڑے تھے کفن کے جس میں کچھ فضل لکھتے تھے چلوں کیا جب زمین حرم میں ہوا سقد رنگی</p>
<p>وفا میں چشم حیرت عالم عنقاست لایا ہوں مہ و خورشید کو بھی نقش دیوار بلف دیکھے</p>	
<p>کنار شوق بہشت وصال ہو جائے شکست رنگ فروغ جمال ہو جائے مختار آئینہ چشم غزال ہو جائے دماغ تختہ مشق خیال ہو جائے قصا بھی داغ دل خستہ حال ہو جائے</p>	<p>بھی تو گردش رنگ بلال ہو جائے جب اتحاد لبان کساں ہو جائے تھیں بھی اپنا تماشہ محال ہو جائے کسی کے وعدہ رنگیں کا یہ تقاضہ ہے کسی کے جلوہ تمکین کا یہ اشارہ ہے</p>

چمن میں برق گرے اور نہال ہو جائے  
 شطرنج قلعہ بزم خیال ہو جائے  
 نہ وہ بھی صبر سبب ہے سوال ہو جائے  
 زمیں سے پہلے فلک پایاں ہو جائے  
 نشاط سرگب عدد بھی وبال ہو جائے  
 نظارہ دامن برق جمال ہو جائے  
 تھاب صبح پر سارہ وصال ہو جائے  
 کہ خاک سرمہ عین کمال ہو جائے  
 رنج ہمارے یہ نظارہ حسال ہو جائے  
 جو پھوٹے شاخ سخن کو نہال ہو جائے  
 بیابان رسالت ہوا تنگ لال ہو جائے  
 گہرست جو قطرہ وہ دریا نوال ہو جائے  
 مہار و دہشتہ مینو مشال ہو جائے  
 عیاں دانشراہل کمال ہو جائے  
 بہانہ کریم لایزال ہو جائے

منو تازگی خندہ چہرہ دکھا دیا  
 دل و دماغ سے آنکھوں میں پھر آرا  
 بلا سے فتنہ محشر کو چھینے  
 الہی صبر پر سے میری خاک سارے کا  
 وہ میری زندگی رشک و دولت ہو کر ہے  
 یہ اعتبار تماشا ہے کیوں تلون کیا  
 یہ انتظار تجلی ہے کیوں تکلف کیا  
 کمال تربیت حضرت بشر دیکھو  
 یہ اُس کے دیدہ احساں کی حسن افزائی  
 نفس میں فیضِ نوست یہ تازگی آئی  
 زبان موہنے اب حیات بزم جانے  
 رگ سحاب قلم اور دستِ جہدست  
 بیاض صفحہ کہ ہے طرفِ ایمانِ رحمت  
 یہ انتخاب جسے لکھتے دفترِ اقبال  
 یہ انکسار جسے لکھتے آیتِ افضال

وفا خستہ دور ماندہ دل آزر وہ

شریکِ بھجن سبے مثال ہو جائے

کھینچی آئی تہ ہے پھر تصویرِ جان آرزو دل کی  
 خموشی تر جاں حیرت زبان اور گفتگو دل کی  
 کھلی گئی صفحہ محشر سے مشتق آرزو دل کی  
 اداسے کن ترانی کر ہی ہے جستجو دل کی

فریاد ناز ہے تازہ بہار بزمِ آرزو دل کی  
 تری نرم تصویر بھی طلسمِ رازینہاں ہے  
 اگر کچھ ملکی فرصت نیا خاک دکھا ونگا  
 کلیم آنکھیں اگر نظر تجلی ہوں تو کیا ہوگا

نگارستانِ فوقِ جلوہ ہے یہ دید و حیرت محیطِ انتظارِ قتل میں طوفان آتا ہے نکوشِ بختِ وسوزن کا حاصل ہو گئی آخر بختِاری صیقلِ فنون و لداری پنازن ہو فنا ہوں صورتِ سیاب فوقِ بقیرائی میں دو عالم کو سربابِ داد و حیاں سمجھا ہوں	استانِ ہوا پر اس پر وہ میں نرمِ آرزو کی خبر دیتی ہے کسکی موج کھائے گلوں کی مجھے سہجہ کو دندانِ ناشانِ خود کی ہرنگ جو ہر آئینہ ابھری آرزو کی کہ پانی ہوئی ہے دل ہی دلِ جستجو کی خوشا اے ناری کی گنجی سے آرزو کی
---	---

وفا کی رنگ بھرنا کھینچ لیا جان کا ہونگا  
قصا کھینچی کیا تصویر درو آرزو کی

تکلفِ بوطرفِ پردہ میں ہے پھر حیرت کی لہجہ جاتی ہے دستِ بیکسی سے آرزو کی تکلف جاتی ہے پھر مدعا کے نقشِ جست میں تصور کیا ہے اک تصویرِ عکسی سے حیرت کی سچے سچے ایسے پھر دیکھو ہوا داغِ پیرا کی ہزاروں داغ ہیں ناسور ہر جہتِ برسی سے جو تھک چاں چلو جاں بیوقوف نے وا کیا کہنے یہ جوشِ بقیرائی اور یہ فنونِ غماز کی لاویدناں میں فوقِ خلش کی بھی لکھتے	دہب آئینہ ہے و رہو رہی ہے غفلتوں کی مٹی جاتی ہے دل سے پینا عالمِ آرزو کی نہاں کشتی تیرے پھر سنا کرتا ہے تو دل کی سہو دیتے ہیں منہ پر صاف یہ آئینہ دہل کی سچے سچے پھر پھر ہوں آئینہ ہوں آرزو کی بجی ہے جوشِ خوں سے غفلتِ چشم بھول کی آرزو کی ہو تو کچھ کیا باہرِ حیرت کی نکار انجھوڑے اور گکاری تھے خوں کی لیکن سچ ہے دل سے اک بار آرزو کی
---	---

وفا کی گنجی بنا لو کہ قہر تھم ہو جائے  
نہو جیسے تم گمراہ کی سر یہ نہ خوں کی

جا بچے ہو گے برقِ لہرِ ترا سے جہاں چھوٹ گیا فکرِ سخت جانی سے	ہر جی سچے گدھوں میں پتھر تو آستان نہو رہو اک کاہلے گمراہ کی سر یہ
---	--

<p>کہ جن چلے لگی تیغ کی روانی سے بھرا ہے صافی سر جوش فوجانی سے بڑھا ہے شوخی انداز دلستانی سے حیا نے ہاتھ اٹھایا ہے پاسبانی سے تم اپنے شیفتہ پرکشش نہانی سے بہا عریب اندوہ حبا و دانی سے امید ہے تو زمانہ کی قدر دانی سے وہ دل جو بیٹھ گیا بار نالوانی سے نمو و آنکھ کی ہے دنیغ خوشحالی سے قصائے چھین لیا جو براسمانی سے کہ پیاس بڑھ گئی دہا بزدگانی سے یہ نشان لا فین بینتانی سے</p>	<p>خبر بھی ہے رگسبیل میں جان پڑتی ہے نویستی بیباک ہے کہ حجام ادا صلائے فرصت تاراج ہے کہ سست قضا کہاں ہے خندہ یہ آہٹ ہر پائے شوخی صیبت لب خاموش پوچھتے جاؤ : شکست رنگ سے آخر یہ رنگ جتنا ہے دل و دماغ کا افسوس دل سے منجائے ہر لہجہ کشکش تاز بن کے اٹھا ہے کسی کی محفل نیرنگ کا چراغ سہی یہ خاص شیوہ ناز عیور ہے کہ مجھے گدا پر روح ہے پھر از دے پر دھڑک ترے وجود سے ہے نایاب اعتبار وجود</p>
--	--

نفس گداختہ دل سوختہ جگر لغتہ  
وچائے آگ لگانی شر نشانی سے

<p>کسی صورت قیامت بھی لب تصور ہو جائے رگ گل پائے بیل کے لیے زنجیر ہو جائے شکست رنگ صبح عالم تصویر ہو جائے لو کا قطر قطرہ دیدہ مخیر ہو جائے کبھی تو امتحان خوبی فہم ہو جائے اسی پردہ میں خواب ماضی و گم ہو جائے دبان کھائے جوان حسرت تصور ہو جائے</p>	<p>اگر فریاد دل منت کش تاثیر ہو جائے جنوں عشق و حشر خیر کی تابیر ہو جائے نکل آؤ ذرا اقلیم حیرت کو بنا جاؤ جو تو قاتل ہو پھر یہ فرصت ذوق تاشو کبھی تو سامنے آ جاؤ نقش آرزو رنگ عرفان کی پیمش بہناں سے شمار ہو جائے تھارے حسن نگین خوشی کا یہ صدقہ ہوتا</p>
--	---

<p>تاشا صقل آئینہ تنویر ہو جائے  رگ گردن بھی اک موج دم شہر ہو جائے  صدائے الاماں بھی نعرہ تبکیہ ہو جائے  کہ اک اک نقش نذر شوقی تحریر ہو جائے  سوا و شام وقت سرمہ لکھی ہو جائے  جگر تازہ ہر صدف حسرت تعمیر ہو جائے  ذرا اکیس اس رنگ آمیزی تقدیر ہو جائے</p>	<p>تفاضا غارہ وجود دل آرائے تغافل ہے  ملاطم ہے محیط اتحاد ناز قاتل میں  شہر بنیادی چل رہی ہے کشور دل میں  پکارے کہ رہا ہو حسن ناز خامہ قدرت  بلائے صبح روزِ حشر کو بھی بچاؤں کھنکھن  اتنی دیدہ نظارگی دیاں رہے کبتک  ابھی ہے پردہ تدبیر میں اک حسرت سادہ</p>
--	--

<p>وفا دم توڑ کر شور قیامت کو اٹھاؤنگا  ابھی کچھ اور مشق نالہ شبگیر ہو جائے</p>	
---	--

<p>میں ہوں سفر میں عمر دیاں بھی سفر میں ہے  گویا خمیر پایہ محشر نظر میں ہے  کیا سر کو پیٹوں دست تمنا کمر میں ہے  میں خاک میں گری فریا گھر میں ہے  کچھ چاشنی ابھی مرے زخم جگر میں ہے  اڑتی ہوئی سی خاک دل بوجہ گریں ہے  پھر دلولہ وہی نگہ پر وہ ور میں ہے  اچھی گرویدہ دامن برق نظر میں ہے  جوش بہار پردہ خواب سحر میں ہے  جوش بہار برق تر ہی رہند میں ہے  طرفِ نقاب دست نسیم سحر میں ہے  واحد تاکہ آبلہ پائے نظر میں ہے</p>	<p>دونوں کا ساتھ عالمِ حشر میں ہے  اک داغ بیکسی ابھی طرفِ جگر میں ہے  کیا روؤں نقش خواب تاشا نظر میں ہے  ہے یہ سر و مہری ابنائے روزگار  درپردہ اپنے شورِ تبسم سے پوچھ لو  ناموسِ غم کو ساتھ لیے جا رہا ہوں میں  چھانے ہوئے اُسکے ہیں کفانِ مصروط  اندازِ سچ و تاب حیا کو بھی دیکھنا  گھمائے ناز کھلتے ہیں تلو کو خبر نہیں  باتدبرگ لالہ و گل اڑتے ہیں شر  خوابِ شباب ناز ہے نگین کو سٹھامنا  گرمیِ حسن و جاوہِ نظارہ شعلہ خیر</p>
---	---

تقدیر کا بگاڑ مری سر نوشت میں ہاں آشنائے دل ہے وہ نا آشنائے دل صدقہ ہے آبیاریِ فردوسِ حسن کا	تذخیر کا بناؤ کف نامہ بر میں ہے الضاف ہے تو پھر اسی بیدا و گریں ہے چوریشہ نگاہ مری چشمِ تر میں ہے
--	---

نام و فائزائے ہو جرم و قفا ہے کیا؟ اک بے ہنر بھی مجمعِ اہل ہنر میں ہے
--

دل رسوا میں جوشِ جلوہ مستور رہتا ہے دو عالم رنگ سے ہو کر شیکے بن گیا ہونے کوں کیا جاوے راہِ جنون کی و حشرِ بیجا ادب پروردہ رازِ نظر ہوں میری آنکھوں کبھی جوشِ فغانِ ہفتہ زابھی رنگِ یگ کمالِ اتحادِ جلوہ ہے پاسِ نظر کس کا؟ شبستانِ ابد میں جلوہ شمعِ رسالت ہی	وہی سامانِ چاک پر وہ منصور رہتا ہے وہی دل میں خیالِ نر گسختہ رہتا ہے قدم سے صورتِ نقشِ قدم کچھ دور رہتا ہے بہاریں گوشہ دامنِ برقِ طور رہتا ہے یہ شعلہ آبلہ ریزہ زبانِ صورت رہتا ہے یہاں کیا امتیازِ ناظر و منظور رہتا ہے سہرمت پیگویا سایہ پر نور رہتا ہے
--	---

مطلع ثانی
-----------

نئی تقریب سے اب عاشقِ رنجور رہتا ہے رگِ امیدِ آخرِ فشرِ حراں نے کاٹی ہے کمالِ تربیت کیساتھ تہذیبِ سخن ہے ہے اٹھالایا ہوں گویا ایمینِ حسنِ تصور کو	اسی نسبت پہ جیتا ہے کہ جسے دور رہتا ہے کہ صبرِ نیریاں محشر میں بھی مجبور رہتا ہے جنونِ خامہ فرسائی کیوں مغرور رہتا ہے نظر کے سامنے اک ادوی پر نور رہتا ہے
--	--

وفا یا وطن سے دل ہوا خالی تو کیا حال کہ سینہ رنجِ غنبت سے وہی معمور رہتا ہے
--

شورِ رسوائی جنونِ شوقِ تبک میں ہے پھر خیالِ ناوکِ شرکانِ دل مضطرب ہے	عرصہ محشرِ نور و آسمانِ بستر میں ہے دیکھنا اک دن کہ روزِ سنہ گویا میں ہے
---	---



پھر ہوا سنے اہتر از شوق بال پرین ہے  
 گرم ہے ہنگامہ گرمی بالش کو تیر میں ہے  
 ہائے پھر الزفاف اپنا دست غار گریں ہے  
 وہ ہے حسرت مرے لوٹے ہو سناغریں ہے  
 تاب برقی لہن ترانی مشت خاکستر میں ہے  
 جلگیا وہم قطر جلوہ ابھی منظر میں ہے  
 آج تک افسادہ دار و رسن چکر میں ہے  
 ہمنے یہ مانا کہ تیری آپ کے نشتر میں ہے  
 دامن قسمت خار اپائے کوشش رہیں ہے  
 پاس ناموس حیا چشم چار پروریں ہے  
 ذرہ بینش اگر چشم مرہ داخل میں ہے  
 مے کی بدلے رنگ مے یاں شیشہ سناغریں ہے  
 ہاں متاع جلوہ کس کل میں کس گھر میں ہے  
 دونوں عالم کا تماشہ آپ کے منظر میں ہے  
 دامن ناموس امت و ست پیغمبر میں ہے  
 دم الجحشا ہے دماغ آئندہ چکر میں ہے  
 ہاتھ کیوں رکتا ہو ظالم دم بھی خنجر میں ہے

دام ناکامی کو مردہ قید حسرت کو نوید  
 پھر مجھے ہے ناز ہم آغوشی برقی خیال  
 انگلیا ہوں اور لٹنے کی توقع ہے مجھے  
 جسکی دردی ہے عدم سر جو شکر مرگ ناگیا  
 دڑہ دڑہ آنند ہے جلوہ ہائے ناز کا  
 سطوت وحدت ہو دریاں کثرت آسکتی نہیں  
 ہائے عشق لا ابالی کان میں کیا کہ گیا  
 لٹکے روز ازل ریشہ رگ امید کے  
 سخت جاں ہوں اور بحر مرگ پر روتا ہوں  
 دونوں عالم ٹھٹھکے ہاں ٹھٹھکے پروا کسے  
 یہ بھی صدقہ ہے کسی کی جلوہ گاہ شوق کا  
 بزم مست جلوہ ساقی ہے جلوہ روح ناز  
 ہاں حجاب لہن ترانی سے یہ کیسا جھانکنا  
 ہوازل یا ہوا بد پردہ ہو یا بے پردگی  
 دیکھنا اسے خار نا امید سی دیکھنا  
 انقلاب رنگ سے جہتی نہیں بزم خیال  
 فرصت مشت ستم باقی رہیگی حسرت تک

اسے وفا کیا پوچھتا ہے وسعت فیض جنوں

چاک جو دل میں ہے گو یا دامن محشر میں ہے

تری آنکھوں کے صدفے گروتیں نہایت ہو جائے  
 تجلی گرمی دماغ دل پر دانت ہو جائے

ذرا سانی او صحر کی جلوہ مستانہ ہو جائے  
 دکھا اسے شمع وحدت پر تو ناموس کی تانی

<p>سرخ کاروان آرزو چلتا ہے آخر          دکھائی ہے ازل سے شانِ بزمِ جلوہ آرائی          رگِ جاں تارِ گِ خوابِ عدم اک موجِ آتشِ بھو          قصا کہتی ہے ہم اندازہ دانِ نورِ احمد میں          بتا دینے کے مد و جزرِ دریا کے قدم کیسا          قصا کہتے ہیں فیضِ انس اور طرفین میں غفلت          دو عالم اس طرف ہیں اس طرف محرومی قسمت</p>	<p>دلِ ناکام جلکے آتش ویرانہ ہو جائے          اب طرفِ بساطِ خلوت جانا نہ ہو جائے          وہاں تازہ بہ وقفِ گرمی افسانہ ہو جائے          کہیں قابو سے باہر جلوہ یکتا نہ ہو جائے          ذرا حسنِ فروغ کو ہر یکہ اُنہ ہو جائے          ترا اقبال صدرِ محفلِ شاہانہ ہو جائے          جلو اب امتحانِ محبتِ مردانہ ہو جائے</p>
<p>کیا صورتِ بزمِ دلِ ناشاد رہیگی          کھرچھو مکد یا برق نے پچھ کھر بنے گا          ہاں ساغرِ دلِ ٹوٹ کے ساغر نہ رہے گا          انکارِ وفا پر مجھے ابرامِ وفا ہے          والِ شیوہ مکینِ ادا مدِ نظر ہے          تعلیمِ کرم یہ کہ مجھے کچھ نہیں درکار          وہ جو صلہ جو طرفِ دو عالم سے آدھ ہے          چشمِ محبت نہیں محتاجِ تکلف          متجانیں گے سب لطفِ سخنِ طبعِ جہاں سے</p>	<p>بربادِ وحیِ امید سے آبا و رہیگی          کچھ گرمی ہنگامہ فریاد رہیگی          کچھ چاشنیِ حسرتِ بیداد رہیگی          یہ سادگیِ دل بھی تھیں یاد رہیگی          یاں مشقِ جنونِ ستمِ ایجا و رہیگی          تقسیمِ ازل یہ کہ اُنھیں یاد رہیگی          وہ یاس! جو کونین سے آزاد رہیگی          نظارگیِ حسنِ خدا واد رہیگی          دل بستگیِ شیوہِ استاد رہیگی</p>
<p>ہو جائے وفا خوابِ فراموش! بلا سے          رنگینیِ مضمونِ وفا یاد رہیگی</p>	
<p>بزمِ نورِ لم نزل ہے ہاں نورِ چلے          ایک بازو پر ازل ہے ایک پہلو میں ازل          چشمہ جیواں سے نکلی جدولِ شمشیرِ ناز</p>	<p>اسے فروغِ سنجِ اجام تیرا کبر چلے          کس تجمل سے حبیبِ خالقِ اکبر چلے          تشنہ ذوقِ ستم کو یالِ گویاں گویاں</p>

<p>ہم دل نا کام با صد آرزو لیکر چلے          پھر رگ امید میں اک تیز سانس لے کر چلے          محشر دل لیکے پیش داوڑ محشر چلے          محو ہوں اُس راہ پر جس راہ پر میرے چلے          صورتِ بادِ بہار سی نرم میں سناغ چلے</p>	<p>حاصلِ صدا سخن ہے گوشہ تنگ لحد          خستِ ذوقِ خلش ہے انہ گاہِ جانفزا          مہتابِ فرصتِ انصافِ آخرِ مہربا          درہِ ذرہ خاک کا سرمایہ ناموس ہے          موجدِ گل کی طرح پھر موجدِ صبا اٹھو</p>
--	---

ستعلیٰ حسن کی طرح کجخت تھی اپنی نمود  
 رکے کھٹ کر وفا ہم جس قدر بڑبڑ کر چلے

## مشققات

غزلِ رویتِ دل بہ ہنجا مرثیہ

یہ غزل بطور مرثیہ لایقِ مصنف نے اپنے فرزند کی موت پر لکھی تھی جس کا  
 انتقال چراغ سے جل کر ہوا تھا

کیا رہ گیا؟ تغافلِ صبرِ آزما کے بعد  
 جیتا ہوں مرگِ عابدِ بیتِ ویا کے بعد  
 روتا ہوں درد کو دلِ دردِ آشنا کے بعد  
 پیتا ہوں زہرِ عابدِ شیریںِ ادا کے بعد  
 دل بھگلیا ترے سخنِ دلکش کے بعد  
 کیا دماغِ تازہ لیکے چلا ہر قصا کے بعد  
 ہاں صبرِ جانگدازِ نئی برقِ فنا کے بعد  
 آئی بہارِ لونگلِ رنگیں قبا کے بعد

پھر تازہ امتحانِ وفا ہے وفا کے بعد  
 یارب کرم ہو اس قلقِ تارِ سا کے بعد  
 عادت ہے اضطراب کی عادت کو کیا کرو  
 بھرتا ہوں زہرِ کاسنہ گردِ نہیں ملے ملے  
 تو جگلیا کہ خانہٴ امیدِ جل گیا  
 ہے قصا نے جھگو دیا آتشیں کفن  
 ہے بہ بہارِ آبلہ و سوختہ بدن  
 و اماں یاد میں ہیں گلِ نختِ نختِ دل

# مسدسات

واسوخت بقالب مسدس در حالت ابتداء سخن

ہائے وہ دن کہ مرے دل کی تھی حالت کچھ او  
مگر کچھ اور تھی وقت اور تھا عادت کچھ او  
ہاشمینوں سے رہا کرنی تھی محبت کچھ او  
حال کچھ اور بیاں اور طبیعت کچھ او

پنجبر اس سے کہ کس طور بسر ہوتی ہے  
صبح ہوتی ہے کہ صر شام کہ صر ہوتی ہے

نگہ ناز ہے کیا غمزہ جاو و کیسا!  
غاذہ کہتے ہیں کسے و سہما برو کیسا  
عارض و خال و خط و حلقہ کیسا  
آنہ و کھینا کیسا رخ نیکو کیسا

کھکی جانب کوئی و دویدہ نظر کرتا ہے  
سرمہ کس طور سے یوں آنکھوں میں گھر کر رہا ہے

مخمر گردش و اماں حسیناں کیا ہے  
جینش نیچے ترگان حسیناں کیا ہے  
فتنہ عطر گریبان حسیناں کیا ہے  
شوخی نرگس قمان حسیناں کیا ہے

شانہ کہتے ہیں کسے زلف پریشاں کیسی  
نام کس کی رہ جیں ہوتی ہے افسان کیسی

لب یا بخور وہ معشوق کی رنگت کیسی  
دہن تنگ و دل تنگ کی صورت کیسی  
سرخ خون شہیدان محبت کیسی  
مسی کہتے ہیں شام مصیبت کیسی

صندلیں رنگ سبب در و سری کا ہوتا  
دیکھ کر کامل مشکیں مجھے سودا ہوتا

عمر بچپن کی تھی دنیا سے نہ تھا کام کبھی میں کیا کرتا تھا گوارے میں آرام کبھی	نظر آتا تھا نہ آغا نہ انجرام کبھی دھیان میں بھرتی نہ تھی گردش ایام کبھی
چین سے پہلوے ماور میں پڑا سوتا تھا بس تھپک دیتی تھی غفلت جو کبھی روتا تھا	
دیتے تھے رنج میں راحت مرزا جہاں کبھی آتا تھا تلخی افیوں سے شکر خواب کبھی	غصہ کی بات بھی تھی لطف کا آداب کبھی زہر ہو جاتا تھا گویا غسل ناب کبھی
ماور و ہر پلائی تھی یہ نہر کے گھونٹ دودھ کے گھونٹ نہ تھے میرے اپنے ہر گھونٹ	
راہ پاتا ہی نہ تھا دل میں میرے کوئی تن حسن اور عشق کے سب تھے لہجہ کمن	دل تھا گویا کسی معشوق کا اکبرنگ بہن نہ کبھی ذوق شنیدن نہ مذاق گفتن
واقعہ کو بہن و قیس کا افسانہ تھا ایک مزدور تھا اور دوسرا دیوانہ تھا	
سلسلہ کوئی نہ تھا دل کی گرفتاری کا وانہ بیٹھا ہوا میں چپا تھا ہشیاری کا	دلیں صیاد کے ارماں تھا دل زاری کا آشیانہ سے قدم نکلا نہ تھا خواری کا
رم آہو کے بیاں سننے سے وحشت ہوتی بادیہ گردی مجنوں سے کدورت ہوتی	
حال سے پردہ نشینوں کے خیمے کس دن اب جو ہے تاک مجھ آٹھ پہر تھی کس دن	خود نمائی پہ چینوں کی نظر تھی کس دن کون آتا تھا نگہ جانب و رکھی کس دن
کس کے آئینے تصور میں عیش آ جاتا تھا شوق یا بوس میں کب فرش ہوا جاتا تھا	
کیا سمجھنا تھا کہ ہوتا ہے شکایت میں کیا سمجھنا تھا کہ ہوتا ہے حکایت میں	کیا سمجھنا تھا کہ ہوتا ہے شکایت میں کیا سمجھنا تھا کہ ہوتا ہے حکایت میں

نازنین رکھتے ہیں کچھ عذرت رگت میں مزا	وصلیں کیا ہے جو ہے تلخی حسرت میں مزا
بوسہ لینے میں شب وصل چلیا ہے کوئی	بچکے دل پہلو کو عاشق سے نکلتا ہے کوئی
زہر کھانسی کسی کو ہے تمنا کہ نہیں	عاشق سبزہ خط کو ہے گوارا کہ نہیں
تلخ کامی کا بھی ہے ذائقہ میٹھا کہ نہیں	کچھ بھی شور اب اجل میں ہے فرایا کہ نہیں
خون فرما د میں ہاں تلخی حسرت کیا تھی	دو دھ میں چشمہ شیریں کے حلاوت کیا تھی
شنگی حلقہ آغوش جبین کیا ہے	اور فشارِ کجہ کو ر غریباں کیا ہے
گوشہ انجمن عیش رقیباں کیا ہے	خلوتِ بکسی رشک نصیباں کیا ہے
دل بالوس ہے کیا رنج مصیبت کیا	کف افسوس ہے کیا زانو حسرت کیا
چشم عشاق میں کیا ہوتی ہے جاؤں شیبہ	کیا کوئی آنکھ کی تیلی ہے بلائے شبہ
پچھ مہر ہے کیا پردہ کشائے شبہ	کیا سحر بھی ہے کوئی چاکِ قبائے شبہ
ہے شفق یا کہ ہو اطلبتِ شب کا دل شق	صبح کا ذب ہے کہ ہے شمع سحر کا منہ فوق
داغ حسرت کی طرح تجز میں سوزاں تھا کون	گھر میں لیلیٰ کے بھلا شمع بستاں تھا کون
جلوہ افروز سیہ خانہ زنداں تھا کون	اور یعقوب کے گھر کا مہتاباں تھا کون
کون تھا وہ جو چراغِ رہِ جاناں نہو	کون ہے شعلِ ظلمت کہ کفان نہو
ہوش آیا تو عجب خواب پریشان کیا	اک پر کچھ کو غرقہ سے نمایاں کیا
ہنس کا آنکھ سے نمنا تھا لہجہ جیسا	اسکے پاس روئینے سے اپنے پیشیاں کیا

پروہ بس چھوڑ دیا مجھ سے چھپا یا سنہ کو میں تھا آئینہ مگر پھر نہ دکھایا سنہ کو	یا دو گار اپنی فقط چھوڑ گئی ولید کی شک موت بھی سامنے سے اسکو الگ جا کر گئی	وہ نگہ ایسی گئی ملنے نہ آئی اب تک تھی وہ شعلہ کی ٹھہرک یا کوئی بجلی کی چمک
عاشق جلوہ طلب پھر سے دیکھا ہی کیا وانغ اک دل یہ ملا برق کو ڈھونڈھا ہی کیا	ہاں کنا جھانکنا کیسا تھا یہ چھپتا کیا تھا اور جو مختار ہے آپ ہی تو اُسے ڈر کس کا	میں اسی سوچ میں یا رب یہ تماشا کیا تھا گر ہے پابند تو پھر کیوں نہیں پابند حیا
شوق سے پاس مجھے اپنے بلایا ہوتا دور تو میں نہیں پہلو میں بٹھایا ہوتا	رہی سر میر کی مانند گلے میں آواز پچھے پچھے کہیں آتا ہوں کوئی عرفان	نہوئی تاب سخن مجھ سے ذرا بھی دمساز گھر کو آنا ہی پڑا تاکہ نہ کھلبلائے یہ راز
چادر سایہ دیوار سے دیکھے رو پوش نقش دیوار کی صورت مجھے پائے خاموش	نہ گزشتہ کا مجھے ہوش نہ کچھ فکر مال کہ دہاتا تھا میری روح کو جینے کا خیال	گھر کو آیا بھی تو پہلے سے زبوں تر احوال اور پھر کشمکش ضعف کا مجھ پر وبال
دولوں پہلو مجھے بہم صورت چین لبستر نقش قالین کی طرح تکیہ سے اٹھتا تھا نہ	مثل تدبیر کے تھا پاؤں بھی چلنا مشکل طالع خفہ کی مانند سنبھلتا مشکل	ضعف کے ہاتھوں سے تھا ہاتھوں کا ملنا گل شب و فرقت کی طرح گھر سے نکلتا مشکل
اٹھ کے چلن کی طرح خاک پہ آپڑتا تھا		

	جی خوشہ کی طرح اُسے گرا پڑتا تھا	
اک مرادوست جو تھا مجھ کو دل و جان سے عزیز نام اُس کا تھا مجھے وصل کے ارمان سے عزیز	حسن اخلاق میں وہ یوسف کنعاں سے عزیز مجھ کو ایسا نکلی قسم کون ہے ایسا کنعاں سے عزیز	
	لیگیا جلوہ دکھانیکو وہاں حکمت سے آنہ خالے میں لایا مجھے اک صورت سے	
چشم بد و رکھوں کیا کہ وہاں کیا دیکھا نگ دبیرنگی معشوق کو کیجا دیکھا	لاکھ پردوں سے جو ظاہر ہو وہ جلوہ دیکھا ایک اک رنگ میں میں نے اُسے کیا دیکھا	
	حیرت حسن کے ہر چار طرف نقشے تھے ایک تصویر تھی اور سیکڑوں آئینے تھے	
دل ہوا دیکھ کر اُس ہوش بہا کے صدقے آنکھ اُس خانہ پر نور و ضیا کے صدقے	دلے ارمان بھی انداز واد کے صدقے نگہ شوق عمارت کی صفا کے صدقے	
	شوقِ دیدار میں دیکھتا ہی تھا تھی دور و دیوار سے طر ہی چھٹھ لجاتی تھی	
رازِ دل اُنکو اشارِ دل میں بتایا میں نے اشرفِ محبت سے ڈرایا میں نے	گو تم پردہ نشیں تھانہ چھپایا میں نے حالِ یوسف پہ جو گذر تھا سنایا میں نے	
	میری افسونگری عشق کو وہ مان گئے میں انھیں جان گیا وہ مجھے پہچان گئے	
پھر تو ہر شب مجھے واں آپ ہی جانا پھرا اتفاقِ جونہ آؤں تو بلانا ٹھہرا	ساعے کی طرح بزم میں آنا ٹھہرا قصہ شوقِ ملاقات سنانا ٹھہرا	
	روز افزائیِ اخلاص کی سیرت کیا کیا عکس و آئینہ کو اس نے پھیرت کیا کیا	



ایک دن جا کے جو دیکھوں تو ہر گشتہ نظر	ہیں بنے بیٹھے مگر بڑے ہوئے ہیں تیور
عشورہ وغیرہ مرے حق میں تیغ و خنجر	آخر اس شوخ سے میں فیہ کہا اور ڈوگر
آج کیا بات ہے جو اگلی سی وہ بات نہیں	
وہ عنایات نہیں اور وہ مدارات نہیں	
سلخا بیٹھے ہو کہیں وصل کا سنا تو نہیں	جھک کر کیوں کوستے ہو میں شب بھر اوتھیں
کتے ہو گھر سے نکل میں کوئی ارماں تو نہیں	شوخی وضع سمجھتا ہوں میں نادان تو نہیں
آنکھیں کٹی ہیں کہ ہم بھید جتا دینگے ابھی	
لب وہ ہنستے ہیں کہ ہم نام بتا دینگے ابھی	
اتنا کمنا تھا کہ بگڑے مرے قسمت کی طرح	کچھ قابو سے وہیں میری طبیعت کی طرح
آگئے سامنے میرے وہ مصیبت کی طرح	جھک پڑے ٹوٹ پڑے بھچہ قیامت کی طرح
بوئے تو اور مجھے بیوجہ یہ طعنے دینا	
اس طرح اس دل نازک میں یہ چٹکی لینا	
ہاں چلا نیگو ترے گرمی پہلو کی قسم	سر دشمن کی قسم اپنے ہی زانو کی قسم
خواب آلودگی نرگس جاو کی قسم	بنیاد اڑائے کو تری قصہ کیسو کی قسم
ہم جسے چاہیں اسے اپنا ہم آغوش کریں	
مثل تصویر نہا لی مجھے خاموش کریں	
اس خرابہ میں تو اک خواب پریشاں ہی رہا	تیری تعبیر میں یہ سہل سمجھی تو حیراں ہی رہا
جھک کر ہنوا بی معشوق کا ارماں ہی رہا	رات و دن دولت بیدار کا خواہاں ہی رہا
سر دشمن کیلئے مکیہ ہو باز و اپنا	
اور پھر سے شکستہ ہے سر تو اپنا	
بیٹھ کر پردہ میں اچھا نہیں رسوا ہونا	تو بھی تو سوچ جے چاہیے مجھسا ہونا

ہائے میں اور مری بات کا چرچا ہونا	اس ہو میں ندریں راز کا افشا ہونا
پھندے چلن کے نہیں وہ جو کسی ہی تلجھیں	تار و امان نہیں جس میں ترے ناخن اُجھیں
تو ہی دلدادہ انداز ستم ہے نہ کہ میں	تو ہی وقفہ غم و اندوہ الم ہے نہ کہ میں
تو ہی کو چہ میں مرے خاک قدم ہے نہ کہ میں	تو ہی یا مال ترے سر کی قسم ہے نہ کہ میں
مجھے یہ عشق کا دعویٰ کئے! کیجیے بات بھی ہے	تو ہے کیا چیز بھلا کچھ تری اوقات بھی ہے
مجھے ملینکی ہے حسرت کئے اس صوت پر	آنند ز دیوں کی چاہت کئے اس صوت پر
دعویٰ ہر و محبت کئے اس صوت پر	شوق نظارہ صورت کئے اس صوت پر
آتش غصہ میں دوشوار ہے جینا مجھ کو	ہوں بری آتا ہے غیرت سے پسینا مجھ کو
پہلے ان بات کو تو سن کے میں کچھ بھرایا	چپ رہوں ناں بھی دوں جہیں ہی ٹھیرایا
اپنی عزت کو جو دیکھا تو بہت جھنجھلایا	پھر کہا میں نے بھی جو میری زبان پر آیا
اور کو چاہوں گا بس آگ لگاؤنگا کئے	تو سی حور تو دوزخ میں جلاؤنگا کئے
ہاں اوہ آتش زن سامانی فانی ہی ہوں	گر تم ہی اجمن اہل جفا میں ہی تو ہوں
سچ کہا شوخ نظر شوخ او میں ہی ہوں	نام رسوا کن ناموس جیامیں ہی تو ہوں
میں نے ہی پردہ اٹھا کر تمہیں تاکا ہوگا	میں نے ہی آنکھ بچا کر تمہیں جھانکا ہوگا
پہلے یہ خوں جفا جو ستم انگیز نہ تھی	یہی میٹھی نگہ ناز سم آمیزہ کھتی
نوکہ ترگاں مرے ناخن کی طرح تیز نہ تھی	اور یہ چیر چیریں دشتہ خونریز نہ تھی

	دہم ترن میں نہ چلا کرتی تھی تیغ ابرو جو ہر آنہ کی رگ سے نہ بہتا تھا انہو	
اب جو ہیں تم میں یہ اندازِ کلم ہی نہ تھے غیر کو دیکھ کے درپردہ ہنس ہی نہ تھے	ہنس دشمن میں یہ فتح یہ ترنم ہی نہ تھے دل کی پوچھو تو کہوں ایسے کبھی تم ہی نہ تھے	
	نازِ پیناں کو مجھ آوارہ سے پرہیز نہ تھا چشمِ بیمار کو نظارہ سے پرہیز نہ تھا	
یوں اللہ چلنے کی باتو نہیں نہ تھی خو ہرگز مجھے یزار نہ تھا غمزدہ دلجو ہرگز	طبع نازک نہ رہا کرتی تھی یکسو ہرگز رخ نہ یوں پھیرتی تھی جنبش ابرو ہرگز	
	حسن اور عشق کی آپس میں کاوٹ کب تھی اس طرح غمزدہ کی غیروں سے لگاوٹ کب تھی	
جی میں ہے اور سے اب جی کو لگاؤں دل اُسکی تصویر کو پھر تجھ سے ملاؤں واللہ	میں تجھے مثل وفادل سے بھلاؤں واللہ تجھے کم ہو تو تجھے منہ نہ دکھاؤں واللہ	
	سامنے اُسکا جو لو آئے تری شامت ہو رحم آجائے مجھ بھی یہ بُری حالت ہو	
کیا ہے دشوار کسی زہرہ جبیں سے ملنا تم نہ یہ سمجھو کہ ہے مجھ کو تمھیں سے ملنا	یہ بھی کیا پشتِ فلک کا ہر میں سے ملنا اب کھلا جاتا ہے اک پردہ نشین سے ملنا	
	تم نہیں! اور میں معشوق وفادار بہت دل سلامت ہے تو میں دلِ خردا بہت	
تیری تصویر نہیں ہوں کہیں خاموش ہوں میری تقدیر نہیں تو کہ ترے ناز سہوں	اور کی لاکھ سنوں اپنی نہ ملایک کہوں آخر اس شکمش جو رہے کیونیک نہوں	
	دل میں کاوشِ صد خارِ متناکب تنک	

آبلہ ہو کے نہ پھوٹے بھی اچھڑا چکا کب تک؟	
جانتا ہے تو مجھے ایک بلا ہوا میں بھی	دل جلا دینے کو اک تیری ادا ہوا میں بھی
جو مجھے چاہے تو خاک کھپا لے لوں بھی	بندہ اہل وفا بلکہ وفا ہوں میں بھی
آخر انسان ہوں میں بھی کوئی پتھر تو نہیں پھر مسلمان ہوں کوئی بت کافر تو نہیں	
کو مجھے دل سے انکار وفا نے خواہاں	دل ہے پیٹھایہ اٹھائی ہے جفا نے خواہاں
عمر رفتہ تو نہیں یاد ادا نے خواہاں	کیا کر دل جب پھرے آنکھوں کو ادا نے خواہاں
کیا تصور کوئی غم ہے جو کہیں جائے کیا طبیعت بھی شب وعدہ ہے جو آئے	
بدلتوں خون جگر غصہ میں پی پی کے ہا	اب وہی اشک رواں نیکوان آنکھوں نے بہا
رشتہ اعدا ستم دہر سہا خیر سہا	پھر ہی کتنا ہوں اب دیکھ مرمان کہا
چھوڑا لیکن کی طرح تنہی خو کو نہ مجھے بھول را وعدہ کی طرح نام عدو کو نہ مجھے	
پروہ ہی پروہ میں کرنی یہ جفائیں پیہم	دیکھ! اتنا نہو رسوا کن انداز ستم
یاور کھ خوب نہیں دل کا ستانا ہر دم	مجھ کو ادھم دشمن ٹوٹے ہوئے دل کی قسم
نکروں تجھ سے وفا کیا بت خود کام سے کام گر چہ ہے نام وفا پر تجھے کیا نام سے کام	
دیگر	
عشق تباہ کرنے حالت بگاڑ دی	بیماری فراق نے صورت بگاڑ دی
غم نے بنائے خانہ راحت بگاڑ دی	ہر دم کے اضطراب نے عادت بگاڑ دی
تلخی خواب و دیدہ مسرت کھٹلا ہوا	

	اک زہر ہے پیالے کے اندر گھٹلا ہوا	
مڑتا ہوں اور مرئی فرصت نہیں مجھے	جیتا ہوں اور جیون کی طاقت نہیں مجھے	روتا ہوں اور روئینی ہمت نہیں مجھے
	مجبور ہوں تو کہنے کو مجبور بھی نہیں مہاں بلاؤں حشر کو کچھ دور بھی نہیں	
جاتا ہے پچکا نالہ و شیدوں الگ الگ	دامن سے جیب جیب سے دامن الگ الگ	ہے مثل گر زباں نشین الگ الگ
	نوا آج وقت بد بھی شریک الم نہیں کستی ہے پاس چھوڑ کر تو ہے تیرہم نہیں	
تہنائی فراق بھی دم توڑنے لگی	تھا عمر بھر کا ساتھ مگر چھوڑنے لگی	اسید مرگ آپ کو منہ موڑنے لگی
	دم ٹوٹ جائے یہ کوئی بند قبا نہیں غم چھوٹ جائے یہ بیت نا آشنا نہیں	
ضعف ہے کہ جان سے جانا محال ہے	بیوش ہوں تو ہوش میں آنا محال ہے	دل میں خیال یا رکھی لاتا محال ہے
	دو پہلو فلک اک لب خاموش بن گئے سینہ پہ ہاتھ حلقہ غوش بن گئے	
گویا مرقع نگہ سرمہ سامیں تھم	آئینہ خموشی حسرت نما ہیں ہم	گویا مرقع نگہ سرمہ سامیں تھم
	کسکو دماغ خاص و فردا و حال کیا حشر بھی ایک سادہ درویش خیال کیا	

مارا ہے مجھ کو ایک بتِ لاجواب نے	تر پا دیا ہے گرم نگاہِ عتاب نے
پر وہ کیا ہے فاش سراپا حجاب نے	لوٹا ہے دل کو تازہ بہارِ شباب نے
اے ہنشینِ تباؤں کسے کس کا نام لوں	
تو پہلے مجھ کو تھام لے میں دل کو تھام لوں	
وہ منکر وفا جسے اپنے پلاکھ ناز	ایسی اسے سہراں ہے تو شیریں شریکِ راز
وہ بددیاغ سایہ گیسو سے احتراز	مشاطہ سے بھی حسنِ خدا داد بینا ز
کچھ چپکے چپکے صاف وہ ہونٹوں میں کہہ گیا	
نصویر اپنی دیکھتے ہی کھنکے رہ گیا	
شرم و حیا میں فرو حسینوں نہیں انتجاب	جو روجفا و ظلم نہانی میں لاجواب
مذہب میں اُسکے فرض میں اور جو حجاب	ناز و تغافل و ستم و کینہ و عتاب
لاکھوں فریب اس بتِ پیاں گسل میں ہیں	
بلِ جبقت میں زلف میں اتنے ہی دلیں میں	
خود بین و خود فروش ہے بھرم و سنگدل	پیاں گسل ہے صبر گسل اور جاں گسل
ہر بار جو تازہ ہے اور ظلمِ متصل	میری وفا سے بھی نہیں ہوتا کبھی حجل
شکوہ کیا تو کفر کیا مہر ہو گیا	
مجبور ہوئے عذر کیا نہ ہر ہو گیا	
ہاں یاد بھگناری جاتاں سے کیا حصول	ناحق کی چھیر چھاڑے اماں سے کیا حصول
خمیا زماں سے حسرت پنہاں سے کیا حصول	خالی بغل ہے مفت کے احساں سے کیا حصول
کیا ہو گیا خیال اگر ساتھ سو گیا	
دوب دہ کر اور دل کا برا حال ہو گیا	
اشوق وصالِ شاپر میں بدنِ اعجبش	یادِ حلاوت لب و سیبِ ذوقِ اعجبش

فکر دراز زلف شکن و دشمن باعث	نقش خیال نرگس بادت فن باعث
اُس ساقِ صندلیں کی صفائی سے کام کیا	اُس تازیں کے دستِ صافی سے کام کیا
اس حلِ بچے تصورِ جاناں سے فائدہ	آنکھوں کو خوابِ بہار پریشاں سے فائدہ
عزیزِ نیاز و پیشِ پہناں سے فائدہ	بے خبرِ شکوہ شبِ ہجران سے فائدہ
مشقِ تصورِ نگہِ بشر کیس ہے کیا	چپکے ہی چپکے جاہلی جانِ حریں ہے کیا
اُن کو مراحِ خیال بھی ہو سر بسر غلط	اندیشہٴ ناں بھی ہو سر بسر غلط
اس ہجر کا طلل بھی ہو سر بسر غلط	بچہ خواہشِ عمال بھی ہو سر بسر غلط
مشکل ہے اُن کو اپنا دوپٹہ سنبھالنا	وہ اور دل سے گرتے ہوئے کا سنبھالنا
میں اور ماتمِ عجم جاوید ہائے ہائے	فرست ہو اور نالوئی تجرید ہائے ہائے
دل اور جاگدازِ سخی امید ہائے ہائے	آنکھیں ہیں اور حسرتِ داوید ہائے ہائے
مانندِ وق مزاج بھی کچھ مستوی سا ہے	کھلتا نہیں کہ درو بجے جانکمی کا ہے
ڈالایہ تفرقہ فلکِ ہرزہ کار سے	عزبت کا داغِ بھگو دیا روزگار سے
آنکھیں دکھائیں گردشِ لہر نہائے	پھیلائے پاؤں طالعِ ناسازگار سے
صورتِ بگاڑے بیٹھے ہیں پنج و جن سے ہم	منہ کو چھپائے لیتے ہیں یادِ وطن سے ہم
آزاد ہوں کہ اب کوئی حسرت نہیں رہی	وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی
کوسوں کے زبان میں طاقت نہیں رہی	ادبِ جنت بدلوید شکایت نہیں رہی

	افسردگی دل نے بجھایا چراغِ دل آگے بڑھا ہوا ہے کلام سے فراغِ دل	
اُسکو سناؤں قصہ فکرِ درازِ دل بھیجوں زبانی اُسکے پیامِ نیازِ دل	اتنا کوئی نہیں کہ کوں اُس سے رازِ دل اُسکو دکھاؤں حالتِ سوز و گدازِ دل	
	سُن میری بات میری کہانی پہ رحم کر ظالم تو اپنی اُختی جوانی پہ رحم کر	
ظالم یہ عشو ہائے فسوں ساز کس لیے یہ غم ہائے شعبہ پر وائیں کس لیے	ظالم یہ عشو ہائے فسوں ساز کس لیے یہ غم ہائے شعبہ پر وائیں کس لیے	
	شیرازہ تبسم پہناں نہ ٹوٹ جائے دستِ قرہ سے شرم کا دامن نچوٹ جائے	
نیرنگِ غمزہ درپے افشائے راز ہے رنگینیِ مزاج تو محض طراز ہے	یہاں کی کرسٹم بھی ہنگامہ ساز ہے پھر تجھ کو اپنی پر وہ نشینی بنا رہے	
	کیا پوچھتا ہے جلوہ پہناں کو باب میں اک موجِ خندہ ہے جو شگنِ بزلِ نقاب میں	
اس فتنہ کو کے طرزِ تجاہل کو دیکھنا اس شفقِ گیسو واکا کل کو دیکھنا	اپنے سے بچنے ہے تغافل کو دیکھا اس پر بھی اسکی نشانِ تجمل کو دیکھا	
	تیر ہی ہے شباب کی کیا سادگی میں ہے اس میں بھی وہ نہیں جو فراسادگی میں ہے	
طرزِ حیاِ رُحی ہوئی استادیوں میں ہے پیرِ دُر کی ایک قید بھی آزاد یوں میں ہے	شوخی کھلی ہوئی ستم ایجا دیوں میں ہے وہ آپ اپنے حسن کے فریاد یوں میں ہے	
	حیران کا رہے وہ بہت حور و شہو چھ!	



اس ناز کی گرمی ہے جو کشمکش بنو چھا	
انکلیں جیا میں اور ادا اضطراب میں غیرت نے مساوی کو بڑھایا جواب میں	اس ناز میں کی جان بھی ہے چڑیا میں شوخی سے لاکر آنہ رکھا حجاب میں
انکھیں جتا رہی ہیں کہ مٹی کا جوتہ ہے کتی ہے وہ نگاہ کہ سرمہ خوش ہے	
بستیں رنگ و بو سے چمن کا اثر کہاں پلکوں سے وہ تراوش خواب سحر کہاں	پہلو سے نرم نرم کی مچھلی جبر کہاں آنکھوں کو لطف جانے کرات بھر کہاں
سوئے میں منہ سے جب وہ دوپٹہ سر گیا یہ غل ہوا کہ فتنہ محشر چپک گیا	
اے روشنی چشم تماشا کہ صر ہے تو اے قدردان شکوہ بجا کہ صر ہے تو	اے نوبہار باغ تمنا کہ صر ہے تو اے مہربان عاشق رسوا کہ صر ہے تو
جان خیز بڑھی ہوئی کو سوں عام سے پھر بھی تجھے گلہ ترے انداز نرم سے	
مست تو وصال تھا میں تو خراب حسن آپ ہی کھل ہوئے تھے وہ بند نقاب حسن	کچھ یاد ہے وہ گرمی بزم شراب حسن تھا صاف اپنے جامہ سے باہر شباب حسن
یتا بی ہوس میں کسی کو نہ ہوش تھا بوسے بھی پس گئے تھے میری خوش تھا	
انکھیں ہو مست باغ تو گل کا نشان کہاں پہونچا تھا ہائے دست تمنا کہاں کہاں	افشاں کہاں مٹی تھی کہاں رنگ پان کہاں رکتا تھا روک لینے سے شوق نہاں کہاں
کون جسوں سے تھی صفت ملا کہ تھی ناچار انتظار کی آنکھوں میں خاک تھی	

بدستہ شباب کی باتیں بھی یاد ہیں	اس شوق بیجا کی باتیں بھی یاد ہیں
منہ پھیر کر عتاب کی باتیں بھی یاد ہیں	پہلو میں اضطراب کی باتیں بھی یاد ہیں
تھا شکوہ نرا کت بیجا اکٹھا ہوا	جو بن کیساتھ شرم کا پردہ اکٹھا ہوا
مجھے تو بخیر تھے کچھ اپنی خبر بھی تھی	جس شب میں ساتھ سوئے تھے اس کی خبر بھی تھی
اپنی نراکتوں پہ تھیں کچھ نظر بھی تھی	زلفوں کیساتھ لپٹی ہوئی وہ کمر بھی تھی
رگ میں بکری تھی جو شوخی تھی آنکھ میں	تم تھے بغل میں یا کوئی تیلی تھی آنکھ میں
منہ میں زبان دیکھ یہ کہنا کہ چھوڑیے	لب کاٹنا پھر اس پہ یہ جھگڑا کہ چھوڑیے
دل سے نہیں حیا سے اشارہ چھوڑیے	پہلو بچا بچا کے تقاضا کہ چھوڑیے
کیا تم ہو کوئی رنجست بیجا کہ چھوڑ دوں	کیا جان بھی ہے مفت کا سودا کہ چھوڑ دوں
دیگر در لغت	
اسے فرد الجلال اوج معانی دکھا مجھے	فیضانِ شانِ اعظمِ شانی دکھا مجھے
طبعِ سلیم راست بیا فی دکھا مجھے	تیغِ زبان تو اپنی روانی دکھا مجھے
کیونکر مرا دماغ نہوا آسمان پر	معراجِ مصطفیٰ کا سخن ہے زبان پر
وہ فخر انبیا ہے زمین و زماں کا فخر	وہ مرکزِ محیطِ ازل و دجہاں کا فخر
خاکِ قدم ہے مہر و مہ و آسمان کا فخر	انغلیں پاک کون و مکال لامکاں کا فخر
عزت کو عزت اس سے شرف کا شرف دہ	موجِ قدم صدف ہے تو بوجھِ وہ ہے

کعبہ میں جلوہ رخ زیبائے مصطفیٰ	ایمن میں نور شمع تجلایں مصطفیٰ
دیکھو فروغ گوہر کینائے مصطفیٰ	دونوں جہاں ہیں تجھ کا نشانے مصطفیٰ
کیا آپ سے عرب کا مقدر چمک گیا	
ایجاد اور وجود کا اختر چمک گیا	
بطحا کی آب و تاب ہے تیرے کا نور عین	تیرے کا نور عین ہے مکہ کی زینت وزین
مکہ کی زینت وزین ہے کعبہ کو دلکی چین	کعبہ کو دلکی چین ہے سلطان مشرقین
یہ مشرقین ورتے ہیں اس گرو راہ میں	
ورتے بھی وہ جو کچھ نہ سائیں نگاہ میں	
موشکی کو دیدیا یہ بیضا تو کیا ہوا	یوسفؑ کو ملگیا رخ زیبائے تو کیا ہوا
خلت میں گر غلیل ہیں کیا تو کیا ہوا	داؤدؑ سے یہ مرتبہ پایا تو کیا ہوا
لمعات ہیں یہ سب انسی مہر منیر کے	
قطرے گرے ہوئے انسی ابرمطیر کے	
اُسکی شناسائی سعادت بیاں کا فخر	اُسکا بیاں بیاں کی شرافت ہاں کا فخر
اُسکی صفت صفت کی لطافت زباں کا فخر	اُسکی مدح مدح کی عزت جہاں کا فخر
انسان کی فضل یہ ہے کہ گویائے نعمت ہو	
ایماں کا خاصہ ہے کہ جو یائے نعمت ہو	
مدحت نگار خاص جناب رسول ہوں	میں خادم بتول و عشیہ بتول ہوں
عزت میں آج مردم چشم قبول ہوں	جنت پکارتی ہے قریب الحصول ہوں
ملاحی شفیع اہم کا لقب ملا	
جو کچھ مجھے ملا ہے وہ حناں کو کب ملا	
شاغل ہوں و صف ذات کیرم الصفا میں	ہے ہمسفر روح قدس بات بات میں

آج حیاتِ خضر نے ڈالا دواست میں	شہرہ صریحاً کہ ہے کائنات میں
مانا کہ یہ مبادئی عالی کا فینن ہے مقبول ہو تو مالکِ دوائی کا فینن ہے	
قطع لقیں سے قضا بھی ہے سیدھا صواب مسطر شعاعِ نورِ خدا سے کیا ہوا	ایمان کی اصل سے یہ قلم ہے لیا ہوا کاغذ یہاں حضورِ دلِ اولیا ہوا
دعویٰ یہ میرے کفر ہے حاجت گواہ کی تصدیق ہے شہادتِ ان لا الہ کی	
بندش نئی روش بھی نئی ڈھنگ بھی عجیب اشعارِ پاک کی ہے یہ فرہنگ بھی عجیب	مضمونِ نیایانِ نیازنگ بھی عجیب تمہید بھی نئی ہے تو آہنگ بھی عجیب
لفظوں میں ایک خاص تجلی کی شان ہے حرفوں میں صاف کوکبِ درسی کی شان ہے	
حقِ جمعیاتِ مخالفین سے گریز ہو ہر لفظ و لپیز ہو اور لطفِ خیر ہو	اسے باو پائے فکرِ ذرا اور تیز ہو اسے خامہٗ نجستہ رقمِ مشک ریز ہو
مضمونِ بیشال کی تصویر کھینچو چشمِ سخن میں سرمہٗ تسخیر کھینچو	
اسری بعدم کی جو عزت ہے دیکھنا یہ اوجِ حقِ سعادت ہے دیکھنا	اسے جبریلؑ بابِ رسالت ہے دیکھنا ناموسِ انبیاءؑ کی عمارت ہے دیکھنا
رفعت یہ کہہ رہی ہے ادب کا مقام ہے قدرت ہے جس کا زینہ قضا جس کی بام ہے	
ہر ذرہ اس جگہ یدِ بیضا سے کم نہیں کعبہ سے اور مسجدِ اقصیٰ سے کم نہیں	یہ صحنِ پاک وادیِ موسیٰ سے کم نہیں بیت الشرف ہے عرشِ معلیٰ سے کم نہیں

	یاں ہے محیط شان الہی کا دب بہ	
	پیدا ہے فیض نامتناہی کا دب بہ	
	تقدیس پائے بوس ہر قطرہ خاک پا روکے ہوئے لگام کو ہے فضل کبریا	اللہ ری وہ شوکت سلطان انبیا تھامے ہوئے رکاب کو ہے زہد و اتقا
	سامان آمد آمد خیر الوری کا ہے یہ تدویر قلزم فیض خدا کا ہے	
	دو لونہماں سے توسن بہت بڑھا ہوا انکھو نہیں پاس مہر و محبت بڑھا ہوا	کیا کیا ہے زور سب قدرت بڑھا ہوا سینہ میں جوش بخشش امت بڑھا ہوا
	وہ چشم انتظار دعا ہے کھلی ہوئی وہ جہت قبول کھڑی ہے تلی ہوئی	
	ہے آگے آگے یاد خداے غفور کی حلقہ ترکاب کے ہیں لکھنویں جو کی	کس شان سے چلی ہے سواری حضور کی ہے توسن شریف کہ پیکر ہے نور کی
	ہاں اقتدار احمد مختار دیکھنا روح الامیں ہیں غاشیہ پروار دیکھنا	
	ہر ایک نقش ستم دیدہ بنا ہوا سچے ہے آفتاب بھی سایہ بنا ہوا	مرکب ہے برق طور کا تیل بنا ہوا ہے نصف شب میں صبح کا تر کا بنا ہوا
	کیا کام فیض روشنی مہر و ماہ کا پر تو ہے شمع اشہدان لالہ کا	
	ایانا وکب قضا تھا کہاں سے نکلیا غافل ہے نطق اور زباں سے نکلیا	سرعت یہ تھی جہات جہاں سے نکلیا اب کیس اکوں کہ قیدیاں سے نکلیا
	ہاں امتثال کن فیکوں کا ظہور تھا	



رحمت جبار ہی ہے کہ کیا کیا بنا دیا	وحدت بتا رہی ہے کہ یکیت بنا دیا
اس قرب نے دلی فتنہ لایا بنا دیا	اچھے کو آج اور بھی اچھا بنا دیا
ظاہر میں جبریل و فرس کا بہانہ تھا	باطن میں جلوہ کشش و دستا نہ تھا
حاضر میں دو جہان یہاں اختیار میں	آئینہ جس طرح کھنکھاتا آئینہ دار میں
ماضی کا اعتبار نہیں اعتبار میں	دیکھو لو ہے خشک رنگ انتظاریں
اطلاق بہت دہشت و نیست ہے	فعلیت وجود ہے صدق شہود ہے
اس فخر و تسلیں ترے اس نام کے خدا	اسے بادشاہ و دیں ترے احکام کے خدا
اسے نوادائیں ترے اقدام کے خدا	اسے رحمت مہیں ترے اکرام کے خدا
وہ دن خدا کرے کہ زیارت نصیب ہو	دنیا میں مجھ کو رخصتِ حنیت نصیب ہو
بس اسے وفا عمل ادب ہے ذرا ٹھہر	لو اور نعتِ فخرِ رسول سدا بہشت
تقصیل ایک مصرعہ محفل پہ ختم کر	بعد از خدا بزرگ تو فی قصہ مختصر
اسے ذاتِ نبوت شاہدہ ذاتِ آئینہ	فارغ از قیدِ اسم و اشارات آئینہ
ہاں جان و دل سے شہید بن جائیں	قربان و جان شاہ حسین و حسن بن حسین
یاج چار یارِ رسول ز من ہوں	دلدادہ و فرقیۃ الحسن ہوں
سنی ہوں سنی ہوں رسولِ انام کا	پیروا امام اعظم کا لیمت نام کا
یارِ جناب شافع محشر کیواسطے	یارِ بتوں و عشرتِ اطہر کیواسطے

یارب چہار نیز اکبر کیواسطے	یارب محی الدین پیمبر کیواسطے
ہو عاقبت بخیر مرا خاتمہ بخیر	قدسی کہیں کہ خوب ہو خاتمہ بخیر
دیگر در لغت	
لہذا الحمد ہوا مہر تجلی گستر	نکلا پھر حجب افق سے پیدیا سے سحر
آج ہر ذرہ ہے آئینہ تصویر مگر	عکس معشوق حقیقی کا جو آتا ہے نظر
دُور دُور سے انا اللہ کی جدا آتی ہے	خلق موسیٰ کی طرح سے ہی غش کھاتی ہے
روشنی مہر جہاں تاب کی چھائی ایسی	چشمہ آبِ بقا پر بھی اندھیرا نہ رہتی
تھی زمانہ میں جو ظلمت وہ یہاں تک کھو گئی	نام کو دیدہ آہو میں سیاہی نہ ملی
اس سے آگے نہیں معلوم ملایا نہ ملا	جانیو الو نہ کہ غلام تک تو اندھیرا نہ ملا
ہو گئی آئینہ دل میں بھی ایسی صیقل	کہ ہوئے نکاسِ فکروں لاکھوں ستاروں کی
دک کہتے ہیں کہ گزرا ہے زمانِ افول	یہ ہے اشراقِ گہرِ نرویک سے روزِ دل
ہاں حربہ نہیں کیا لہذا یہاں نہیں	کوئی بات ہے ایسی کہ مجھے یاد نہیں
بہن میں سیکڑوں مضمون نکلا ہے ہیں	عقلِ اول کے یہاں ہوشِ آخر کی باتیں
الحمد قدسِ ملائکہ تجھے دکھلائے ہیں	انہی لکھنے کے چوہے جگمگا رہے ہیں
جی میں ہے مستحقِ آج ہی خیرِ کردار	وعدہ اک خیرِ جہانِ مہفہ کا جس تجھ پر کردار
یہ ہے مستحقِ قدسِ ملائکہ تجھے دکھلائے ہیں	نما آئینہ کی قدرت کی نہائی غنی بہار



اک طرف رکھا ہوا تھا قلم ناوہ کا ر	نقطہ و دائرہ و خط کے منتھے کچھ آثار
صفحہ و ہر تھا صنایع ازل کا کاغذ دیکھنے سے وہ نظر آتا تھا سدا کاغذ	
چاہا بالقاش ازل سے کہ وہ نقشہ کیوں غز و تکین و نجابت میں ہوا زلیں موزوں	جسکے ہر رنگ میں ہو جلوہ حسن جوں پیار کی آنکھ سے دیکھوں سے پینا کر فوں
وہ رے عشق او صحر حسن کا سامان کیا وہ لون عالم کو او صحر پہلے سے قربان کیا	
پوچھ دیدہ یوسف سے لیا ایک ورق جیسے جلوہ سے پُر الوار میں یہ غنیمت طبع	لکھنے کی لکھش بھرا آسمیں وہ رنگ مطلق خربوسی سے عطا جسکی ہے شان بروج
طور پر جاسکے اسے برق صفت چمکا یا جو نہ دنیا تھا وہ موسیقی کو وہاں دکھنا یا	
رکھ کے پر وہ میں جو کہنا تھا وہ لیا ہر لڑکے باہر اسے پھر جلوہ گم ناز کیا	حسن یعنی سے دیا مسخ جو کچھ دینا تھا خوبی و حسن میں قدرت کا تماشا دیکھا
انہر ہر دھندل دیباچہ سر مدد رکھا ادب لقب احمد و محمود و محمد رکھا	
وہ کس شان کی تصویر کھینچی تھی قسم رنگ و بلوہو کے طبع جو حد و ثاوت قدم	جسے سو جان سے قربان ہو سچ و ظم نظر آتی ہے عجب قدرت رب اکرم
ہمہ خوبی ہمہ شوخی ہمہ زلفا نیہا است بارک اللہ ہمہ مجموعہ زیبا نیہا است	
ایسی صورت کہ جسے صحفہ ایمان کیے ایسی صورت کہ جسے شمع سبستاں کیے	ایسی صورت کہ جسے قدرت بڑواں کیے ایسی صورت کہ جسے مہرہ رخشاں کیے

	ایسی صورت یہ عرا دل بھی جگر بھی صدقے ایسی صورت یہ تو آنکھیں بھی نظر بھی صدقے	
کہ سنے کون کہ یہ جلوہ گری کیسی ہے حسن کس پرور میں تھا پرورہ در کیسی ہے	شوخیال کیسی ہے پیراں پہ نظر کی کیسی ہے دیکھنے والو کو یہ ہے خبر کی کیسی ہے	
	جو نہ کیا ہو کبھی آہ اویں کیا کیسی ہے جلوہ احمد کا تو اس نذر خدا کا کیسی ہے	
گمبھ و غار عن روشن کایاں ہے اطول حقین و لونگے کے دیتا ہوں قول مجمل	لگو لٹا چاہیے اب نکتہ مائل و دل یہ اگر شام ابد ہے تو ہے وہ صبح ازل	
	اسکو وائیل کی نقشبہ کیا کرتے ہیں اسکو و انور سے تعبیر کیا کرتے ہیں	
بلوئی تصویر تباؤ نہیں کیا کرتے ہیں ہم تر می شان میں لولاک لما کہتے ہیں	دست قدرت نے کہا نور خدا کہتے ہیں قاب تو سین تجھے اور دنی کہتے ہیں	
	حسن یوسف دم عیسیٰ بد بیضا داری انچہ خواباں ہمہ دازند تو تنہا داری	
گر چہ سینہ میں مرے نور نبی نہیں ہے چشم ظاہر ہے مگر دیکھنے کا ارماں ہے	ماطی کہتے ہیں جسکو وہ دل حیراں ہے ہے سوال رانی اور نیا ساماں ہے	
	دل کا میدان بھی اک وادی پر نور بنا شعلہ آہ جو نکلا شجر طور بنا	
آرزو یہ ہے کہ جنت کا تماشا دیکھوں جو نہ کیجا کبھی رضواں فودہ صحر دیکھوں	اپنی ان آنکھوں نے میں شرب و بطحا دیکھوں اور پھر آگے کہوں کیا کہیں کیا کیا دیکھوں	
	حضرت نازاں ہو مری باد یہ پیماں پر	

	صدے جمعیت کو نین ہوتھنائی پر	
ات میں حضرت سوسی بھی کہیں ملجائیں وادعی امین مقصود کی رہ بتلا میں	ون کو تو حضرت می را ہبری فرمائیں پھر چراغ دید بیضا وہ مجھے دکھلائیں	
	جا کر اس وقت میں رکھوں جو قدم کانٹو پیر دیکھ کر لوٹے وہیں باغ ارم کانٹو پیر	
طالب جلوہ محبوب خدا آتا ہے ہمہ تن دیدہ مشتاقی آتا ہے	نہ ہو سرخ شہر و سمر آتا ہے باغ و سینہ توحید فرزا آتا ہے	
	نام اس کا ہے وفا اور وفا نہیں ہے آپ کے نام پر مر جائے یہی مطلب ہے	
یہ سجدہ مدرسہ تجوید القرآن سہارنپور کو سالانہ جلسہ رقصینا		
کام ہے فیصلہ حکمت پہنائی کا شور ہے کو کتبہ سطوت قرآنی کا	وقت ہے حوصلہ قوت ایمانی کا زور ہے غفلت رحمت یزدانی کا	
	پردہ عینب سے کیا جلوہ گیت نکلا جیب اقبال سے گویا دید بیضا نکلا	
پر تو وحدت مطلق کے معنی کیا کیا پھر تجلی سے دکھائے ہیں تماشے کیا کیا	صفحہ دہر پہ کتنے ناز کے لفظ کیا کیا شوخی حسن کے ہوتے ہیں قصاص کیا کیا	
	خاتمہ ناز کی اب جلوہ گرمی ہوتی ہے شاہد راز کی ماں پردہ درسی ہوتی ہے	
خیر مقدم کیلئے بڑھ کے ہدایت آئی سرسیم جھکائے ہوئے طاعت آئی	لوح محفوظ پہ کیا آئی بشارت آئی پھر قد بوس ہمایوں کو طہارت آئی	
-	جو ہر قدس کی داریں مابی دیکھو	

	مختتم فیصلہ ہے فصل خطاب دیکھو	
جس کا مطلع شرف انزل فیہ القرآن شان میں اسم اشارہ کی طرح متزن ہاں		اسے خوشامدہ مقبولی ماورے مہمان وضع میں مصل آئینہ نور ایمان
	اسکو دیباچہ اسفار سعادت کہئے اسکو شہ ازہ اور اق عبادت کہئے	
حاصل پذیر مقصد میں ہیں بنیاد جبریل آگیا ظلمت عالم کی گیلیہ قہر جبریل		وہی نام مرتبہ مہر تازی تازی بارک اللہ ناما عشر سے تازی قندیل
	فیض الاموت ہے یہ شمع فروزان ازل بزم ناسوت ہے اک بزم چرخان ازل	
اک اشارہ میں آگے گروہ جبریل ہو گیا جو ہر نعمت علیکم حاصل		یہ وہ ہے سید جسے کہتے ہیں عقیل اسکے ہے یہ عقل الکت لکھ سچی کامل
	ہاں رسالت کیلئے حجت قاطع نکلا اور فی حدیثنا جامع دافع نکلا	
نکتہ نور گریبان رسالت کہئے پر تو شان خدا شان رسالت کہئے		نقش موزونی دامن رسالت کہئے ورقہ التاج و رخشان رسالت کہئے
	وہ رسالت جسے توحید کی ضو کہتے ہیں شمع کا شانہ تنجید کی لو کہتے ہیں	
اولیں آئینہ شاد ہر زیباے قدم منتخب نقطہ خال رخ زیباے قدم		وہ رسول عربی گوہر دریاے قدم ہمہ تن مرد مک دیدہ لیلایے قدم
	اے وہ سر دفتر نازش ہے دو عالم کیلئے اے وہ سر بایںش ہے دو عالم کیلئے	

راست آئی تو بر عنایت قباے ظہا	زیب دستار ہوا طرہ لولاک لما
خوبی جلوہ رفتار ہے فیض اسرہی	مرجبا نشان خدا صل علی علی
لکھتے ہیں جسکو ازل ہے وہ گریباں اُنکا	
لکھتے ہیں جسکو ابد کوشتہ داماں اُنکا	
مردم دیدہ ایمین چ زمین یثرب	چمکی ہے نوبہ مجروحے جبین یثرب
مرجبا قنعت فر دوس برین یثرب	بنگیا عرش نشین خاک نشین یثرب
	اسے تری عرش نشینی پہ ملک بھی قرباں
	اسے تری خاک نشینی پہ ملک بھی قرباں
و ظہر این مرد سہر با بندگیال تجوید	سہر مہر چشمہ کمال استہ جمال تجوید
مرجبا قنعت عرش مثال تجوید	جند امر تبت قرب و جلال تجوید
اسے وفا حاجی آزماد و دیں حاصل باد	
ہست و کوشش و توفیق ازل شامل باد	
<h2>پایہ عیادت</h2>	
حسرت سے نکاہ درو پناہ میں ہوں	عقمت سے نکاہ ریت حیران میں ہوں
اک انکی تسلیاں دل دار کو دیں	بول اچھی قصدا کہ سب کا دل میں ہوں
<h2>ویگر</h2>	
اسے ذوق نظریہ دیدہ بازی کتبک	اسے شہد یثرب سہریہ ہر نہ تازی کتبک
اب شرم گنہ بھی نہ پھپھا سے آئی	اسے نشان کر صریہ پینہ سیارہ کتبک
<h2>ویگر</h2>	

کیا پوچھتے ہو میرے دل زار کا حال کچھ آتش شوق گر بجھ کر اٹھی کبھی	امید ہے خستہ اور تھمتا یا مال افسردگی غم نے دیا پانی ڈال
دیگر	
میں بزم خیال سے ابھی آیا ہوں اسے مافیہ وہم و شوگانی کی قسم	مقصود یہ عدم کے رنگ اڑا لیا ہوں خامہ پر غنقا ہے تو میں سایا ہوں

وَقَرِّبْنَا مِنْهُمْ بَرَئَاةً مِنْ تَصْنِيفِ مَوْلَايَ سَلَامَتُ اللَّهِ صَاحِبِ حُجُومِ

آؤ حسن نظر افروز کا جلوہ دیکھو ! گوشش تحقیق سے مضمون حقیقت سنایا حرف کو روک دیکھو کہ کثرت سے کہو ! باغ تہذیب ہے اور زمانہ بہار امید بزم تہذیب ہے اور ذوق کمال جاوید ولشیں نقش زمانہ میں ہزاروں ہو گئے قل ترمیم سے کیا آئی ہے ہر دور کش قل ترمیم سے نکلتے ہیں جد اول کیا کیا حجتہ ناطق برحق کی ممانت سمجھو نقطہ فقط ہے تہی میں سوادین از خدا کا بہ نئی جاوہر بہت عیاں از ازل تا اب بد بجز قبول است رواں بکھل گیا باہ عطا ہے لگا شوق وفا باب اخبار بشارت میں لکھیں تابش نو	یوسف مصر معانی کا تماشا دیکھو ! پیش قدم تصدیق سے نشان دل آدیکھو ! نقطہ میں عالم وحدت کا تماشا دیکھو کار پرواز تہی و ست چمن آرا دیکھو سہجہ ناز قلم حوصلہ فرسا دیکھو دل میں جاتے ہیں جہیر وہ سو یاد دیکھو باغ تشبیر ہے جنت کا نمونا دیکھو آج شاداب ہوا کھنسل تمنا دیکھو شانت بیہنگی سطلوں کا تماشا دیکھو ! حقیقت ہے پیامنید بیضا دیکھو خامہ راستی آئیں کا اشارہ دیکھو جو ہر طبع مضامین کا تقاضا دیکھو آؤ اب باب صفارنگ و عا کا دیکھو سنہ صبح سعادت میں پڑھیں نا دیکھو
---	--







کامفانی



آئے گو در حریم تقدس پناہ تو  
 لئے اعتدال را بطہ الفت است تو  
 لئے استقام ضابطہ فیض عام تو  
 ظل خدا مطیع رسول خدا تو کی  
 در کار گاہ عقل بفتوائے اعتقاد  
 لئے پائیم استوار تو در مسلک وفا  
 لئے خاک کفکداری تو در معرض صفا  
 یک قطر آب گوهر کی قطر آب اشک  
 نہ ساز ہر گاہ نہ انداز ہر تماشا  
 نے ہر زینب عدہ کئی سزا بود  
 ہر کس نہ در تہیہ حسن قبول فیض  
 نے ہر کوئمہ ریشہ دواں مت در بکر  
 نے ہر متاع مایہ دکاں دلبری است  
 ایں بیشی دکنی ہم از قابلیت است  
 لئے ولئے بر زبونی نجات سیاہ من  
 لئے ولئے بر خدابی حال تباہ من  
 داغ مرا ہیں کہ بد نرخ مقابل است  
 پرش ز تو کہ ایں ہمہ در ماندگی چرست  
 ماسر بہ آسائیں سعادت بنادہ ایم  
 ما پاشکتہ بدرد دولت نشستہ ایم  
 حد ادب شناس وفا مختصر بگو

خو رشید و صمد پیر و مال برابر است  
 اور مہمانت صبور و اندک کان برابر است  
 در حد ذاتیات بار کانی برابر است  
 از ہر طرف نفس قبضان برابر است  
 آئین تو حکمت یزدان برابر است  
 یا تقدس پائے بود و سلیمان برابر است  
 یا مدد شوق آیتہ حیاں برابر است  
 چہرہ شکر کہ سود و بقصاں برابر است  
 یا چشم و گوش موسیٰ عمران برابر است  
 نے ہر سخن پر پرش خوابان برابر است  
 یا فیض بہت شہ مردان برابر است  
 نے ہر ایاں با نازش چہاں برابر است  
 نے ہر سیارہ یوسف نقاں برابر است  
 فیض ازل و حضرت یزدان برابر است  
 ہر صبح عزت ہم غرباں برابر است  
 امید من بحسرت و حوائی برابر است  
 اشک مرا نگر کہ بطوقاں برابر است  
 نازش زمین کہ خواجہ سلطان برابر است  
 نقش جبین و انگڑاواں برابر است  
 فرش زمین و تخت سلیمان برابر است  
 حرفیکہ بادغائی فراوان برابر است

تا در محل ذہن نشان وجود ذہن یاد عدد بد فتر عالم محال باد تا غنچہ تبسم رنگین نگار حسن ولمائی دوستاں ہوا خواہ تازہ باد نقش نگار حسن قبول باد	معلوم افتتاح یا مکال برابر است یا دست بے اثر کہ بنیان ابرا اندر شگفتگی بچستاں برابر است آن تازی کی با گل خداں برابر است ایں یکر سخن کہ بصد جاں برابر است
--	--

گلستہ حدیفہ فیض عمیم باد  
ایں مست حسن کہ با گل ریحان ابرا

قصیدہ در مدح عالیجناب میر حبیب اللہ خاں محوم والی سلطنت خداداد  
افغانستان کہ بروقت تشریف آوری ہندوستان تصنیف شد

لفن سیمیا فیض ہوا ریشہ دوائی آمد جو موج خندہ کہ لعل بیت بدست بر خیزد صبوحی مشرباں را فزودہ ذوق سبک و جوی ہمانا چادہ رہ از رنگ گل تازہ تر یا شد بیا مرغ چمن از تنگی جانکوہ سر کن نفسہا رخیہ در سہما رنگ شگفتہا سخن از کیت طرح کیت فیض کیت کس ظہیر دولت دنیا نصیر ملت بیصفا بیا طومار افریدوں دیکھا دوسں جموں	بہار آمد بہ گلشن رنگ بر روی جہاں آمد گل آمد بلبل آمد نغمہ آمد باغبان آمد کہ جان در کالبد در انجمن بطل گراں آمد کہ از اقلیم آب رنگ رنگیں کاروان آمد کہ طوفان بہار از جوش گل در آستان آمد سخن چوں غنچہ گل بر سر شاخ زباں آمد خوشہ طالع مسخی انتخاب کن فکاں آمد گرانی ذات او چوں حد و سطح میاں آمد کہ فخر و دماں ناموس خیل باستان آمد
---	--

### مطلع ثانی

قبول عام اند جان دل ریشہ دوائی آمد شعاع کوکب دری است یا نور علی نور است	ظہور خاص در شکل حبیب اللہ خاں آمد سراج ملت و دین افلاک یکتا ہواں آمد
--	---

<p>بیا اسے حضور جوش فیض جانی تماشا          چو آں صبح ید بیضا کہ امین شرفش باشد          بیاں لبہ جہہ از جوش سجود از فلک بگذر          برقص لے نقش سجده در جبین خورشید          بیا از خاک امین صیقل آئینہ جان کن          خدیو مصر دولت بادشاہ کشور نصرت          توئی غازی و حامی دین رسول اللہ          بیاس شریعہ و آئین پلہ میزاں برابر شد          نبام تیغ تو فرست احکام قضا باشد          شرف چون بخت دولت بر کباب ید می          زمان الے زمان گنگی را عمر آخر شد          سخائے عام جو دوام فیض عام را نام          وجود من کہ خاک عرصہ محشر لفرق او          نفس از سینہ خیزد باغبان را ز کار و ان خیر          چو آب شہد کہ فوارہ کوثر فوریت زد</p>	<p>عجیبتا بجوایاں بر سر منہ و ستال آمد          مبارک نور ایماں بر سر منہ و ستال آمد          کہ در انداز تسلیم وقت امتحان آمد          کہ اندر شیوہ تعظیم وقت این آں آمد          بیار آئینہ جان آگہ جان در ملک جان آمد          بہمت کامیاب کام بخش و کامران آمد          جہاں ایسا بی و ترا حق پاسباں آمد          بہمت در جہاں اللہ اکبر در اذان آمد          سر تیغ تو بسم اللہ مرگ ناگمان آمد          ظہر جو ہر شد و در قبضہ تیغ رواں آمد          جہاں الے جہاں تازگی را آسمان آمد          کہ چہ چون جنس عالی مشتمل بر مہنگان آمد          بدان اندیشہ میماند کہ از راہ گمان آمد          ہجوم تالہ آمد یا ہجوم کار رواں آمد          دعا با بر زبان خامہ رطب اللسان آمد</p>
---	---

<p>آملی در جہاں باطنی و یاتاب تو ان باطنی          ترا دماز عمر جادواں بخت جواں آمد</p>	<p>قطرہ در ملح جمیل المواقب عظیم الاحسان جناب نواب محمد ابو بکر خاں          بہادر رئیس دادوں</p>
<p>مہربانہ نوارش تقسیم شد          تازہ قبول فیض کہ او قبلہ گاہ ما</p>	<p>آقای نامدار ابو بکر خاں ما است          بالہ عروج بخت کہ او آسمان ما است</p>

اسید گنج پادشاه دل  
 مآثره ایهم برین طواہ نا  
 طست پایہ فتوحیا رکوع چہ داد  
 گویم اگر زفرہ جہاں بختی او  
 ایتم گریہ غرض غش و زانی او  
 لک گوهر کوثر چہ کار علم پیراں  
 آباد کردہ ایم بطور ستودن ص  
 ناموس شتیاقی تو در پردہ ہائے جاں  
 مامشرقی خیال تو ہستیم اندازاں  
 اندیشہ از جمال تو آئینہ لورجستل  
 مانجہ گفتہ ایم از اخلاص گفتہ ایم  
 ہر حرف قطر ز رگ جہاں چکبیدہ  
 حق حافظ تو باد نبی نامہ تو یاد

ہر وقت تیرا قی ناماں ما است  
 ہا تفسیر ہم کبر مستطاف را این ما است  
 لئے مایہ صوفیہ اندیشہ بیان ما است  
 شادان ما است اور ہر حاجت را این ما است  
 ہر دلی ما است حاجت تو شیران ما است  
 گوید ازل محیط کرم در بیان ما است  
 خلوت سر لے قرب کہ دار الیہاں ما است  
 نہر تو دل است دل زبان ما است  
 خورشید ناوجیت متاع و کان ما است  
 دست ہولے تو بگریبان جان ما است  
 ہاں ہاں! بریہ گواہ دل نکتہ الہا  
 گویا رگ قلم قرہ خوفشاں ما است  
 وقت دعاے توادل و کام د زبان ما

صدردہ بر این سخن دل و جان افہم کنیم  
 یکدہ بگو و قائلے خیریں شرح خواں ما است

قطرہ در مدح جناب خیرا دہ سید محمد مصطفیٰ ایلخان صاحب بہادری سابق ہوم  
 سیکڑی ریاست رامپور

مدرش بصد ہزار متنا خریدہ ایم  
 تو قیع ملک طغرل و سحر دریدہ ایم  
 برد و قر حساب جہاں خط کشیدہ ایم  
 از بندل دولت تو بمعنی رسیدہ ایم

خان بنہ پایہ مصلحت علی  
 فرمان بندگی ز عقیدت گرفتہ ایم  
 حکم وفا بنامیہ جہاں نوشتہ ایم  
 اے قبلہ گاہ دانش و اسید گاہ فضل

انداز تیرگامی خامه گواه ما است  
 این حرف حرف حلقه و ام سعادت است  
 این نقطه نقطه مردک چشم عزت است  
 ما است نو بهار و خیال تو نو بهار  
 و امان با وسیع و دراز است و دست ما  
 از ما محیط عشرت حجم جوش میزند  
 ما آئینه ز دست سکندر ربوده ایم  
 جام جهان نامی به خسر و سپرده ایم  
 شبها ز سر بطون حریم تو رفته ایم  
 صدره به بنم عیش تو اندازده ایم  
 ما بالش سر از نه و خورشید کرده ایم  
 معراج جنت ما است که ما خاک پاشیم  
 ما دانه ایم از خم خلد است رزق ما  
 چشم امید لبه تماشای خودیم  
 جزیم واضطراب جهان در بشت ما است  
 خاییم و کا و کا و جگر سر نوشت ما است  
 لب تشنه شعلهای جهنم فشرده ایم  
 و یکسری رو لب افسوس شده غلط  
 سر مایه لفظ نفس جاگنده ما است  
 صد گونه التماس نهان است جان و دل  
 نقسیم و از قلم در تحریر خاییم

در عرصه خیال تو عمر و دیده ایم  
 از شنبه ها خط سطر کشیده ایم  
 در شیوه نگارش مضمون خریدیم  
 چون رنگ صبح بر رخ گیتی دیده ایم  
 از گلشن سحر گل خورشید چیده ایم  
 ما شمع ایم از لب لعلت چکیده ایم  
 هنگامه تجلی بخت تو دیده ایم  
 دیدیم از تو آنچه ز عالم شنیده ایم  
 آواز پاسبانی دارا شنیده ایم  
 مینا و جام بر کف چشید دیده ایم  
 در سایه تجلی تو آرمیده ایم  
 بوسیده ایم پایبه ثریا رسیده ایم  
 ما سبزه ایم بر لب کوثر و میدیم  
 دست شکسته پای بادمن شنیده ایم  
 یک قطره خون و از رگ لب چکیده ایم  
 ما ریشه ایم و در رگ خارا دیده ایم  
 جاں لفته جام خون سپند کشیده ایم  
 در ذوق بخود می لب و دوزخ گزیده ایم  
 خورشید چشم صورت تجا دیده ایم  
 چون نبض شعلهای جهنم طپیده ایم  
 زنگیم و از مربع عالم پریده ایم

۱ شیر غنی بنو سحر برفاں گداشتیم حسن قبول و فیض ازل کا سناڑا مست	۱ تلخایہ گداڑ دل و جاں چشیدہ ایم از روضہ دعا گل امید پندہ ایم
۲ ماے وفا گلیم گل حق بہار ما است حتنا و پایہ مال تو اقبال یاد دہرت	۲ خاریم خار و دل حاسد خلیدہ ایم گفتیم و خواندہ ایم و شنیدیم و دیدہ ایم

۳ التوفیق حق رفیق و انیس و ندیم با و  
ما انجہ افقتیم زالق شبنیدہ ایم

آن جلیلیا کہ اور انور رحمت گفتہ ایم آن تر قہما کہ اور اوج قدرت خواندہ ایم قیصر و غفور ما اسکندہ و داراے ما لجبار و دلاے ما انواب مامولائے ما در شاہ گاہ قدر او کہ فیض سرمد است در سیاست گاہ قہر او کہ شان ایندو است از ترقی قہر لطف او کہ غور رحمت است از برائے اہماش منتخب شد افسرے و او بر ما ہوم صاحب ہشتاد و اورگی یخت او آئینہ دار و ست گاہ خسروی در سین یک ہزار و نہ صد و دہ عیسوی آن دل و جان عیادت صدر بلوڑ جہاں ہر جا تعمیر شہر و جزا ترتیب شہر اسے چہ پیہر سی زما و صفی بہار شہر را	در جمال حضرت حامد علیاں دیدہ ایم در کمال سطوت خاقان دورائیدہ ایم سکہ احسان او در کشور جاں دیدہ ایم بسایہ فیضان او بر فرق کیوان دیدہ ایم دو جہان را بر فراز طاق لسیاں دیدہ ایم آسمان را صورت تصویر بچاں دیدہ ایم شہر اسعود تر از مصر و کنعان دیدہ ایم افسری را بر کمال خویش نازاں دیدہ ایم ذات او را سایہ اقبال سلطان دیدہ ایم دست او را قوت بازو سلطان دیدہ ایم جلوہ آغاز تعمیر دل و جاں دیدہ ایم از سر نو حسن صحن و باہم و یواں دیدہ ایم راز ہائے کفن فلک از نیو عنواں دیدہ ایم دست گل را بدست باغ غنہ بہر ہویدہ ایم
--	--



<p>نکستہ سے سترہ ہزار نمایاں دیدہ ایم کوثر و تسنیم اطراف و اماں دیدہ ایم کوچہ ہارامو جہائے آبِ جحوان دیدہ ایم ہم ہر اں معیارِ سابقِ فر فرماں دیدہ ایم عالمِ اندیشہ را طرفِ خیاباں دیدہ ایم ہر نگاہِ شوق را صد موجِ طوفاں دیدہ ایم</p>	<p>اے چہ میرِ سی زما نقش و نگارِ شہر را مصطفیٰ آباد و اماںِ جنت خواندہ ز بگذر ہارِ باجِ لکشاں سجیدہ سنِ لاحقِ یک ہزار و نہ صد است و چار و چوں خیابانِ ارم رنگیں و باغِ آرزو اے چشمِ آرزو و نظارہ را جوشِ نمو</p>
---	--

اے وفا ستور دعا اندر ویا رہاں ماست  
ہر دعا را مایہ جاں چوں رگ جاں دیدہ ایم

قطعہ

<p>چہ خوش بینی اگر نشان ... بینی ہمہ توفیق فیضانِ خدا را ہم قدم یا بی</p>	<p>جمالِ یوسفی اندر رہش صد کار واپنی ہمہ تمہید احسانِ قصار ہمہ جاں بینی</p>
---	---

مصطلح ثانی

<p>عبارتِ راہِ اور اسر مہ چشمِ جہاں بینی مذاقِ آرزو ہائے دلِ جاں تازہ بندہ خوشا مقدم کہ زیرِ پا محیطِ روحِ میجوش قطرِ چشمِ رضواں و ام کن فرصتِ زبا اگر سخی ز نختِ بازو جِ عرشیاں سخی ببازوے شہی عجز گدا آویز شے وارو آہی از اجابتِ تا دعا ہار اثرِ بخششی</p>	<p>فتشانِ پایِ اورا حریزِ بازو و اماں بینی زلالِ رحمتِ باری بکامِ دوستاں بینی بجائے جاوہرِ صمد و خیرِ گماں جاں بینی کہ در اقلیمِ جاں نہرِ شیمہ کوثر و اں بینی اگر بینی و مرغِ مافر از با آسماں بینی سرم بر آستانِ بینی شرفِ بر آسماں بینی آگہی تا نہانی آرزو ہارِ اعیان بینی</p>
--	--

گرا می ذاتِ اورا قبلہ اہلِ دعا سازی  
بنیضِ لم یزل مینی بعمرِ جاودہ بینی

# قطعه

<p>بر طاق ابرو تو نمایاں ہلال عید ہاں دیدہ ایم ..... ہاں توئی اندازہ دانی ساعت بخت تو دیدہ است نقصان جلوہ نیست کہ از جوش انبساط غلطیدہ است در رہ تو نو بہار عیش نقشہ است از مربع بہر نشاۃِ جم دلدادہ ہوائے تو شبہائے خرمی فیض تو برداغ جہاں آب و رنگ نخت اے دور تو مدارِ خطر جامِ خسرو می خند متگذارِ نعت شب قدر چوں بہار در تیرگی بخت زانفسردگی دل ہاں اے وفادار و ثنا شنوہ من است تار و زگارِ عیش بو و سازگارِ عیش</p>	<p>از مصحف رخ تو گر فیتیم فال عید چشمِ جگر از تو جاہ و جلال عید بر اوج قدر زنا خن پایت ہلال عید بالہ چو نقش پائے تو گرد و ہلال عید بالیدہ است پرور تو نو نہال عید عکس است از تجلی رویت جمال عید گلچین انتظار تو صبح وصال عید گلِ قفل شد است و امن چپ خیال عید از چشم روزگار فتد خط و خال عید نور و زہدیشکار تو باشد مثال عید نشناختم ہنوز مہ عید و سال عید خوش شیدہ کہ گشت جواب سوال عید تا با ہلال عید بود انصال عید</p>
--	---

بادا برنگب معنی الفاظ و حرف و صوت

با عین و یائے عیش تو پیوستہ دال عید

قطعہ ناتمام کہ در بیان جہالت زمانہ و ناقدری علم تصنیف کردہ شد

<p>چسیت و نیا چو استخوانے چند آتش فتنہ را فروزاں کرد مقراندیشہ را پریشاں کرد طعنہ بر میر و میرزا ہے ہے</p>	<p>باہم آویختہ سگائے چند نفس نمر و احمقائے چند شور و غوغائے کودکائے چند خندہ بر چشم خو نقشاںے چند</p>
--	---

<p>شکوه از وضع غالب دموئن چوے از دید با بکوشش آرام زهر در کاسه فلک ریزم خاک بر فرق اوقاع سخن یک ہیولی دو صد ہزار صور یک تشید است و مختلف اصوات دیو نفس اندہم فرشتہ صور جان تانند عیسوی الفاس مشت اوراق زمرة اسلاف منم و سر ببادہ تسلیم منم و وادی ادب در پیش ایک از ملک ہوش می آید آن فلک پایہ خبر وان سخن آن گرانمایہ مالکان سخن</p>	<p>ظلم بر طبع نکتہ دانی چند در جگر خوچکان سنانے چند برزبان نالہ و فغانے چند باو در دست ابلہانے چند یک متاع است بردگانے چند یک بیان است بر زبانے چند گرگ طبعند ہم شبانے چند زہر مانند یاسبانے چند کفنے چند و خشکانے چند جہہ بر نقش کاروانے چند ویدہ و جان و دل نشانے چند تخلے چند و کاروانے چند بنیش و ہوش را جہانے چند پے اندیشہ آسمانے چند</p>
---	---

تاریخ وفات جناب حکیم محمد حسین خاں صاحب اساتذہ مصنف

<p>الہی تاقیامت ویدہ تر تازہ تر بادا نفس بکہ انتم زہر اہبا انداختم رفتم ز باغ چاک دل گدستہ تاب تم می آیم دل آزرہ مجوہ دوق از خود رفتی شاید تن آفرودہ اندر ہلو فرسوگی باید جہنم بدون کشتن مرا تسکین نہ شد</p>	<p>قرہ فوارہ خون در رگ جاں نیشتر بادا پس از من بادہ عیش تمنا تلخ تر بادا قیامت چوں سید زب سببت جگر بادا کہ رنگم از شکست رنگ من ہم نہ خبر بادا بیشیم گرمی خوشید مجھ شربے اثر بادا ستم و رخاک و خوں غلطان باندہ خبر بادا</p>
--	--

جهان مشیت غبار می دیدم و خورشید فتاندم  
بن هر موی من طوفان که صد آفتاب دریا  
جنونم برد با غم آب و رنگ پریش میبرد  
محیط آتش آتش محیط من نمی گردد  
معنیه آهن در دامن شب ناهار میزد  
برگ صاحب فیض نمایان دستگیر دارم  
جناب خال من استا و من اسیر گاه من  
محمد حسین است این لغو اندیشه دار  
ملاذحق شناسا قبله گاه دانش آگاه  
قبول حج و قرب خاص و طوف روضه محمد  
بر و زجعه و وقت نماز عصر در سیده  
سین رحلت تواف و سه صد سبب رسیده  
سوا و مدفن تو مطرح انوار میزدانی  
غبار مرقد تو تو تپا دیده بنیش  
تواند عالم غیب شهادت تازه می آید  
دم جان بخش تو آئینه اعجاز عیسی بود  
کمال علم و فن از نسبت ذات تو باران در  
من دانه بحر می بین و اندک ناگامی  
بخت باشی و خوش باشی و هم جاودان گامی

هلاک شیوه رسوایم خاکم بسر باد  
بذوق تشنگی تو نیت بهمت بیست تیر باد  
گل داغم خزانم از بهارم تازه تر باد  
جهنم شعله حواله آسایش تا مکر باد  
معطر گردیدم غطر گریبان سحر باد  
دکان گریه من کان یاقوت و کهر باد  
لب و کام و زبانه تار و نخ نوحه گر باد  
روان پاک بالطف ازل شیر و شکر باد  
ترا انوار فیضان خداییش نظر باد  
بزم قدسیان قدس منزل معشیر باد  
ندای جمعی راضیه خوش را هر باد  
حساب اور سال سحر خیر البشر باد  
جمال لم یزل آئینه پروانه نظر باد  
کمال زره زره مردم چشم بنهر باد  
بشان تازه تازه شاهد حق جلوه گر باد  
ز مشق صیقل نور بحر و صاف تر باد  
ز و من و کبر تو هم دین و ایمان بهره و باد  
شبان تیره ام یا یاد احسانت خمر باد  
ترا حق یار نبرد تو رحمت خیر البشر باد

وفا در طول عمر از بخشش بخوار میسر سم  
بیان خوشی کلام از زبانم مختصر باد

## قصیده نامت تمام در لغت

با منون تو می نازد و تصور هم تماشا هم  
 خوش آید که از زیر دم یار تو میخیزد  
 غبار کاروان تو جمال رهروان تو  
 نه تنها عصمت یوسف ندیم خلوت بقید است  
 دل و جان میدهدی دمی ستانی شیوه اواری  
 تو ملک بینشانی داده در دست حیرانی  
 ز دست غش دارم نقش آگاهی به بر خیزد  
 توئی صیقل گر جابه جذب جلوه و جدت  
 ز خون عاشقان بگیناهاں غزل آسائی  
 به آغوش امل انداختی بنیاد محرومی  
 نشان عصمت بیگانگیها بے حجابیها  
 به آغوش بجلی ذره ذره تربیت یا بد  
 هزاران نقشه اویم ندیدم حرف امید  
 نهادی در حسین آذر س نور خدا وانی  
 حریم حرمتش را شوکت دنیا نمی ارزد  
 جمال صحبتش را بی مع الله آیت باشد

و دعا کم رنگ و بوی نست پنهان اوید  
 صدای لاله شور با تو سوس کلستان  
 که زیب فرق بنویس تو تیاے چشم علی  
 که از دیوار زندان میگذرد شوق زلیخا هم  
 عیان رنگ تغافلها نهان بود تقاضا  
 بجای صفحه کاغذ با صحن حتم عنقا هم  
 نگار آن نفی و شبانه که گویم لا و الا هم  
 بیاد تو جبین سایه است آینه سیاه هم  
 طرازد ام حسن تو باشد عشق رسوا هم  
 به پهلوی خموشی طرح کردی شه غوغا هم  
 گواه یحیی بیام نگاه بے محابا هم  
 ز خاک وادی ایمن و میدیه چشم تنوی هم  
 زوم بر دیده دل عینک داغ سوزید هم  
 که خود در پرده خود بینی و زود و خود را هم  
 که وقف و در باش یا سبیل چشمه زار هم  
 کمال تو بیش را حجت باشد تدلی هم

# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## غزلیات

<p>اے تو بہ نیرنگ و نازک تماشا ادا          قصر ترا بام و دور اوج قضا و قدر          دیدہ اوج تو برودہ ز تارک کلاه          زحمتیان ترا مرہم دل ز خشم دل          سینہ وحدت فضا صاف کن و برفشا          جان و دل و رو و مندا نہ بخود گم شدہ</p>	<p>حسن تو نظارہ سوز جلوہ تو چشم زدا          کاخ ترا لا الہ کن گمرہ کبریا          اے سر اندیشہ ہارفتہ بہ تحت اثری          عشرتیان ترا خلد بریں کر بلا          در رہ برقی فنا خار و خس ماسوا          قافلہ بے صدا و ہم صدائے درا</p>
---	---

## لطف بی بیچارگی رحم بدر ماندگی خاک بفرق امید خار بیائے وفا

<p>بذوق جلوہ ناز تو آساں گشت مشکما          نشان بہتور دان فنا سیر سبک باشد          من و یک عالم ذوق خرابی چوں نمی آئی          بخلوت می نشینی وہاں ہنگامہ آرائی          کمال تیرے رہنما رہن زنجیرا باشد          بتاب امی برقی کم فرصت میرا نہت حاصل</p>	<p>کہ از دامن محشر می چکد خونمایہ و لہا          کہ بر دوش صبا چوں نقش بستند محکما          یاں شوخی کہ بر ہم سیزنی ہنگامہ و لہا          بےیں او گوشہ و امان تو بستند خفلا          کہ از پائے جنون شوق چھید است نملہا          بدل آتش زوی و سوختی امید حاصلہا</p>
---	--

## وفا در پائے فیض لطف ساقی بر سر خوش است

که خط جام من یلوزند با خط ساجها	
اس گل تازه بهار می و میخانه ما جلوه بر خویش کند جلوه جانانه ما مشهور است بر پر پر پر وانه ما اس خوشاروشنی چشم سیه خاده ما در رگ گوش عدم گرمی افشانه ما نو بهار آمده در پهلوی ویرانه ما	رنگ فردوس بیامیز به پیمانه ما بگذر از دهم تماشا که تماشا دگر است تیر خاکستر دل بزم چراغان وایم سر مه از شیر کی بخت نمیا کردند می طید نبض قیامت که فرو ریخته اند حشر خوشیت که از طرف جگر میجویند
ای وفا غنبت و محرومی قیمت است محو شد از دل با صورت غمخانه ما	
جلوه خواب عدم سایه عتقا است مرا جام بی نام نشان خصص صبا است مرا رنگ بولیش بهمانست و به پیا است مرا نقش پام و یک دیده بنیا است مرا شان امروز باناز و فردا است مرا ریشه زندگی من رگ خار است مرا بهستم در روی پیمانه صبا است مرا آینه خانه نیرنگ تماشا است مرا	چشم حیرت زده چون عین عدم است مرا جلوه در پرده نهان اذن تماشا است مرا غنچه خلوت حسنش گل رعنا است مرا ای که از عالم نورانی می آبی ای که از وعده حیات ابدی می بخشی نقش باز پسین است و گسستن مشکل مستی ذوق فتا صافی سرخوش من است خلوت بشوق که صیقل زده تازانے گسست
ای وفا پاس وفا چیست که خالم بر سر در دو جانگاه و غم حوصله فرسا است مرا	
خوش چشم تو باشد گر خوش پیمانه ما بر ما کاشانه با خانو سها پر وانه ما	بسته اند از دامن شرکان لوتیخانه ما اندر برائے گرمی حسنت مهیا کرده اند

<p>رنگهای تازه میریزم بگوش پریش صو قره عین جنونم نور چشم کسی گر می دل از گداز روح دروغن میدهد سینه و دل سوختی بهم سینه و دل جاش</p>	<p>از لبین میکید چو خون دل افسانه ها پرورشها یا فغم در دامن ویرانه ها دیده افروز و چراغ ماتم غمت زده خانه با آتش زوی گنجینه در خانه ها</p>
<p>ای وفا تخم امل بر روی آتش ریختند از خمیر برق خرمین سوز زوید دانه ها</p>	
<p>ز به رنگ اشرافین بهار درون کی را صفحه شکر که موج از محیط دروینا نیست همی جوشد به پهلوی خموشی خون تقدیرم و لب تشنه آزار و شوقم العطش گویان</p>	<p>رگ گل گروم از جوش پیش رگهای خاکی را نور دی کرده ام طرف بساط سینه چاک را به بند سطوت اولسبه ام لبهای شاک را بیریدم از محیط سینه جوش درون کی را</p>
<p>وفا از شنیده بای ویده سانی چه میری نگاه مست او نشسته زده رگهای تاجی را</p>	
<p>بهار جلوه راز است نازم پرده پوشی را بجو از سایه پر و قیامت ذوق بتیانی خوشا تاب عجب او که با خالم هم غمخوش است رگ در ماندگی از اشتهار شوق می جنبید تواند نشه و من در خیال نشه بدستم به تمکین واده فرو حساب خون بقرم</p>	<p>لب و صدر رنگ نقش ساوگهان خوشی را پیرین از تشنه غم لذت خوتا به نوشی را چه داند برق کم فرصت طریقی گرنوشی را پیای دل تسکینی خایه ذوق هرزه نوشی را چو ساغر میکشم تصویر بریم پاوه نوشی را به خاموشی حواله کرده اجر جنوشی را</p>
<p>وفا باز از ندانی همی گرم هست و می تالم را وچ ساوگیهائے قماش خود فروشی را</p>	
<p>رویف بایه موحده</p>	



<p>اے وفا خستہ گداؤ در شاہ دریاہ ہم تم بہت من رحمت اور رحمت تست منم و معرکہ حشر و عیم رسوائی منم و تیرگی گور و شب تنہائی طرے کن کہ گل روضہ رضواں باہم اے ترا از دل یا مال عزیزاں چہ خبر آنکہ تجالہ خورشید قیامت قشکست سیکسم بیکسی رنج فراخی بسنگر</p>	<p>بگذر از جان و جہاں آئی و پناہ و نیاز طالب نیم نگاہم بہ نگاہے دریاہ چشم یکشاؤ بدیں حال تباہ و نیاز جلوہ فرماؤ بدیں روز سیاہ و نیاز کف خار و خس باہم سر راستہ دریاہ حسن و ستار نگار و کلاہ دریاہ شیوہ نالہ و اندازہ آہ دریاہ بیدم بیدائی حوصلہ کاہ دریاہ</p>
---	---

اے وفابر شرف خاص رسول الطہین  
رحمت عام گواہست گواہ دریاہ

### روایف تا

<p>صبح ازل کہ حبیب قبائے محمدؐ است جنت بساؤ گار می دیدار جنت است از بام کعبہ کو کتبہ موج میزند فضل خدا ندیم جناب رسالت است در بگذر اقدس نہاں را عیاں ہیں ! ہر قطرہ قطرہ محو تماشائے رحمت است ہر بار رنگ تازہ بدریوزہ میسر و از سنگنائے حوصلہ و جہاں گذر</p>	<p>پیرایہ لباس برائے محمدؐ است یعنی رضائے حق برضائے محمدؐ است در دست جبریلؑ لوائے محمدؐ است فیض قدم حریم سرائے محمدؐ است ناموس و جہاں تپائے محمدؐ است ہر ذرہ ذرہ گرم شنائے محمدؐ است رضواں برائے خلد گدائے محمدؐ است برتر ز فشار تیغ عطاءے محمدؐ است</p>
---	--

ہاں دم مزین و فادہ فروغ جمال و ات  
خورشید و ماہ عکس ضیائے محمدؐ است

<p>کنگر کسروی و افسر کاؤسی ریخت شیر حسن زمیخانه قدوسی ریخت جلوه خاک بهار پر طاؤسی ریخت قطره بود که در ساغما یوسی ریخت آتشین رنگ که در پرده قانوسی ریخت نالام تنگده در پهلوی قدوسی ریخت</p>	<p>پایه ماه باهنک قدوسی ریخت بلند طبع و رب غفور است صبور دوره رگدزش خلدیرین در آغوش گل خورشید قیامت بدلم افشردند خبر داد و زب پر دگی جلوه داد توبه ام خالقه و صومعه ویران کرد</p>
<p>ای وفا خواهش تریاق شفاعت دارم زهر باخول شد و چوں جوهر کرمی ریخت</p>	
<p>ای وای که در و جگر هست و جگر نیست از پیکش بنیان خبر هست و خبر نیست دور نیست که ذوق نظر هست و نظر نیست میخانه سر رگدز هست و گدز نیست بستی همه و هم کرم هست و کرم نیست آئینه بدست و جگر هست و جگر نیست</p>	<p>در سینه ز عشقت اثر هست و اثر نیست افسون و فارسیه دوان است و دوا هیچ بهر نیست که از ساغومینا نتوان گفت چشم تو حریف است و حریش نتوان بود امید نیست که نشانش نتوان یافت بال کثرت اعیان بود آئینه وحدت</p>
<p>حاسد بکمان غلط افتاد و فایح فریاد که عظیم هنر هست و هنر نیست</p>	
<p>شعله داغ جگر سوز بلور زدن رفت لب و فسانه درو که به نشین رفت من و ناکامی دست که نگل حیدر رفت موی به پیودن و بال نشین رفت نگه نازیک شیوه درویدن رفت</p>	<p>دل آفت زده بر صدف بکوشیدن رفت شوق و افسون و فاس که بدلم زده تو و صد عالم رنگین که به مینو ماند بزم امید و حال شیشه و پیمان هال دل ز خود رفته و صد کشمش لذت شوق</p>

<p>شام از فرصت شام که قیامت پس است          یک جهان نور نظر از رخ تو میریزد          از ازل بود نظر کرده چشم رحمت</p>	<p>نالم از رخصت صبح که بخت بدین رفت          بسکه از چو شصت پای بلعیدین رفت          داغ عصیان که بترستی بخشیدین رفت</p>
<p>اے وفا جلوه نظر سوز و تماشاد لکنت          وائے کن ویده که از دیدن ناویدین رفت</p>	
<p>ویده از جلوه تمکین تو حیران شده است          میچکد از تله ناز تو بدستی ناز          انوشا آب و هوا طرفه خم و سوز جلگه          رنگ و اوسی و ناخچمن آرا و اوسی          فرصت طول امید است که محشر نامند          اے بسا بنرم دل و ویده که غارت زده</p>	<p>در بساطم نکه بود که مرگ گل شده است          از رگ موجه نشسته نمایان شده است          چشم خنابہ نشان بنرم چراغان شده است          باغبان جلوه فروش گل فریاد شده است          تنگم قطره اشکیست که طوفان شده است          اے بسا خانه آباد که ویران شده است</p>
<p>ز اهدا از روشن دین و فایده میسر          کافر بود و مکر تازه مسلمان شده است</p>	
<p>موجب خنده بریر لب بار آمد و رفت          کف خاک من و صدر رنگ تماشای چو          داغم از وضع سبکخیزی نقش امید          بی بیرنگ به خنجرانه وحدت باقیست          اے بسا محل تاب و مد و خوش گذشت          نال از شوخ عرائس نظر که دورید</p>	<p>شاد جلوه در آغوش بهار آمد و رفت          حشر و پرده فالوس غبار آمد و رفت          منم آن رنگ که بدوست گدا آمد و رفت          نشسته و ساعز و مینا و هزار آمد و رفت          اے بسا قافله لیل و نهار آمد و رفت          داغم از برق مشایق کنار آمد و رفت</p>
<p>اے و فالذت خوابیست که خاکم بر سر          فتنه حشر خراے بمزار آمد و رفت</p>	

<p>دیدم طوفان زده تا سینه دریا بوده است          بر سر باز اگر شوق تماشا بوده است          دیدم بار وید اگر از ایمن و لما چه سود</p>	<p>چون ز دل بر سی کف تسل تنها بوده است          ناز هم در خلوت حسن تو رسوا بوده است          بدیه برقی جمالش چشم نمویی بوده است</p>
<p>هنوز ماتم امید را سخن باقیست          بدتر تازه لباس بهار بختیدی          منم بکج قفس جوش گل بچید خیال          دلم بجزرت و رفتگان تماشا کن          بزیر خاک زرگم خاک در تا بم          دگر بیایه تعاصبات جلوه یکست          بحر غار بهوس چون تو فی غزال لب است          بنرم یاد ز دور است می آید</p>	<p>لب شکایت بمرحی وطن باقیست          شهید ناز ترا حسرت کفن باقیست          بزیر بال و پر م جلوه چمن باقیست          خمیرایه صد داغ انجمن باقیست          هنوز سلسله زلف پر شکن باقیست          هنوز زلف قد شیخ و بر بنمن باقیست          زار میدی و از بهر اخق باقیست          یکام رشحه از باوه کن باقیست</p>
<p>وفا بحشر نگه دار دین و ایمان را          که دور افتنا چشم سحر فن باقیست</p>	
<p>روایح</p>	
<p>اے بیاض گردنت گنجینه اسرار صبح          اے جبین صاف تو دیباچه اسفا صبح          سرمه لشیر و چشم تو چون لیلای شام          منظر بالاتری واری که دیدن شکل است          جوش صهبای بهار از انبساط خنده است          تالش کنینها از التفات جلوه است          دستگاه کاروان اولو و فیض ازل</p>	<p>وے بنا گوشت خمیر جوهر انوار صبح          وے بیاض عارض تو نقطه آثار صبح          غار و برنج از شفق چون شام صبح          ایکه از فرق افق افکنده دستار صبح          برچمن افتاد و گویا ساغر شام صبح          امتیاز و تره از پر تو انوار صبح          نقش پای هر وان اولو و معیار صبح</p>

<p>لذت شوراب اشکم از دل شهبامیرس فوز قی صهبای ناز آور و دل چای قیاب هال متاع روز محشر هم بیغیا واده</p>	<p>صد نگد ان ریختم در دیده بیدار صبح آن نگاه شریکین چون موج ز قمار صبح در شب کسوف تجارت برده بازار صبح</p>
<p>ای سوفا یک چشمک برق است نیرنگ جهان وای کوتاه است عمر رخت بیمار صبح</p>	
<p>ردولیت وال محمله</p>	
<p>شوخ محبت آن بت زیبا نهاده اند خوبال بهخ نقاب حیا در کشیده اند بر دیده راه کوچه شطاره بسته اند خونبست گرم از جگر من چکیده قربان یک اداست دل سوگوار من دل را بداغ سوز که صد جلوه روبرو است ذوق قطره لب که تماشایان عشق</p>	<p>مستی و درون پرده صهبامنهاده اند وکان دلبر لیسیت که سپاه نهاده اند در دل عجیب ذوق تماشا نهاده اند آن آفتی که در رنگ خار نهاده اند این بیکسی که در دل شهبامنهاده اند شمع بر گداز است شامنهاده اند از کعبه رو بسوسه کلیسامنهاده اند</p>
<p>نه تنها دل بیا و ساقی مستانه می سوزد کدامی شعله رو گریه تماشا بود چرخ وجود من دلیل کاروان صخره ایست بهادران است فیض آتش گل را تماشای کن کجا آرزو نراکت تاب و دو سینه عاشق فرغ برق تو حید است کفر من چه کفر کن</p>	<p>که روح با ده اندر قالب پیمان می سوزد که در آینه جوهر چون پیر پیر می سوزد منم آن شمع تنهایی که در ویرانه می سوزد که در شیشه و خول در گداز می سوزد که در قنبر رنگه عارض جان می سوزد که از گداز ناتوانم بت و تجماع می سوزد</p>
<p>و قاتل محرم ال اندر دل سوزان چه افشانی سپند آسای روی فرغ امان می سوزد</p>	

<p>چه سرکشی که ز خود سرکشیدی دارد          ز کس میسر که سود و زیان دنیا چیست          بدیش روی تو زنگ بهار می ماند          حیا بشیوه ناز ادب چه خونریز است          تعاقبت ز غمخوشی ره سخن و اگر د          تو در حجابی و تیرنگ شوق پرده در است</p>	<p>ز شیطانی رسیدن رسیدنی دارد          همین بس است که رنج خردی می دارد          بقطره که ادای چکیدی دارد          نگه بدیده عاشق تنبیدی دارد          پیرو نشنیدن شنیدی دارد          ندیده که ندیدن چه دیدنی دارد</p>
--	--

<p>ز نیم جرعه صبا حسن بدستش          وفا دلخ و دو عالم رسیدنی دارد</p>	
--	--

<p>لب اطله به بستند و فغانم دادند          عالم یو پس عالم حیرانیا          تار بترنگ شعله و دوزخ ماند          و زخا بات معال چشمه حوال دورست          دل شکستند و ز امید طلسم بستند          آخراز کوه دیوانی تن بگذاشتم          قید و آزار ای من لذت دیگر دارد          تا ابد محو تماشای خیالم کردند</p>	<p>رگ امید بریدند و ز جامم دادند          از جهانم بر لب و دند و جامم دادند          پهلو گرم تر از ریگ روانم دادند          با دوه صاف تر از روح روانم دادند          ظلم کردند و ز انصاف نشانم دادند          گذرے خاص بخل و تگ جامم دادند          فرصت کشمکش نابزیت نام دادند          و رانل آینه خواب گرانم دادند</p>
---	---

<p>ای وفا مردم و صد گشتن کایت          بخوشی پیش منی بپایم دادند</p>	
--	--

<p>گلچین آه از چیم کامیاب بود          شوقی بین که جلوه بدست شایب بود          از بهر ما است گرمی بهنگامه جزا</p>	<p>نخت جگر گل سبزه اضطراب بود          تمکین نگه که آینه اندر نقاب بود          در پرده پریش دل خانه خراب بود</p>
---	---

<p>و اما خراب یا دوده پیمان جانقرا  در پرده های زخم عیب نقش لبسته است  رنگین شد است پرده غفلت چو نوها  صبر لب خروش که بجز نسیب بشت</p>	<p>چانه ها هلاک تلخی زهر عتاب بود  دل کار نامه نگره بجا بود  صد حبت کرشمه در آغوش خواب بود  عجب آن شکوه ستم ب حساب بود</p>
<p>در دیده امید و فاکها زدند  سیراب اسه و قاپه نگاهم سیراب بود</p>	
<p>پایه است یصحر که و دیدن نشناسد  صد جلوه جو نیست سوال ارنی  نظاره همی جوید و از خود خبر نیست  از و هم بر دل رفته و رفتار نداند  شاخ گل سبز نشسته صحبت باغ آخر شد  لب بهال نشسته و سامی خم و خفا شکست  برق نظاره و رشید و بخود گم گروید</p>	<p>دسته است بدان من که دیدن نشناسد  وقیست که دیدن نشنیدن نشناسد  آینه می بیند و دیدن نشناسد  از توشش رمید است و دیدن نشناسد  انجمن گرم نگرید و چراغ آخر شد  باد بهر خاک فرو ریخت ایام آخر شد  آه دل سر و شد و گرمی داغ آخر شد</p>
<p>اسه و قاپه بر همی بزم کتنا است  دیده خون گشت و جگر آب و داغ آخر شد</p>	
<p>اسه ترا گردش پیانه مبارک باشد  نوبهار است و نه ناب گلشن زده  من و آن جلوه بیرنگی و حدت که میرس  انجمنها است که افسون تو بر هم زد</p>	<p>چشم مست و می و میخانه مبارک باشد  مسحی نرگس مستانه مبارک باشد  خلوت ساده حبانان مبارک باشد  شمع و بلبل گل و پروانه مبارک باشد</p>
<p>اسه و قاپه دست قضا طرح و گرافکنه است  نقش بر باد طی عنخانه مبارک باشد</p>	

دل نامہ اور وفا شوق سر و دجہاں ندارد من و دشوڑ ہاے و ہوبے کہ لب زبانی ندارد حرہ و راز لیلیاں ہمہ تیز تیز نشتر تو بہ سرمہ ناز واری کہ بود و لعل شوقی غم و طول و استنائے کہ بود و لعل محشر خبرے ز جہاں چہ پرسی شہرے ز دل چہ جوئی	گلہ زمین ندارد و غم آسماں ندارد دل و دواغ آرزو کے بدل و فتنل ندارد دل ناخوایں مجنون رگہ و خوچکاں ندارد گلہ تو گرم جولان کہ بخت عنان ندارد دل و صبر نیز بائے کہ لب و دہاں ندارد ارہ بکسی غبارے پس کار و این ندارد
---	---

موتو بیا بیل و قار از امید و بیم و دوست غم و دشمنان ندارد و سر و دستان ندارد
---

ز بہ موج طرب کز جہر دل خواب می آید ز نقش عشق و دل می تراز و رنگ و چشتا خوشنائے رنگ شوخیا خوشا وضع تغافلها منبارک موج آفت خیر را گوارا جنبانی نویداے فتنہ محشر کہ اندر پرده محشر نیشیم پیغمبری پرورد و نخل دل مارا	خوشا رنگے کہ بر روی دل بیا بیا می آید کہ در غمناخ ام مہتاب چون سیلاب می آید در لعلش خندہ و چو شدہ چشمیش خواب می آید دل راحت طلب در حلقہ گرداب می آید باندازد و گر آن دشمن احباب می آید بباغ ماہبار جلوه سیما ب می آید
--	--

و فاول میکنم نذر تغافل و اے نادانی بدرست بینا زش کو بہر نایاب می آید
---

دل افشردہ همچون دیدہ بے نور می ماند بیائے وار چو شد و چلہ و جلہ خون رسولی در لقا انتظار لذت خوشا بہ نوشیہا کمال سادگی یا بس باشد خندہ گلہا جہاں یک قطرہ خول آرزو کز رنگی محبت	چراغ آرزوے ماہ منزل و دور می ماند حدیث شورش با بلب منصور می ماند ہوے دارم کہ اندر ہلوئے ناصو می ماند بہار رنگ از باغ خجست و دور می ماند سناید تا سمرقراں بدل مجبور می ماند
---	--



ملایک فیض یاب از خدمت بقدر الویش	خیم ووش فلک ہم با تخم مرز ورمی
الهی قطره قطره خون حسرت را چو افغان کن	بیاں نوزد کج اندر دیدہ تا صور می

چو سپهر سی و وفا از سطوت آوای دریا نشن  
کہ وقف دور یا شش قیصر و مقهور می ماند

صید قمر کب تغافل چون بمقتل در رود	چو ہر از شمشیر ریزد آب از خنجر رود
چیت معراج و مانع نیکی ہائے جنوں	بلبل طوفان گاہ غم خوناب ہا از سر رود
در تماشا گاہ مارنگیں بہار ما نگر	خون دل از آبشار وید ہائے تر رود
رشتہ شوق نہ اندازم و سخت کار ہا	مید و اندیشہا در شمع و در گوہر رود
انقلاب عالمست و گردش پہلوے ما	حشر ماند آن لوندی مانکہ از سیر رود
چون نگاہ تیز ساقی بزم مہا بر ہم زند	رنگ از صہبا پر و صہبا ہم از سفر رود
اے خوشال اقبال امت مر حیا الغام حق	وا من ناموس با در دست پیغمبر رود

انبرائے کسبید تا تیر سعادت اے وفا  
چشمہ کوثر بیائے ساقی کو تر رود

روایندہائے مہملہ

سبک بر خیزدے خوش جو تم بار آسان	ہجوم نالہ از تنگنائے محسرتاں بر
دلخونین و خوم آتشین آتش و فرخ	بہار عیش مینو را باز نگاہ طفلان بر
ہنای مخمر ہا چوں غنچہ میخوار شگفتہا	بخواب تا ز آذر پرودہ از برق نہاں بر
چہ رنگیں کاروانی دامن محل خوشکال می	سر اندیشہ اندر وادوی چاکل جان بر
شہید جلوہ بر قم وے در دل نبی باقیست	بخاک من چراغ دیدہ خوشابا افشال بر
دل صد پارہ آخر تا زیر و رستم بودا	اگر لختے بخاک انداختی لختے بد اماں بر
ہلاک التفاتم اشتیاقم فرستے دارد	تتم در خاک و خون بگزار و درم را بنال بر

<p>وفا از این واکل جز این و آن چیست نمی آید شکایت نامه جور غریب از پیش پندوان بر</p>	
<p>رنگ آمیزی نیز نگ بهار است بهار غنچه پر شاخ سر انگشت حسا آلوده آب و رنگ از لی رنگ عنایت ریزد صفحه می بالد و هر سطر متوج دارد</p>	<p>پر طاق بس رنگ موج عبا است عبا لاله و باغ کف دست نگار است نگار ترتیب غاده کش روش شمر است شمر باں رگ خامه رگ ابر بهار است بهار</p>
<p>اے وفا صدف عدم چیست سر و است سر و روید ای ما چیست خمار است خمار</p>	
<p>حیا و پرده قاتل بود شب جانی که بودم ادب آموزی نکین ناز او چه میسر سی فروغ لایزال سوخت فرقی اختیار ی را تجلی بود و پنهان بود اندر پرده حیرت همه بیرنگی مطلق همه یک رنگی بر حق عبار کار وانش بود رنگ بودی جان پر د بمن حسن گمان منبط و جوش جلوه با نغ میرس از لطف ساقی یک جهان مستی نادر</p>	<p>نغمه و روید بسمل بود شب جانی که بودم هوس چو گل گشته و دل بود شب جانی که بودم سحر یک شمع محفل بود شب جانی که بودم تاشا بود و غافل بود شب جانی که بودم دو عالم نقش باطل بود شب جانی که بودم بهار خلد محفل بود شب جانی که بودم رخ و وقتن چه مشکل بود شب جانی که بودم خم و خجانه حاصل بود شب جانی که بودم</p>
<p>وفا ندانه و اینها موج ناز را نازم که دریا خط ساحل بود شب جانی که بودم</p>	
<p>دریغ و خم طره گویائی خوشم معشوق چشم است و تاشای خوشم</p>	<p>دل بسته زلف سخن آراستی خوشم مقویرم و آینه رعنائی خوشم</p>

از صفای کونین مراقطع نگاه است صیقل زده ام آینه حال ز بون را پنهانم و اندک سبوت آثار عیا نم از ناخن خورشید قیامت بکشایند	وردی کش ز بهر ایته نهایی خورشیدم سرمایه دکان خود آرای خویشم پیدا یچم و خود پوده پیدا می خویشم آخر گره دامن رسوای خویشم
--	---

از منت آزار و نفاق دست کشیدم خود آینه یای مشکبای خویشم	
---	--

بیا بکشاده ام چیده سامه کمن دارم نخایه نگاه خوابست دکانی که من دارم مهرس اندر محبت شیوه های لا آبی را گدازم نیر الماس و اندر دل فورزم رنج چون آتش ز روش برافروزد آتش رگ امید با سیراب و رنگ دو فنا تازه	بمشر و داده ام چای ز دانه کمن دارم متاع کشتو بکفر است یای که من دارم بچاک سینه میدورم گریبان که من دارم محیط عالم در دست و دانه که من دارم شمار شعله باز تو ایما که من دارم بهار گلشن جان است جانان که من دارم
--	---

خفا قید من از قید تعیین هم جدا باشد فضای سیر لا هوت است نذران که من دارم	
---	--

دل من ساده پر کار است رخسار نخل بکینور فتم و ستانه دست و پایم گرم تو و فکر دل آزاری که پسیدن نمی تابی محبت قطع کرده ریشه بخت و بنویم را هناده پیش من آینه نادوق شنیدنا چو آن آتش که آخر کار ذرق دو و دیگر دو بیاور قالب روح رواں خالیست جان	تو آموخت و غایم شکوه سنجیدن نمیدانم نگاه شوق کلیدی است و کل جیدن نمیدانم من و نیرنگ خاموشی که نالیدن نمیدانم بهارم یک دم آخر که بالیدن نمیدانم تو دایه جلوه اندیشه باویدن نمیدانم بسوز خویش گم گشتیم چو خشنیدن نمیدانم من دیوانه و راعوش گنجیدن نمیدانم
---	---

بدست خار یکسوی عشق افتادم	که دامن از جنون شوق بر چین نمیدانم
	نگاه حسرم با جوهرش هم آغوش است و فایز انقاش دیده یونان نمیدانم
نگاهم از دل شبانه تار سرمه ای کم گواه من خوشیها بیاغم بیزبانها بگیر استی تیرگی بخت اندر دامن شبها بدوش صحره شر خموشی محله بستم رنگ هستم که از دوش خون صد آوار میشد نگه و راه تمام فتنه خاموش سرگرم است	سینه یارم از میبار سرمه می آیم شبه چشم نازم از دیار سرمه می آیم چو اشک سرمه آلودار کنار سرمه می آیم عبار سرمه ام از کوه سار سرمه می آیم من از طرف سویدای بهار سرمه می آیم زبان سینه زبیرم انتظار سرمه می آیم
	چو آن اشک که از مرغان نازا دفر ویزد و فایز نام ارم از دیار سرمه می آیم
جگر خول گشت و از خون بچکد و قچکدیم بیا ای ساقی انداز ده وان بر حال من زگر عزال دشت پیرنگی تو ساز جلوه بزم کن میرس از تنگ ویدارش تن تنگ گذارش دل و جال پستانی نمیدوانی ز تیره و چارها بشوخی میروی از خود بگلین باز می آبی دل چو آرزو دارم که میان تو بازارش	دل و صدر رنگ بیتابی شکستنم بریدیم فرغم ده ایاعم ده و ماغم ده رسیدن هم ز وضع آرمیدن ای از انداز میدن هم گل شاخ نهال طور شد گوش شنیدن هم رگ جان میکشد شوق و آغوش کشیدن هم شکار دامن ناز تو بود و از خود میدن هم گل بزمک و بود و ارم که میان زچیدن هم
در جنت خیال تو بدست بوده ایم ذوق نظر جلوه پنهان گرفته ایم چشمه گونه گونه شمع نگاه شوق	اندر کنار سایه طوبی آغوش ده ایم فرصت زلن ترانی پندار بوده ایم و کان انتظار تماشا کشوده ایم

<p>شوقست و تازہ تازہ بہار نشا طوق          تلخایہ اجل نفس جا نگد از ما است          آئیم از ازل بایست میر ویم          و چشم التفات تو رنگ پریده ایم          رنگینی بہار چکد از غبار ما</p>	<p>بول را سواد بدو ضہ می نمودہ ایم          صد بار جانشنی تقاضا فرمودہ ایم          اسے قنہ نگاہ تر از نمودہ ایم          در یزیم تا تو سخن ناستودہ ایم          پرکاری او اسے بتان راستودہ ایم</p>
<p>ہا تو شوق اسے وفا کہ دل در و مندر را          بگداختیم و بارہ الماس سجودہ ایم</p>	
<p>نخل تو گاہ حسن تو رسیدن آرزو دارم          کہ یہاں گیر جاں نگیں و دانگیں دل شوخی          خدا یا جنت حرام برنگ تازہ میدان          چمن پروردہ اندیشہ خود را تماشا کن          قلم رنگین و لم رنگین سواد دل شبت آئین          رخلوت میر وی ہنگامہ محشر نمی بینی</p>	<p>بیاد پروردہ چوں سپردہ دید آرزو دارم          بخود می آیم و از خود رسیدن آرزو دارم          گل ناکامی جاوید حسین آرزو دارم          منم رنگ بہار تو گلبدن آرزو دارم          کہ نقش آرزو سے او کشیدن آرزو دارم          ہلاک لذت و صلہ یقین آرزو دارم</p>
<p>و قاسم قیدین و ہم است و ہم آرزو کم و جو          بہال شہرت و حق پریدن آرزو دارم</p>	
<p>روایت نون</p>	
<p>شبیہ نازش بود رنگ گلستان ریختن          طرح شوخیا کہ نقش از نگارستان است          رنگ مستی با کہ رنگ از بہارستان است          ریزہ الماس ہا سپودہ بخون آمیختن          نازش بے پردہ بنگر پریش و پردہ بین</p>	<p>از چمن گلبدن و گلہار و اماں ریختن          ہم کے در قبال چشم غزالاں ریختن          ہم کے وجہت نہ ہم حسیناں ریختن          لونک نشتر ہا شکستہ در گب جاں ریختن          زخم ہا پید از دین پنهان نگداں ریختن</p>

آتش اندر پرودہ ناموس ایماں بختن	بے محابا تلخ حسن بتاں افروختن
من چون مستم وفا آخر ہی ز سید مرا	کل سیر افشا ندن ے در گریباں بختن
<p>سید خیم دریں شہائے تارم میتواں کشتن          بذوق وعدہ بے اعتبارم میتواں کشتن          بر غم آشنائی وز دیارم میتواں کشتن          بہ تیغ ناز و صبح بہارم میتواں کشتن          مزارم بہترین بر فرازم میتواں کشتن          بدھیک ساعہ در خدام میتواں کشتن          بہلوس وال امیدوارم میتواں کشتن</p>	<p>بے اختیار جان سو گوارم میتواں کشتن          بجرم ساوگی انتظارم میتواں کشتن          ز دنیا تازہ دل غنا شناسی میتواں پرود          مرا از جلوہ رنگیں چین گلگون کفن باید          اگر انجائیم گراںخواہم تن آسانی بروں دارم          علاج سر گرنیہا است آخر سر جد اگر د          چو میخواہی کہ آئین محبت تازہ تر باشد</p>
سید مست خیاں اے وفا خوش صحبت دارم	خوشا کشتن در آغوش نگارم میتواں کشتن
<p>در رکب جانہار و اینہا بے شکر راہیں          بر گلوئے تشنہ بیدا و خنجر راہیں          بر سر شوریدہ مشت خاک محشر راہیں          کشتی طوفانی و تکین لنگر راہیں          موج صبا بسج و آب گوثر راہیں          بالواز شہنائے ساقی و بر ساغر راہیں          حسن خوبانہ را چہ بی حسن نظر راہیں          بے خوشا و پرودہ بے پرودہ شکر راہیں          در شبستان مصیبت تیرہ اختر راہیں</p>	<p>باو از یہائے قمر کاں شوق مضمر راہیں          لذت سیرانی جاوید از سبل میسر راہیں          اعتبار و محبت عالم ز چشم ما نگر راہیں          ما گنہگاریم و شافع سید پیغمبر راہیں          اے ز چشم مست ساقی چاشنی گیر قضا          گردش چشم است و صد میخانہ فیض ازل          ہاں تجلی از کد امی بام موجے میزند          جاں ستاند دل ہی جوید با فسون وفا          آفتاب صبح محشر سایہ محبت من است</p>

مرجباناموس این اشک ندامت بماند اے وفا بروید و اماں پیر ابرین		معنی وعده بود و وقت تنهایی بود دل پس پرده غم حوصله فرسای بود روح برق ستم ناز بد لبا بود ستم آرزو جفا بود و ستم بد بود هزار درد و غم بهارین تله شای بود بنده شوخی رنگ گل و صبا بود زین بازی کامی جاوید گوارا بود کله شوق بعنوان لقا صبا بود	
اے وفا چیت خیار اثر نجات زبوں دل پس حشر غبار غم ز سوا بود			
روایت و احوال			
بیابند جفا شکست طوفان شباب او شرم آتش و از کسور آتش همی آیم پیرس از عشق رسوا هم حساب پایا من و دیوانگیها شیوه حکیم ندانستم چو به خونا بها از جد و دل ریختن دارم خوشادوق تغافلها خوشان رنگ و صفا ز نس از سینه خیز و جگرستان معان شد چنان گرم است بزم شوق از اندیشه خویش		که موج میزند قطره از طرف نقاب او باغوش نگاهم جلوه برق عتاب او که دارم و دلش یک یک گناه و عیب او دل بتیاب گم کردم خوش اضطراب او بر آور و دم جوئے تازه از زهر شراب او دو عالم یک سر قرغان کجیم و خجیم او رشک از دیده ریزد و شوق در کباب او نفسها دو دو و لبا داغ پیلو کباب او	

<p>وفا از سر و مہر سبائے دنیا دل تنگ آمد بمختلر گرم کردم و اغنائے سینہ ناب او</p>	<p>حریم کعبہ و پہلو در تجانہ و پہلو شکستہ ہجو رنگ بادہ صدر میخانہ و پہلو چراغان روبرو خاکستر پروانہ و پہلو چو موج بادہ لرزنا لہستانہ و پہلو وفا نا آشنا از آشنا بیگانہ و پہلو بایں دل تنگی من یک جہاں ویرانہ و پہلو</p>	<p>ہزاران فتنہ و پہلو دل دیوانہ و پہلو خمیر سیریم مست انستم طر فہ بد سیم بزم حسن و عشق خویش رنگین جلوہ نابی ہمانا بزم او مینا و لم نازک تہرا مینا مپرس از ذوق وصل او ہلاک حشریم نور و بستر بتیابیم پیچیدہ محشر ہا</p>
<p>وفا از بقیہ ارسی جلوہ خواہم ہوس باشد صدائے صور میخواند مرا افسانہ و پہلو</p>	<p>بیگانہ وفا دل نا آشنا سائے تو تو مبلای آئینہ ما مبلای تو چشم من و تراوش رنگ او اے تو وا کردہ ایم عقدہ بند قبائے تو</p>	<p>اسے خوں کن ہزار تمنا جفائے تو تو در ہوائے خوش و جہاں در ہوائے عشق خیال جلوہ رنگین چہ سحر کرد در ہائے خلد بر رخ لیتی محشودہ ایم</p>
<p>روایت ہائے ہوز</p>	<p>زہر اب جہت جویت رگہائے جاں حشیدہ از مطلع گریباں صبح ازل و میدہ یعنی دماغ مشوئم از بوسے رسیدہ نفتے زہم کشیدہ رنگ زرخ پریدہ چون آہوئے فہیدہ از خوشیت رسیدہ خارج از اعتبارم چون حرف ناشینیدہ</p>	<p>اسے زخم آرزویت تا بسینار رسیدہ و تاب طرہ شام ابد مسلسل از وعدہ وصالش بدست انتظام چشمش بود و مرتع نقاش خوش سستی ہر جلوہ نگاہش ہر شیوہ وادایش پا مال انتظارم چون مہنی تلفتہ</p>



بد لہا ساختی بیتیابی نبض بیتاں بودہ چراہنگا مہا آراستی و از میاں رفتی بسماں تہنگی فرصت تماشا کن مبارک اے ادائے اجر خاموشی کہ بخیر و نویدائے تشنگی شوق ناکامی کہ میرزد نگاہ فقہ ز اقلیم دل زبیر و زبرد گداز نہرہ ہم تشکیں نمی بخشد گد پے را کمی خیم ترا نامدم کمال حق شناسی را	بجائہ ناریختی چمنابہ رنگہائے جاں بودہ نشاں بگذاشتی از ویدہ و دل بیتیاں بودہ بفتر اک قومی آئیم صید پنجاں بودہ قیامت زخمہ تار برگ ذوق بیاباں بودہ ہزاراں جدول خوں از محیط دل و دل بودہ بلای سہریل بودہ قصائی آسماں بودہ چو زہر مرگ صرف تلخی کام و زباناں بودہ کہ می آئی در آغوشم نصیب و تمنناں بودہ
--	--

وفا شیرازہ اوراق اسکانی پریشاں شد  
دو عالم را جدا کردہ نگاہے در میاں بودہ

مذاق تازہ می بخشد ریشیاں آہستہ آہستہ تغافل بانہ اکت طرفہ رنگ میری دارد روانم مجذوبت ہے ملا متہائے باکیں نہاں آتش زونی و از میاں کجاست ہجوم جلوتہ ناز است و مستی کار و داز است ہلاک بینیاں زہا جگر ہا ویدہا و داسا سلامت باد چیم او حیا ہم آشنا کردہ	در دل تا کہ می بالہ شراب آہستہ آہستہ بچشمش میکشد تصویر خواب آہستہ آہستہ دل مشتاق فیریت ہاں عذاب آہستہ آہستہ دل و جاں سوختی بچوں کباب آہستہ آہستہ خود از ہم بکشد نذغاب آہستہ آہستہ ہزاراں خانماں کردی خراب آہستہ آہستہ بہ رنگ نگاہے بچاہ آہستہ آہستہ
---	---

وفا جان خرمیم گشت عرق کردمش بیاہستہ  
بغارت وقت نہرہ اضطراب آہستہ آہستہ

روایت یا

بہشت جاودانی غمخوارانہ شبیاں بستی	بہارین ترانی بیوہ دلبند نقاب بستی
-----------------------------------	-----------------------------------

ز فیض لطف ساقی دیده دل کامیابی	که هم رنگ شربت ساقی و هم اوئے کبابستی
بوقت وعده نیز گنج سخن بحده راز استی	بندگام وفا به پرده خاموشی جوابستی
نویس حسرت خود بین لنگر شوقی گراستی	شم آتشویه نگین حیا یا دیر کبابستی
بچشم خوار می بن قطره قطره سیل غلغلی	بذوق جلوه او و زده و زده آفتابستی

و فامهوشیم را قلعه و افشایم بهم تابیدی  
و باغ آرزویم را جبهه قطره زربستی

هر زمان دل را بطوفان و گردان غلغلی	از زربستی در قفس جیو را ز غلغلی
حشر ناز انگیزی و هنگامها بر غم غلی	آتش افروزی داند کوه و هامو افغلی
پرده ببرزوئے دل آراسته لیلی و کشتی	چاکها و کسوت ناموس و جیوه و لیلی و کشتی
سوختی و العطش را لیت هر قطره اعم	کاش این خاکسترم در قفس غم و لیلی و کشتی
ایکه از طرف کله قد بر شریا بشکنی	هم کند و لبری براوچ گردان افغلی
بزم آرائی و خوشتریزی و ساقی شوی	کاسه سر بر زمین چو جامه آروغ غلی

بر سر مهر و وفا فی سیاهی کنی  
روح غم در قالب دلهائے محزون افغلی

# ترجیع بند

نگویم از قمر از طاق ایوان قصا افتم نه بیند ارم زواج بام فیضان خدا افتم چه غم گر از نگاه دوستان بی وفا افتم	ناله گر بقیه کشور تا آشنا افتم
نه آن چشمم که از محبت خرمم اگر از بریا افتم نه آن خورشید تابانم اگر در زیر پلا افتم	
نه آن دانه غنیمت که از زهر و دستانم نه دیرین من نه از جمع ناقدر و ان شکو	نه آن دانه غنیمت که از زهر و دستانم نه دیرین من نه از جمع ناقدر و ان شکو
نه آن چشمم که از محبت خرمم اگر از بریا افتم نه آن خورشید تابانم اگر در زیر پلا افتم	
نه آن دانه غنیمت که از زهر و دستانم نه دیرین من نه از جمع ناقدر و ان شکو	نه آن دانه غنیمت که از زهر و دستانم نه دیرین من نه از جمع ناقدر و ان شکو
نه آن چشمم که از محبت خرمم اگر از بریا افتم نه آن خورشید تابانم اگر در زیر پلا افتم	
نه آن دانه غنیمت که از زهر و دستانم نه دیرین من نه از جمع ناقدر و ان شکو	نه آن دانه غنیمت که از زهر و دستانم نه دیرین من نه از جمع ناقدر و ان شکو
نه آن چشمم که از محبت خرمم اگر از بریا افتم نه آن خورشید تابانم اگر در زیر پلا افتم	
عطار دمی نهد بر دیده کلک سماج سایم متاع کشور باجم ز راود و رمی آیم	ویریم شاعر مضمون نگارم نکته آرایم فرستاد است بر دکان محنت کار فرمایم
نه آن چشمم که از محبت خرمم اگر از بریا افتم نه آن خورشید تابانم اگر در زیر پلا افتم	

	ہاں خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم	
من و یک عالم باز از حیرانی در افتم	متلعب بے بہائے من بود بہائے خاتم	اسید حاصل ہر دو جہاں خواب فراموشم
	نہاں جنم کہ از محط خریدار از بہا افتم	ہاں خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم
نہاں غارہ منت رخ سوداے بے پروا	ندارد احتیاج سمرہ چشم آہوئے صحرا	ز قید استیں آزاد باشند دست استغنا
	نہاں جنم کہ از محط خریدار از بہا افتم	ہاں خورشید تابانم اگر در زیر پا افتم
	قطعہ قعر نظیہ بر دیوان وحشت	
ایں نقش و لفظ کہ نور نگاہ است	از عالم مربع بزم ادائے کیست	در اہتر آئندہ رگمائے گوش شوق
ایں کاروان کیست کہ جاہنا غبار است	ایں فیض روح از نفس شکست	ایں گشتگوئے دل ز لب جالفت کیست
ایں داستان کیست ز بانہا نثار است	ایں نامہ و پیام و دعا از برائے کیست	یار ب فدائے ناخن مشک کشتائے کیست
آخر تو بینا ز می و نامہ بتو خوش است	و البتہ تو بحر عقدت گراے کیست	از چشم نامہ شناس و دل شنائے کیست
	از دیدہ دور و مژدہ نزدیک خیال	یار ب وفا لاک فریفتائے کیست

# رباعیات

دانی که طهوری سبوت د اور چیت  
آن غلطه صورچه شایه دار و

آن صرصر حشر و فتنه محشر چیت  
یک گردش بیل و دل مضطر چیت

دیگر

فریاد شور و دل دیوانه ما  
شوریدگی و داغ هستی پید است

صد خرمن شیون است و یک دانه ما  
و چشم عدم تنگ شدافتانه ما

دیگر

هم روز سیاه ما خدا میداند  
کوتاهی فرصت است و هم طول امل

هم حال تبا و ما خدا میداند  
مانیم و گناه ما خدا میداند

دیگر

از دادی فتنه چو گرد آمده ایم  
زهر است که اندر گرجا نیکه اند

دل باخته با چهره زرد آمده ایم  
ملخی به فشان ز راه در آمده ایم

دیگر

اس ختم رسل شمع نهان خانه توئی  
اس حاصل مد و جز و دیانے قدم

هم صدر استین بزم شامانه توئی  
کونین صدق گوهر یکدانه توئی

دیگر

اس ختم رسل ختم رسل آمده  
راهبیت که از رتبه بحق پیوندد

شیراز و بنظم جز و کل آمده  
حقست که مراجع سبیل آمده

دیگر

اس خواجه خواجه گال چه شایه داری  
اس سرور سرور اں چه آئے داری

آن مهر که بر پشت مبارک زده اند	به پیش عاصیا نشانی داری
دیگر	
این شعله مهر سایه پیر و درمن است	این برقی جهان سوز دوم سر و من است
آن جوش خلق که محشرش می نامند	یک کالبد است و روح او در من است
دیگر	
بشنو که مرا بیان من سوخته است	چون شمع مرا زبان من سوخته است
این هم اثر گمان هستی باشد	اے وای مرا گمان من سوخته است
دیگر	
اے شادی با بسا زنا شادی با	آبادی با طراز بر باد می
پیدائی اولیای پیدائی است	پایندی با کفیل آزاد می

تمام شد

ملنے کا پتہ } حافظ محمد شفیق علی گڑھ  
سرک حکیم جلیل سعید منزل